رہنمائے اساتذہ

مطالعۂ قرآنِ حکیم

برائے طلباء و طالبات

حصہ اوّل

اس رہنمائے اساتذہ میں کیا موجود ہے۔۔۔!!!

عمومی معاونتی و معلوماتی مواد:

- اساتذہ کے لئے عمومی تدریسی ہدایات
- عمومی پوچھے جانے والے سوالات (FAQs)
- رہنمائے اساتذہ سے بھرپور استفادہ کے لئے چند اہم ہدایات
- مطالعۂ قرآنِ حکیم کے حصول کا طریقہ کار اور درخواست فارم
- اسباق کی منصوبہ بندی (Lesson Planning)
- معروف علماء کرام اور ماہرینِ تعلیم کے تاثرات
- ماڈل پیپر
- جائزہ فارم (Course Coverage Form)
- مطالعۂ قرآنِ حکیم کے مکمل نصاب کی تفصیل

خصوصی تدریسی و تربیتی مواد:

- آیت بہ آیت سوالاً جواباً تشریحی نکات
- ربطِ سورت
- سائنسی تحقیق اور تاریخی پس منظر
- یومیہ اسباق کا طریقۂ تدریس
- مشقوں کے جوابات
- قرآنِ حکیم کے علمی، عملی اور فکری پہلو
- مقاصدِ مطالعہ
- عملی سرگرمیاں
- آیات کا شانِ نزول
- قرآن حکیم کی آیات اور احادیث مبارکہ کے ذریعہ وضاحت

"رہنمائے اساتذہ برائے مطالعہ قرآنِ حکیم" کے شائع شُدہ حصّوں کی اشاعت کی تفصیلات:

- حصّہ اوّل........ (طبع 1 تا 6) – 2015ء تا 2021ء – کل تعداد: 37,000 (طبع جدید) ستمبر 2022ء – تعداد: 2,000
- حصّہ دوم........... (طبع 1 تا 6) – 2015ء تا 2021ء – کل تعداد: 17,000 (طبع جدید) ستمبر 2022ء – تعداد: 2,000
- حصّہ سوم........... (طبع 1 تا 5) – 2015ء تا 2021ء – کل تعداد: 13,000 (طبع جدید) ستمبر 2022ء – تعداد: 2,000
- حصّہ چہارم........ (طبع 1 تا 4) – 2018ء تا 2021ء – کل تعداد: 8,000 (طبع جدید) ستمبر 2022ء – تعداد: 1,500
- حصّہ پنجم.......... (طبع 1) – جولائی 2019ء – کل تعداد: 3,000 (طبع جدید) ستمبر 2022ء – تعداد: 1,000

زیرِ اہتمام: شعبہ تصنیف و تالیف۔ قرآن پروگرام (دی علم فاؤنڈیشن)

حرفِ تشکر

دی علم فاؤنڈیشن "مطالعۂ قرآنِ حکیم برائے طلباء وطالبات" کی تیاری میں معاونت فرمانے والے تمام معزز علماء کرام، ماہر حفاظ و قراء، محترم اساتذہ کرام اور ماہرین تعلیم کا انتہائی شکر گزار ہے جنھوں نے اس نصاب پر نظر ثانی فرما کر اپنی تجاویز کے ذریعہ اِسے بہتر سے بہتر بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔ نیز ہم ان اداروں اور ان کے متعلقین کے لئے بھی صمیمِ قلب سے دعا گو ہیں جنھوں نے پورے اخلاص کے ساتھ اس نصاب کو تدریس کے لئے منظور کرانے میں اپنا حصّہ شامل فرمایا۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ان سب حضرات کی خدمتِ قرآنی کی کاوشوں کو اعلیٰ درجہ میں قبول فرما کر فلاح دارین کا سبب بنائے۔ آمین

عرضِ ناشر

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے فضل و کرم سے انتہائی ذمہ داری کے ساتھ ہر ممکن کوشش کی گئی ہے کہ مطالعۂ قرآنِ حکیم کے نصاب کی تمام تر کوتاہیوں اور اغلاط سے پاک بہترین اشاعت کا اہتمام ہو۔ تاہم خدانخواستہ دورانِ طباعت اعراب، جلد بندی یا دیگر کوئی کوتاہی جو سہواً ہوگئی ہو آپ کی نظر سے گزرے تو ادارہ کو مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ کی اشاعت میں اسے درست کیا جاسکے۔

یہ کتاب رضائے الٰہی کی خاطر بلاہدیہ فراہم کی جاتی ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فہرست مضامین

نمبر شمار	سبق	صفحہ نمبر
۱	ابتدائی کلمات اور رہنمائے اساتذہ سے بھرپور استفادہ کے لئے چند اہم ہدایات	۴
۲	”رہنمائے اساتذہ برائے مطالعہ قرآنِ حکیم“ کی خصوصیات	۶
۳	اساتذہ کے لئے عمومی تدریسی ہدایات	۷
۴	تلاوت وترجمہ قرآن کے چند آداب اور اہم ہدایات	۱۹
۵	اسباق کی منصوبہ بندی (Lesson Planning)	۲۰
۶	نصاب کا جائزہ فارم (Course Coverage Form)	۲۴
۷	صاحبِ قرآن ﷺ	۲۵
۸	سُوۡرَۃُ الۡفَاتِحَۃ	۲۶
۹	سُوۡرَۃُ الۡفِیۡل	۳۱
۱۰	سُوۡرَۃُ قُرَیۡش	۳۶
۱۱	سُوۡرَۃُ الۡمَاعُوۡن	۳۹
۱۲	سُوۡرَۃُ الۡکَوۡثَر	۴۳
۱۳	سُوۡرَۃُ الۡکٰفِرُوۡن	۴۶
۱۴	سُوۡرَۃُ النَّصۡر	۵۰
۱۵	سُوۡرَۃُ اللَّھَب	۵۴
۱۶	سُوۡرَۃُ الۡاِخۡلَاص	۵۷
۱۷	سُوۡرَۃُ الۡفَلَق	۶۱
۱۸	سُوۡرَۃُ النَّاس	۶۴
۱۹	قصّہ حضرت آدم علیہ السلام	۶۹
۲۰	قصّہ حضرت نوح علیہ السلام	۷۵
۲۱	قصّہ حضرت ہود علیہ السلام	۸۷
۲۲	قصّہ حضرت صالح علیہ السلام	۹۹
۲۳	قصّہ حضرت شعیب علیہ السلام	۱۰۸
۲۷	سُوۡرَۃُ الصّٰفّٰت	۱۱۸
۲۸	عمومی پوچھے جانے والے سوالات (FAQs)	۱۴۸
۲۹	مجوزہ ماڈل پیپر برائے مطالعہ قرآنِ حکیم (حصہ اوّل)	۱۵۸

ابتدائی کلمات

الحمدللہ "دی علم فاؤنڈیشن" کے زیرِ اہتمام طلبہ کی قرآنی تعلیمات سے آگاہی کے لئے ۲۰۱۰ء سے ایک جامع نصاب "مطالعۂ قرآنِ حکیم برائے طلباء وطالبات" مرتب کیا گیا ہے۔ دسمبر ۲۰۱۸ء تک اس نصاب سے ہزاروں تعلیمی اداروں میں چودہ لاکھ سے زائد طلبہ استفادہ کررہے ہیں جن کی تعداد میں روزبروز اضافہ ہورہا ہے۔"مطالعۂ قرآنِ حکیم" کی تدریس کے بارے میں الحمدللہ پاکستان بھر کے مختلف تعلیمی اداروں سے بہت حوصلہ افزا نتائج موصول ہورہے ہیں جو محض اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا فضل سے اس نصاب کو پڑھانے والے معزز اساتذہ کرام کے اخلاص اور محنت کا نتیجہ ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا "مجھے معلّم بنا کر بھیجا گیا ہے۔"(سنن دارمی) اس حدیث شریف کے مطابق وہ تمام اساتذہ قابلِ صد افتخار ہیں جو تدریس سے وابستہ ہیں۔ انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اس منصب کی نسبت حاصل ہے جس کا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خود فرمایا۔ پھر یہ منصب اور زیادہ عزت وافتخار کا باعث ہوجاتا ہے جب یہ تدریس قرآنِ حکیم کے حوالہ سے ہو۔ جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا "تم میں سے بہترین وہ ہیں جو قرآن سیکھیں اور سکھائیں۔"(صحیح بخاری) ایک اور حدیث شریف میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ تمہارے ہاتھ پر (یعنی تمہارے ذریعہ) کسی ایک آدمی کو بھی ہدایت دے دے، تو یہ تمہارے لئے اس ساری کائنات سے بہتر ہے، جس پر آفتاب طلوع اور غروب ہوتا ہے۔"(طبرانی)

تاہم جہاں فریضۂ تدریس کے فضائل ودرجات بلند ہیں وہیں اس کی ذمّہ داری اور حساسیت بھی بہت زیادہ ہے۔ پھر "مطالعۂ قرآنِ حکیم" کے حوالہ سے یہ ذمّہ داری اور حساسیت مزید بڑھ جاتی ہے کیوں کہ قرآن حکیم ایک مکمل ضابطۂ حیات عطا کرتا ہے اور اس نصاب کا طلبہ کی کردار سازی سے بھی گہرا تعلق ہے۔ پھر خود اساتذہ کرام طلبہ کے لئے عملی نمونے بھی ہوتے ہیں۔ لہٰذا اساتذہ کے لئے بہت ضروری ہے کہ وہ خود بھی قرآن حکیم، احادیث مبارکہ، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور دینی اسلامی کتب کا باقاعدہ مطالعہ کریں۔ نیز خود اسلامی تعلیمات کا عملی نمونہ بن کر طلبہ کی تربیت اور کردار سازی کے اہم فریضہ کو سرانجام دے کر اجرِ عظیم کی سعادت حاصل کریں۔

کسی بھی نصاب سے کماحقہٗ استفادہ کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ اسے پڑھانے والے اساتذہ کی مکمل تربیت ورہنمائی کا اہتمام کیا جائے۔ نصاب کی افادیت تب ہی برقرار رہتی ہے جب اسے پڑھانے والے اساتذہ اچھی طرح سمجھ جائیں اور ان مقاصد اور طریقہ کار سے مکمل آگاہ ہوجائیں جن کے تحت وہ نصاب تیار کیا گیا ہے۔ چنانچہ انہی پہلوؤں کو مدنظر رکھتے ہوئے اساتذہ کی بھرپور تدریسی معاونت کے طور پر "مطالعۂ قرآنِ حکیم برائے طلباء وطالبات" کے ہر حصّہ کے لئے انتہائی تحقیق کے ساتھ تمام مکاتب فکر کے معروف ومعتبر ۷۰ سے زائد تراجم وتفاسیر کی روشنی میں "رہنمائے اساتذہ برائے مطالعۂ قرآنِ حکیم" مرتب کیا گیا ہے تاکہ اساتذہ اس سے استفادہ کرکے اس نصاب کی مؤثر تدریس بھی کرسکیں اور ان کے لئے دورانِ تدریس کوئی دشواری بھی پیش نہ آئے۔ الحمدللہ رہنمائے اساتذہ کی تیاری میں بھرپور کوشش کی گئی ہے کہ انتہائی ذمّہ داری کے ساتھ آسان اور سلیس انداز میں تفاسیر سے نکات تیار کرکے اساتذہ کرام کی خدمت میں پیش کیئے جائیں۔

اساتذہ کی خدمت میں خصوصی گزارش ہے کہ وہ "مطالعۂ قرآنِ حکیم" کی تدریس کے دوران "رہنمائے اساتذہ" سے ضرور استفادہ کریں اور ان علمی، عملی، فکری نکات کو بطریقِ احسن طلبہ تک پہنچائیں۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس عظیم خدمتِ قرآن میں آپ کا حامی وناصر ہو اور آپ کو اجرِ عظیم عطا فرمائے آمین۔

رہنمائے اساتذہ سے بھرپور استفادہ کے لئے چند اہم ہدایات

اساتذہ "مطالعۂ قرآنِ حکیم" کی تدریس کے دوران مندرجہ ذیل باتوں کو پیشِ نظر رکھیں تاکہ "رہنمائے اساتذہ برائے مطالعہ قرآن حکیم" سے بھرپور معاونت حاصل کرکے موئثر انداز سے "مطالعۂ قرآن حکیم" کی تدریس کا اہتمام کرسکیں۔

"مطالعۂ قرآنِ حکیم" اور "رہنمائے اساتذہ" موصول ہونے کے بعد دونوں کتب کا مکمل جائزہ لے لیں تاکہ اس نصاب کی ضرورت، اہمیت اور مقصد واضح ہوجائے۔ آئندہ کی تمام منصوبہ بندی اور تدریسی عمل میں یہ جائزہ معاون ہوگا۔ ان شاءاللہ

- رہنمائے اساتذہ میں دی گئی "عمومی تدریسی ہدایات" اور "عمومی پوچھے جانے والے سوالات" کے ایک ایک نکتہ کا بغور مطالعہ فرمائیں اور اگر اس ضمن میں مزید کوئی سوال ہو تو اسے نوٹ فرماکر ادارہ سے رابطہ فرمائیں۔
- اسباق کی منصوبہ بندی کا جائزہ لینے کے بعد اپنی سہولت کے مطابق اپنے اسکول کے نظام الاوقات کو مدنظر رکھتے ہوئے سہ ماہی، ششماہی اور سالانہ بنیاد کے ساتھ ساتھ روزانہ کے سبق کی بھی منصوبہ بندی کرلیں کہ کسی مکمل یا جُزوی سبق کے لئے کتنا وقت دستیاب ہوگا۔
- ہر سبق کو پڑھانے سے پہلے اس سے متعلقہ مواد کو ضرور پڑھ لیں۔ مثلاً قرآنی متن کی تلاوت اور درست ادائیگی کی مشق وغیرہ۔ املا اور تلفظ کی اصلاح کے لئے لغت (ڈکشنری) سے استفادہ کریں۔
- دورانِ تدریس ہر سبق کے متعین کردہ "مقاصدِ مطالعہ" کو خاص طور پر پیش نظر رکھیں تاکہ سبق کے اختتام پر طلبہ کو اس سبق کا وہ فہم حاصل ہو جس کا "مقاصدِ مطالعہ" میں ذکر کیا گیا ہے۔
- ہر سبق سے متعلقہ آیات کی تشریحات اور وضاحت "رہنمائے اساتذہ" میں دیئے گئے نکات تک ہی محدود رکھیں جو کہ الحمدللہ کئی معروف تفاسیر سے ماخوذ ہیں۔
- سورتوں کا باہمی رَبط اچھی طرح جان لیں۔ اس میں کوئی مزید نکتہ شامل کرنا ہو تو وہ بھی پہلے سے نوٹ کرکے رکھیں تاکہ وقت کا ضیاع نہ ہو اور تدریسی عمل کی روانی برقرار رہے۔
- ہر سورت یا قصہ کی تدریس سے قبل طلبہ سے سوال وجواب کے ذریعہ متعلقہ سبق کے بارے میں بحیثیت مجموعی معلومات اور فہم کا جائزہ ضرور لے لیں تاکہ ان کی ذہنی سطح اور فہم کو سامنے رکھتے ہوئے بہتر انداز میں اس سبق کی مزید وضاحت ان کے سامنے کی جاسکے۔
- آیات کی تشریحات میں دیئے گئے سوالات طلبہ سے خود کریں۔ اگر وہ مطلوبہ جواب نہ دے سکیں تو "رہنمائے اساتذہ" میں دیئے گئے جواب انہیں بتائیں۔ سوال وجواب کمرۂ جماعت میں طلبہ کے سامنے "رہنمائے اساتذہ" سے پڑھنے سے بچنے کا اہتمام کریں اور متعلقہ سبق کی آیات کے سوالات وجوابات کا کمرہ جماعت میں آنے سے پہلے مطالعہ فرماکر آئیں۔
- مشقوں کے جوابات طلبہ ہی سے حل کرائے جائیں نہ کہ خود ہی سوالوں کے جوابات پہلے سے دے دیئے جائیں۔
- تمام اسباق کے اختتام پر دلچسپ عملی سرگرمیاں دی گئی ہیں۔ سرگرمیوں کے حل کے لئے کچھ معاون نکات بھی دیئے گئے ہیں تاکہ اساتذہ کے لئے آسانی رہے۔ ان سرگرمیوں میں طلبہ سے کرائے گئے کاموں کو نمایاں کریں تاکہ ان کی حوصلہ افزائی ہو۔

ہم امید کرتے ہیں کہ "مطالعۂ قرآنِ حکیم" کی موئثر تدریس میں یہ "رہنمائے اساتذہ" بہت معاون ثابت ہوگا اور اس کے حوصلہ افزا نتائج سامنے آئیں گے۔ اساتذہ اپنے تجربات اور تجاویز سے ہمیں وقتاً فوقتاً آگاہ فرماتے رہیں گے۔ ان شاءاللہ

”رہنمائے اساتذہ برائے مطالعہ ٔقرآنِ حکیم“ کی خصوصیات

۱۔ اساتذہ کی تدریسی معاونت کے لئے **”عمومی تدریسی ہدایات“** وضاحت کے ساتھ دی گئی ہیں۔ جن کی ویڈیو ریکارڈنگ بھی موجود ہے۔

۲۔ اساتذہ کی سہولت کے لئے مطالعہ ٔقرآنِ حکیم کے ہر حصّہ کے **”اسباق کی منصوبہ بندی“** (Lesson Planning) کی گئی ہے۔

۳۔ نصاب کی تدریس کا وقتاً فوقتاً جائزہ لینے اور مشاورت کے لئے **”نصاب کا جائزہ فارم“** (Course Coverage Form) بھی دیا گیا ہے۔

۴۔ ہر قصہ اور سورت کی تدریس کے حوالہ سے اسباق کی وضاحت کے لئے **”طریقہ ٔتدریس“** بتایا گیا ہے تاکہ اساتذہ کو روزانہ کی بنیاد پر اسباق کے تعین میں کوئی دشواری نہ ہو۔

۵۔ قصّوں اور سورتوں کے مطالعہ کے بعد متعلقہ اسباق کے بارے میں طلبہ کے فہم اور استعداد کا جائزہ لینے کے لئے اسباق کے **”مقاصدِ مطالعہ“** متعین کیئے گئے ہیں۔

۶۔ سورتوں کے مضامین کے مطابق **”ربطِ سورت“** کے نام سے سورتوں کا باہمی ربط بھی بیان کیا گیا ہے تاکہ سورتوں کا باہمی تعلق اور تسلسل سمجھنا آسان ہو۔

۷۔ ہر قصّہ اور سورت کے **”آیت بہ آیت تشریحی نکات“** سوال وجواب کی صورت میں دیئے گئے ہیں۔

۸۔ آیات کے مفہوم کو سامنے رکھتے ہوئے ان سے حاصل ہونے والی عملی باتوں کو **”عملی پہلو“** کے عنوان سے بیان کیا گیا ہے۔

۹۔ آیات کی تشریحات میں **”قرآنِ حکیم کے دیگر مقامات“** کے حوالہ جات بھی دیئے گئے تاکہ متعلقہ بات قرآنِ حکیم کی روشنی میں زیادہ وضاحت کے ساتھ بیان ہو جائے۔

۱۰۔ آیات کی وضاحت میں احادیث مبارکہ کے حوالہ جات **”فرمانِ نبوی ﷺ“** کے عنوان سے دیئے گئے ہیں تاکہ قرآنِ حکیم کے ساتھ ساتھ حدیث شریف کی ضرورت و اہمیت بھی واضح ہو اور قرآنی احکامات کی عملی شکل بھی واضح ہو سکے۔

۱۱۔ آیاتِ قرآنی میں بیان کی گئی تاریخی، سائنسی، معاشی، معاشرتی اور علمی باتوں کو **”علمی بات“** کے عنوان سے واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس سلسلہ میں مزید مطالعہ کے لئے **”انٹرنیٹ کے لنکس“** بھی دیئے گئے ہیں۔

۱۲۔ آیاتِ قرآنی کے مضامین کے مطابق بعض عنوانات پر خصوصی نوٹ اور مضامین بھی دیئے گئے ہیں۔ مثلاً زمین، بادل، بارش، میٹھا پانی وغیرہ

۱۳۔ اساتذہ کی آسانی کے لئے **”مشقوں کے جوابات“** بھی دیئے گئے ہیں۔

۱۴۔ طلبہ کی ذہنی سطح اور دلچسپی کو مدّ نظر رکھتے ہوئے ہر سورت اور قصہ کے متعلق مزید **”عملی سرگرمیاں“** بھی دی گئی ہیں۔

۱۵۔ نصاب مطالعہ ٔقرآنِ حکیم کے حوالہ سے **”عمومی پوچھے جانے والے سوالات“** (FAQs) کے تسلی بخش جوابات دیئے گئے ہیں۔ الحمدللہ ان کی ویڈیو ریکارڈنگ بھی موجود ہے۔

۱۶۔ اساتذہ کی معاونت کے لئے مطالعہ ٔقرآنِ حکیم برائے طلباء وطالبات کے سالانہ امتحان کے لئے **”ماڈل پیپر“** بھی دیا گیا ہے۔

۱۷۔ ”رہنمائے اساتذہ برائے مطالعہ ٔقرآنِ حکیم“ کو مرتب کرنے میں خصوصی طور پر اہتمام کیا گیا ہے کہ **مسلکی اختلافات کے بیان سے گریز** کیا جائے اور ان ہی اُمور اور تشریحات کو بیان کیا جائے جن پر عموماً سب کا اتفاق پایا جاتا ہے۔

۱۸۔ ”رہنمائے اساتذہ“ کو مرتب کرنے میں **علماء کرام، حفّاظِ کرام، اساتذہ کرام اور والدین کی مشاورت** اور نظر ثانی سے استفادہ کیا گیا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اساتذہ کی رہنمائی کے لئے عمومی تدریسی ہدایات اور ان کی وضاحت

نوٹ: اساتذہ کی تدریسی معاونت کے لئے ڈیمو کلاس، تدریسی ہدایات اور عمومی پوچھے جانے والے سوالات دیگر متعلقہ مواد کی ویڈیوز کے لئے دی علم فاؤنڈیشن کی ویب سائٹ دیکھیں۔www.tif.edu.pk

ا۔ سبق کے دوران عربی متن ضرور پڑھایا جائے لیکن یہ یاد رہے کہ یہ نصاب فہم قرآن کے حوالہ سے تیار کیا گیا ہے۔ لہٰذا اس نصاب کے مطالعہ کے دوران فہم قرآن ہی پر توجہ دی جائے۔ اس نصاب کے لئے مختص کیا ہوا وقت تجوید کے قواعد سکھانے، مشق کروانے وغیرہ میں نہ صرف کیا جائے۔

یہ نصاب تجوید سکھانے اور قرآن حکیم ناظرہ پڑھانے کا طریقہ سکھانے کے لئے نہیں ہے۔ اگرچہ ناظرہ قرآن حکیم پڑھنے کی مشق بہت ضروری ہے اور اس کی اپنی ایک اہمیت ہے جس سے انکار نہیں۔ تاہم غور طلب بات یہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں عموماً پچاس ساٹھ سال کی طویل عمر گزر جانے کے باوجود لوگ قرآن کا مکمل ترجمہ نہیں پڑھ پاتے (الا ماشاءاللہ) نیز قرآن کا بنیادی پیغام بھی ان کے سامنے نہیں آپاتا، تجوید اور ناظرہ قرآن حکیم سکھانے کے لئے ہزاروں مدارس و مساجد بھی ہیں جہاں الحمدللہ یہ خدمت انجام دی جارہی ہے اور جن لوگوں کو حاجت ہوتی ہے وہ خود کہیں سیکھنے کا اہتمام بھی کر لیتے ہیں۔ لہٰذا اس نصاب کی تدریس کے دوران قرآن حکیم کا عربی متن ضرور پڑھائیں، بچے بھی دُہرا لیں، لیکن کہیں ایسا نہ ہو کہ بار بار عربی متن کی مشق کروانے اور تجوید درست کروانے سے سارا وقت اسی میں صرف ہو جائے اور جو مقصد فہم قرآن کا تھا وہ حاصل نہ ہو سکے اور اس نصاب کی تکمیل میں بھی دشواری پیش آئے۔ اس لئے ناظرہ اور تجوید کا اہتمام علیحدہ سے کرنا چاہیئے۔ اس نصاب کا اصل مقصد قرآن فہمی ہے تاکہ طلباء وطالبات قرآنِ حکیم کے پیغام سے آگاہی حاصل کر سکیں۔

۲۔ اس نصاب کو رٹانا مقصود نہیں بلکہ ذہن نشین کرانا مقصود ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ عام طور پر ہمارے یہاں اسلامیات کا کورس (معذرت کے ساتھ عرض ہے) بہت تیزی کے ساتھ پڑھا دیا جاتا ہے۔ بلکہ اسلامیات کے ساتھ ساتھ باقی نصاب کا بھی زیادہ تر رٹّا ہی لگوا دیا جاتا ہے۔ ہو سکتا کچھ جگہ ایسا نہ بھی ہو۔ اور یہ صرف نمبر (Marks) حاصل کرنے کے لئے کیا جاتا ہے۔ مگر ہمارا مقصد یہ ہے کہ اس نصاب میں رٹّا لگوانے کی بات نہ ہو بلکہ بات دل و دماغ میں بٹھانے کی ہو۔ تاکہ اللہ ﷻ کے کلام کی عظمت بھی ہمارے طلباء وطالبات کے دلوں میں پیدا ہو اور اللہ ﷻ کے کلام کا مفہوم بھی کہ اللہ ﷻ ہم سے کیا چاہتا ہے؟ چنانچہ ہم تجویز (Recommend) کرتے ہیں کہ اس نصاب کا آغاز تیسری جماعت سے کیا جائے۔ ابتدائی ایک دو سالوں میں کوشش کی جائے کہ استاد بات چیت اور دو طرفہ گفتگو (Interaction) کے ذریعے بار بار دُہرا کر باتوں کو ذہن میں بٹھائے۔ پہلے ایک دو سالوں میں لکھنے پر زور دینے کے بجائے سمجھانے پر توجہ دی جائے اور بچوں سے بھی دُہرا کر یہ یقین حاصل کیا جائے کہ انہیں سمجھ آرہی ہے۔ اس سے ان بچوں کی بنیاد ان شاء اللہ مضبوط ہوگی اور آج جب بنیاد مضبوط ہوگی تو ان شاء اللہ اس نصاب کے آئندہ کے حصوں میں جب طویل مکی سورتوں اور بعد میں مدنی سورتوں کا مطالعہ کریں گے تو ان کا ذہن فہم قرآن کے لئے تیار ہوگا۔

۳۔ عربی متن کے ساتھ ترجمہ پڑھایا جائے۔ اور ترجمہ پر خاص توجہ دیتے ہوئے اسے بار بار دہرایا جائے۔ تاکہ بچوں کو اس سے زیادہ سے زیادہ آگاہی حاصل ہو اور وہ اس کو سمجھ سکیں۔

یعنی ترجمہ کے پڑھانے کی طرف زیادہ توجہ دی جائے۔ ایک مرتبہ اساتذہ خود یا طلباء و طالبات کے ذریعے قرآنی متن کے ساتھ ترجمہ پڑھائیں۔ اس کا بھی ثواب اور برکات ہیں۔ بعد ازاں صرف ترجمہ کو طلباء و طالبات کے ساتھ دو طرفہ انداز میں بار بار دہرایا جائے۔ یعنی فہم قرآن کی طرف توجہ بڑھانے کے لئے ترجمہ زیادہ پڑھایا جائے۔ ابتدائی جماعت میں استاد کو بچوں کو پڑھانے اور سمجھانے کے لئے زیادہ محنت کرنا پڑے گی لہٰذا جو پڑھایا جائے بچے اس کو دہرائیں بلکہ قرآنی متن اگر ایک مرتبہ پڑھایا گیا ہو تو ترجمہ دو یا تین مرتبہ پڑھایا جائے۔ اس دہرانے کے نتیجے میں باتوں کا ذہن میں بیٹھنا زیادہ آسان ہو گا اور جتنا ترجمہ ذہن میں بیٹھے گا اُتنی ہی قرآن فہمی بچوں کے لئے ان شاء اللہ آسان ہو گی۔

۴۔ عربی متن کی تلاوت کے دوران یہ خیال رکھا جائے کہ الفاظ کی ادائیگی درست ہو اور اگر اساتذہ کی اس لحاظ سے کوئی کمزوری ہے تو ایسے طلباء و طالبات سے تلاوت کرائی جائے جن کی تجوید درست ہو۔

الحمدللہ ہم مسلمان ہیں۔ قرآن حکیم کی تلاوت ایک بہت بڑا اشرف ہے۔ اس کا بہت بڑا اجر و ثواب بھی ہے۔ اگر ہماری تلاوت میں غلطی ہو تو معنی بدل جائیں گے اور اگر اساتذہ کی تلاوت ہی درست نہ ہو تو بچوں پر منفی اثر پڑے گا؟ اس لئے پہلے تو ہمیں اپنی تلاوت اور تجوید کے معاملہ کو درست کرنا چاہیئے اور اگر ہماری تلاوت بہتر ہے تو اس سے بہتر اور کیا بات ہو سکتی ہے۔ تاہم جب تک تلاوت میں کوئی کمی یا کمزوری ہے اور جن بچوں یا بچیوں کو ہم پڑھا رہے ہیں ان میں سے جس کی تلاوت بہتر ہو تو اس سے پڑھوانے کا اہتمام کیا جائے۔ وہ پڑھیں گے تو باقی بچے بھی سن لیں گے۔ یوں قرآن کے جس حصہ کا متن پڑھا جا رہا ہو گا اس کا اجر بھی ملے گا اور کچھ درستگی کا بھی موقع ملتا رہے گا ان شاء اللہ۔

۵۔ رنگوں کے استعمال کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ جو رنگ عربی متن کا ہے اتنا ہی ترجمہ پڑھایا جائے تاکہ طلباء کسی حد تک عربی سے بھی واقفیت حاصل کر سکیں اور اس کا ذوق و شوق پیدا ہو۔ لیکن یہ ذہن میں رہے کہ عربی گرائمر سکھانا اس نصاب کا مقصود نہیں۔

اس نصاب میں دو رنگ استعمال کیئے گئے ہیں۔ جتنا ایک رنگ میں قرآن کا متن ہے، اُتنے ہی الفاظ کا ترجمہ اسی رنگ میں دیا گیا ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ بڑی آیات کو مختلف حصوں میں تقسیم کر کے پڑھنا آسان ہو۔ مزید بر آں کچھ الفاظ جو قرآن حکیم میں کئی مرتبہ دہرائے گئے ہیں ان کے معنی یاد بھی ہو جائیں گے۔ لیکن اگر کہیں یہ وقت عربی گرائمر یا الفاظ کا رٹا لگانے اور الفاظ کے معانی یاد کرانے پر لگ گیا تو فہم قرآن جو ہمارا مقصود ہے وہ حاصل نہیں ہو سکے گا۔ تاہم ایک طویل عرصہ میں جب طلباء پورے قرآن سے گزریں گے تو قرآن کے بہت سے الفاظ جو انہوں نے خود دہرائے ہوں گے ان کے معنی انہیں ان شاء اللہ یاد ہوتے چلے جائیں گے۔ مگر ہمارے پیش نظر رہے کہ ترجمہ اور اس کا فہم بچوں کو دیں تاکہ وہ ان کے ذہن میں بیٹھے اور ترجمہ اور تشریح اس طرح ان کے سامنے آئے کہ وہ قرآن حکیم کے تقاضوں کو سمجھ سکیں اور ان پر عمل کرنا آسان ہو جائے۔

۶۔ جہاں تک ممکن ہوسکے اساتذہ خود بھی باوضو ہوں اور طلباء کو بھی اس کا پابند بنائیں تاکہ پاکیزگی اور طہارت کے ساتھ اس فریضہ کو سرانجام دیا جائے اور روحانی برکات کا حصول بھی ہو۔

قرآن حکیم کا ادب یہ ہے کہ باوضو ہو کر اسے ہاتھ لگایا جائے۔ اگرچہ اس نصاب میں متن قرآن کے ساتھ ترجمہ اور تشریح بھی شامل ہے اور علماء فرماتے ہیں کہ جب کسی کتاب میں ترجمہ اور تشریح کے الفاظ قرآنِ حکیم کے متن کے الفاظ سے زیادہ ہوں تو اس کتاب پر قرآن کا اطلاق تو نہیں ہوتا مگر" باادب بانصیب" والی بات ہے۔ چنانچہ ہمیں ویسے بھی ہر وقت باوضو رہنے کی کوشش کرنی چاہیئے اور خاص طور پر جب قرآن حکیم کے سیکھنے سکھانے کا عمل ہو تو اس کا اور زیادہ اہتمام کرنا چاہیئے۔ اپنے طلبا و طالبات کو بھی اس کا پابند کریں تو ان شاء اللہ اس سے برکات میں اضافہ ہو گا۔ حدیث شریف میں ذکر آتا ہے "جب انسان باوضو ہوتا ہے تو فرشتے اس کے ساتھ ہوتے ہیں اور جب وہ باوضو نہیں ہوتا تو فرشتے اس سے دور ہو جاتے ہیں"۔ لیکن یاد رہے اس حدیث شریف میں ان دو فرشتوں کی بات نہیں ہو رہی جو ہر وقت ہمارے ساتھ رہتے ہیں یعنی کراماً کاتبین (معز زاعمال لکھنے والے فرشتے)، بلکہ رحمت والے فرشتوں کی بات ہو رہی ہے۔

۷۔ خواتین اساتذہ کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ مخصوص ایام میں مکمل آیت کی تلاوت کرنے کے بجائے الفاظ کو توڑ توڑ کر علیحدہ علیحدہ پڑھیں کیونکہ اس کی گنجائش دی گئی ہے۔

ایک نازک مسئلہ ہے ان خواتین کے لئے جو الحمدللہ مطالعۂ قرآن حکیم کے نصاب کی تدریس میں مشغول ہیں۔ خواتین کے ساتھ مخصوص ایام کے معاملات آیا کرتے ہیں جبکہ تدریس کے عمل کو جاری رکھنا بھی ضروری ہے۔ ان مخصوص ایام میں تلاوت مستقل ہو، متن مستقل پڑھا جائے اس کی تو قطعاً گنجائش نہیں۔ تاہم ایک ایک لفظ کو علیحدہ علیحدہ، ہجے کر کے پڑھ لیں تو اس کی علماء کرام نے گنجائش دی ہے۔ ایک طریقہ یہ بھی اختیار کیا جاسکتا ہے کہ اگر کسی کلاس میں طلبا و طالبات ایسے ہیں کہ جو قرآن حکیم پڑھ سکتے ہیں اور اچھی طرح پڑھ سکتے ہیں تو ایسے ایام میں خواتین اساتذہ ان بچوں سے تلاوت کرا سکتی ہیں۔ یعنی تلاوت طلبا و طالبات کر لیں اور ترجمہ و تشریح خواتین اساتذہ بیان کریں۔

۸۔ "نکات برائے اساتذہ" میں بعض مقامات پر آیات کی تشریح میں اضافی مواد صرف اساتذہ کی معلومات کے لئے دیا گیا ہے لہٰذا وہ طلباء کی ذہنی سطح کو مدّنظر رکھتے ہوئے صرف ضروری تشریحات ہی انہیں سمجھائیں۔

یہ حقیقت ہے کہ وقت کی قلت کا معاملہ ہر جگہ رہتا ہے اور اس نصاب کو مقررہ اوقات میں مکمل کرنا بھی ضروری ہے لیکن یہ بات ذہن نشین رہے کہ کئی جگہ نکات برائے اساتذہ میں اضافی تشریحات دی گئی ہیں تاکہ اساتذہ کی اپنی معلومات میں بھی اضافہ ہو نیز جہاں وقت دستیاب ہو تو بچوں کو بھی اضافی تشریح سمجھا دی جائے۔ لیکن اگر وقت کم ہے اور تشریحی نکات زیادہ محسوس ہو رہے ہیں تو یہ اساتذہ کی مرضی پر ہے کہ کتنا حصہ اس میں سے بچوں کو پڑھائیں اور کیا کیا باتیں ان کو ذہن نشین کرائیں۔ لیکن یہ بات ضرور ذہن میں رہے کہ جتنا وہ لازمی سمجھیں اتنی تشریح بچوں کو ضرور دی جائے۔ اگر طلبا و طالبات زیادہ علمی مواد کو ہضم (Absorb) کرنے کے قابل نہیں ہیں تو تشریح کم بیان کر دی جائے۔ لیکن اگر ان کا ذہن بن جاتا ہے اور وہ زیادہ تشریح بھی سمجھ لیتے ہیں تو ماشاءاللہ بہت اچھی بات ہے۔ خاص طور پر دوسرے، تیسرے سال میں جب وہ اور زیادہ جاننے کی طلب اور تڑپ رکھتے ہوں تو تشریحی نکات اس لئے بھی زیادہ دیئے گئے ہیں کہ اگر کہیں ایسا مطالبہ Demand ہو یا وقت دستیاب ہو تو زیادہ تشریح اساتذہ کے پاس موجود ہو تاکہ وہ بچوں کو بھی اور زیادہ بیان کر سکیں۔

۹۔ رہنمائے اساتذہ میں دیئے گئے نکات سادہ صفحات پر بچوں کی ذہنی سطح کے مطابق درج کروائیں۔

طلباو طالبات کی کتاب میں "اہم نکات" کے لئے جو سادہ صفحہ دیا گیا ہے، اساتذہ "رہنمائے اساتذہ" میں دیئے گئے نکات میں سے کچھ بچوں کو پڑھا کر اور سمجھا کر اس سادہ صفحے پر لکھوادیں۔ لیکن یہ بھی استاد کو دیکھنا ہوگا کہ ہمارے بچوں کی لکھنے کی صلاحیت کیسی ہے؟ وہ کتنے نکات با آسانی سمجھ سکتے ہیں؟ ایک Period میں کتنے نکات لکھوائے جاسکتے ہیں۔ ان تمام باتوں کا خیال رکھ کر صرف وہی نکات لکھوائے جائیں جو بہت ضروری محسوس ہوں۔ پھر یہ بھی امکان ہے کہ یہ کتاب طلباء کی ذاتی ملکیت میں ان کے پاس ہی رہے گی چنانچہ آئندہ جب کبھی وہ قرآن کا مزید مطالعہ کریں اور محافل قرآنی میں شرکت کریں گے تو اس وقت بھی کچھ نکات ان سادہ صفحات پر لکھ سکیں گے۔

۱۰۔ مطالعۂ قرآنِ حکیم کے نصاب کے "اسباق کی منصوبہ بندی" عمومی انداز میں اس طرح کی گئی ہے کہ حصہ اول کے لئے ایک کلاس میں عربی متن والا ایک صفحہ تجویز کیا گیا ہے اور ایک کلاس "علم و عمل کی باتوں اور مشق" کے لئے رکھی گئی ہے۔ لیکن اساتذہ اپنے اسکول کے نظام الاوقات، اپنی مرضی اور سہولت کے مطابق اسباق کی ترتیب اور مقدار میں تبدیلی لا سکتے ہیں۔

یہ بات حصّہ اوّل کے حوالے سے عرض کی جارہی ہے۔ خاص طور پر ان اساتذہ کے لئے جو پہلی مرتبہ پہلا حصّہ پڑھا رہے ہیں۔ جو اساتذہ دوسرا اور تیسرا حصہ پڑھا رہے ہیں ماشاء اللہ وہ تو اس سے گزر چکے ہیں اور الحمدللہ اس معمول اور ضابطہ کا حصہ بن چکے ہیں۔ لیکن جو اساتذہ پہلی مرتبہ پڑھا رہے ہیں خاص طور پر ان کی آسانی کے لئے Lesson Planning کر کے دی گئی ہے۔ اساتذہ "رہنمائے اساتذہ" میں دی گئی Lesson planning کو اچھی طرح دیکھ لیں۔ اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ ایک سبق جو ایک کلاس میں پڑھانا ہے اس کی مقدار کتنی ہو۔ تجویز یہ ہے کہ مطالعہ قرآن کی جو کتاب طلباء کے پاس ہے اس کا ایک عربی متن اور ترجمہ والا ایک صفحہ ایک کلاس میں پڑھایا جائے، اور جب چند کلاسز کے بعد کچھ رکوع یا صفحات مکمل ہو جائیں تو اس کے بعد ایک کلاس (Period) میں "علم و عمل کی باتیں" اور مشق کروادی جائے۔ یوں ایک عمومی انداز سے Lesson Planning کر کے تجویز دی گئی ہے۔ تاہم اساتذہ چاہیں تو اپنے نظام الاوقات اور سہولت سے اس میں ردوبدل کر سکتے ہیں۔ لیکن مقصود یہ ضرور ہو کہ مطالعۂ قرآن حکیم کا ایک حصہ ایک تعلیمی سال (Academic Year) میں ہی مکمل ہو جائے۔ اس طرح ان شاء اللہ اندازہ ہے کہ سات سالوں میں یہ نصاب مکمل ہو سکے گا۔

۱۱۔ حصہ اول کے لئے ہفتہ وار کم سے کم دو اور دیگر حصوں کے لئے کم سے کم تین کلاس رکھ دی جائیں تو بہت ہی آسانی سے یہ نصاب مکمل ہو سکتا ہے۔

اس نصاب کی با آسانی تکمیل کے لئے عموماً یہ تجویز کیا جاتا ہے کہ جن اسکولوں میں پینتالیس منٹ کی ایک کلاس ہوتی ہے۔ عموماً Cambridge System پر چلنے والے اسکولوں میں یہ معاملہ ہوتا ہے، تو پھر اس نصاب کے لئے ۴۵ منٹ کی ایک ہفتہ میں دو کلاسز کافی ہیں۔ اور اگر کہیں ۳۰ سے ۳۵ منٹ کی ایک کلاس ہوتی ہے تو گزارش یہ ہے کہ ہفتہ میں تین کلاسز اس نصاب کے لئے رکھی جائیں۔ مزید بر آں حصہ اول کے لئے کم از کم دو کلاسز اور دیگر حصوں کے لئے تین کلاسز ہفتہ وار بنیادوں پر ضرور مقرر کی جائیں۔ اگر ہفتہ وار یہ کلاسز مقرر کر دی جائیں تو ان شاء اللہ آسانی کے ساتھ اس نصاب کی تکمیل ہو سکے گی۔

۱۲۔ بعض سورتوں میں ہو سکتا ہے کم وقت درکار ہو لہٰذا جہاں مناسب سمجھیں وہ وقت دوسری سورتوں اور قصوں میں زیادہ استعمال کرسکتے ہیں۔ لہٰذا پہلے سے اس کی منصوبہ بندی کر لیں۔

پہلے حصہ میں سورۃ الکوثر جیسی چھوٹی سورت بھی ہے اور آدم علیہ السلام کے قصّہ سے متعلق بڑے بڑے رکوع بھی ہیں۔ لہٰذا درکار وقت میں فرق تو ضرور واقع ہوگا۔ اس لئے Lesson Planning عمومی انداز میں کی گئی ہے۔ اب اگر اساتذہ سمجھتے ہیں کہ ایک چھوٹی سورت یا ایک مختصر سبق پر کم وقت لگے گا تو ممکن ہے طویل سورت یا نسبتاً طویل اسباق پر زیادہ وقت لگے۔ لہٰذا اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی آسانی کے لئے پورے سال کے لحاظ سے اسباق کی پہلے سے منصوبہ بندی کرلیں۔ اس طرح مختلف اسباق کے حوالہ سے وقت کو صحیح طور پر استعمال کر کے بھی نصاب مقررہ وقت میں مکمل کیا جا سکتا ہے۔ ان شاء اللہ۔

۱۳۔ فقہی بحثوں اور اختلافی مسائل کے بیان سے خود بھی گریز کریں اور بچوں کو بھی اس سے دور رکھیں تاکہ ان میں اُلجھنے اور وقت ضائع کرنے کے بجائے بامقصد باتوں کی طرف توجہ ہو۔

یہ ایک بہت نازک اور اہم مسئلہ ہے۔ ہم جس ماحول میں رہ رہے ہیں ہمیں بخوبی علم ہے کہ مسلمانوں میں مختلف مکاتب فکر Different Schools of Thought ہیں۔ یہ بات مسلمہ حقیقت ہے کہ اختلافی باتیں موجود ہیں۔ لیکن اختلافی باتیں بہت کم ہیں اور جن باتوں پر اتفاق ہے وہ بہت زیادہ ہیں۔ اس نصاب میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ اتفاقی باتوں ہی کو سامنے رکھا جائے۔ کم وبیش ۶۰۰۰ سے زیادہ آیتوں پر سب کا اتفاق ہے، ہزاروں احادیث پر سب کا اتفاق ہے، فرائض واخلاقیات وغیرہ پر سب کا اتفاق ہے۔ اس نصاب میں اسی بات کو پیش نظر رکھا گیا ہے باقی رہ گئے چند اختلافی امور تو الحمدللہ اتحاد تنظیماتِ مدارس پاکستان کے علماء کرام پر مشتمل ایک کمیٹی سے ان امور پر متفقہ تجاویز وآراء کا حاصل کر کے اس نصاب میں شامل کر دیا گیا ہے۔ اساتذہ سے بھی گزارش ہے کہ اسی کو Focus کریں۔ اگر کوئی طالب علم ایک مکتبہ فکر کا ہے، تو دوسرا دوسرے مکتبہ فکر کا بھی ہو سکتا ہے۔ کوئی اسکول کبھی کسی خاص مکتبۂ فکر Specific School of Thought کا نہیں ہوتا۔ ہر اسکول میں مختلف مکاتب فکر کے طلبا وطالبات ہوتے ہیں۔ کوشش کریں کہ اصولی اور اتفاقی بات ان کے سامنے رکھیں۔ خود بھی فقہی اور مسلکی مباحث میں جانے سے بچیں اور طلباء کو بھی اس سے بچانے کی کوشش کریں۔ یقیناً اس معاملہ میں کوتاہی نے امت کو بہت نقصان پہنچایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین

۱۴۔ اختلافی مسائل کے بیان سے کیسے گریز کیا جائے جبکہ طلباء پوچھ رہے ہوں؟

یہ ایک سوال اساتذہ کی طرف سے آتا ہے۔ اس کا جواب بہت آسان ہے۔ عموماً طلبا وطالبات اپنے اساتذہ کے پابند ہوتے ہیں بہت سی وہ باتیں جو طلباء اپنے ماں باپ کے کہنے سے نہیں مانتے، اپنے اساتذہ کے کہنے پر مان لیتے ہیں۔ اساتذہ نے طلباء کی ذہن سازی کرنا ہوتی ہے۔ انہیں چاہیئے کہ طلباء کو اختلافی باتوں سے ہٹا کر اتفاقی باتوں پر لے کر آئیں۔ مثلاً اکثر سوال نماز کے بارے میں آتا ہے کہ قیام میں ہاتھ اوپر باندھیں کہ نیچے باندھیں یا ہاتھ کھول کر نماز پڑھیں؟ اُس کو میں نے ایسے دیکھا، اُس کو ویسے دیکھا اور میں تو ایسے کرتا ہوں؟ یہ سوالات اکثر سننے کو ملتے ہیں۔ کیا اس اختلافی بات کے مقابلہ میں جن باتوں پر اتفاق ہے وہ نہیں بتائی جا سکتیں؟ کہ بیٹا دیکھو ظہر کی نماز کوئی بھی مسلمان پڑھے گا تو کتنے فرض ادا کرے گا؟۔۔۔ چار۔۔۔ کوئی ہے جو یہ کہے کہ میں دو، تین یا پانچ فرض ادا کروں گا؟۔۔۔ نہیں۔۔۔ اچھا جب بھی مسلمان یہ چار فرض ادا کرے گا تو سب سے پہلے کیا کرے گا؟۔۔۔ تکبیر تحریمہ۔۔۔ اللّٰہُ اکبر۔۔۔ سب یہی کہتے ہیں۔۔ اچھا پہلے کیا کرے گا قیام؟۔۔ پھر؟ پھر وہ رکوع کرے گا۔۔۔ پھر؟ پھر وہ دو سجدے کرے گا، تو بیٹا بتاؤ یہ کسی نے کہا کہ میں پہلے دو سجدے

کروں گا، پھر قیام کروں گا، پھر رکوع کروں گا۔۔۔ کبھی کسی نے ایسا کہا؟ جواب یقیناً "نہیں" ہی آئے گا۔ یوں اتفاقی بات ان کے سامنے رکھیں اور پھر ان کو مزید اس طرح کی دیگر مثالیں دیں۔ ہاں اگر ماشاءاللہ طلباء نصاب کو سمجھ رہے ہیں اور مزید کچھ سیکھنا چاہ رہے ہیں تو ان سے کہیں کہ بیٹا آپ اپنے محلہ کی مسجد کے امام صاحب سے معلوم کرسکتے ہیں یا اپنے والدین کے ذریعہ معلومات حاصل کرلیں۔ یہ بات اس لئے ضروری ہے کہ اگر وہاں طلباء کے سامنے ہم نے کوئی اختلافی نوعیت کی بات چھیڑ دی اور اس پر ایک کا Opinion کچھ اور ہے اور دوسرے کا مکتبہ فکر کچھ اور رائے رکھتا ہے تو پھر ماں باپ پریشان ہو جائیں گے اور پھر جو انتہا پسندی اور شدت پسندی کا معاملہ ہمارے معاشرے میں ہے وہ اسکولوں میں بھی نظر آئے گا اور یہ بات معلوم ہے کہ ایسا ہو جاتا ہے۔ تو ضرورت اس بات کی ہے کہ طلباء کو اختلافی باتوں کے بجائے اتفاقی باتوں پر لایا جائے۔ اُن سے کہیں کہ بیٹا کس مکتبہ ٔفکر نے کہا ہے کہ جھوٹ بولو؟ کس مکتبہ ٔفکر نے کہا ہے کہ خیانت کرو؟ کس مکتبہ ٔفکر نے کہا ہے کہ اپنے ماں باپ کو تنگ کرو؟ کس مکتبہ ٔفکر نے کہا ہے کہ اپنے اساتذہ کا دل دکھاؤ؟ کس مکتبہ ٔفکر نے کہا کہ اپنے ہم جماعت (Classmate) کو مارو؟ کس مکتبہ ٔفکر نے کہا کہ اپنے بھائی کی چیز چھین لو؟ اتنی ساری باتیں جن پر سب کا اتفاق ہے۔ تو کیا ہمارے پاس اتفاقی باتیں ختم ہوگئی ہیں کہ ہم وہ باتیں گفتگو میں لائیں جن پر اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ ان شاءاللہ اگر یہ طریقہ کار اختیار کیا جائے تو ہم ان مسائل سے نمٹ سکیں گے۔ قرآنِ حکیم میں اس حوالے سے بہترین رہنمائی کی گئی ہے۔ چنانچہ اہل کتاب سے گفتگو کرنے کے لئے آپ ﷺ کو ارشاد ہوا کہ: قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ "اے نبی (ﷺ) فرمادیجئے کہ اے اہل کتاب! آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک (Common) ہے (وہ کیا ہے) کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں"۔ (سورۃ آل عمران ۳: آیت ۶۴)

غور کریں ہم مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان کتنا فرق ہے؟ لیکن فرمایا جارہا ہے کہ جس بات پر اتفاق ہے وہاں سے بات شروع کرو۔ آج ہمارے معاشرے کا المیہ یہ ہے کہ ہم اختلافی باتوں سے بات شروع کرتے ہیں جبکہ قرآنِ حکیم ہمیں کہتا ہے کہ اگر کافروں سے بھی بات کرنی ہے تو اتفاقی باتوں سے بات شروع کرنا۔ ہمارے معاشرے میں مسلمانوں سے اختلافی باتوں سے بات شروع ہوتی ہے جبکہ قرآن حکیم رہنمائی فرمارہا ہے کہ اگر کافروں سے بھی بات کرنی ہو تو جس بات پر اتفاق ہو وہاں سے بات شروع کرو۔

۱۵۔ "علم و عمل کی باتیں" وضاحت کے ساتھ بچوں کو سمجھائی جائیں اور مذاکرہ کے ذریعے ان کو ذہن نشین کرائی جائیں۔

مطالعہ ٔقرآن حکیم میں دیئے گئے مختلف ابواب میں سے جب (چند اسباق پر مشتمل) کوئی باب مکمل ہو جاتا ہے تو اس باب کی خاص خاص علمی اور عملی نوعیت کی باتوں پر مشتمل خلاصہ نکات کی صورت میں طلباء وطالبات کے سامنے رکھا جاتا ہے۔ یعنی علمی اور عملی اعتبار سے کون کون سے پہلو بیان ہوئے ہیں۔ اسی طرح قرآنِ حکیم ہدایت کی کتاب ہے، تو کیا Do's and Don'ts ہمارے سامنے آرہے ہیں، قرآن حکیم کن باتوں کا حکم دے رہا ہے اور کن باتوں سے منع کررہا ہے، ان آیات کا جن کو طلباء نے سمجھا اس کا حاصل کیا نکلنا چاہیئے، اس کا اظہار ہماری عملی زندگی میں کیسے ہونا چاہیئے؟ یہ سب کچھ علم و عمل کی باتوں میں درج کیا گیا ہے۔ عام طور پر زیادہ سے زیادہ (Maximum) ۱۰ (دس) سے ۱۱ (گیارہ) نکات ہوتے ہیں۔ ان کو ذہن نشین کرانا اور ان کو مذاکرہ کے انداز میں طلباء کے دل و دماغ میں بٹھانا ضروری ہے کیوں کے یہی قرآن حکیم کا اصل حاصل ہے جو ہدایت کی کتاب ہے اور ہدایت اسی لئے دی گئی ہے کہ اس پر عمل کیا جائے۔

۱۶۔بچوں کو اخلاقیات کیسے سکھائیں؟

یہ ایک عمومی سوال ہے جس کے لئے بہت ساری باتیں تجویز کی جاتی ہیں۔ مثلاً مختلف عملی سرگرمیوں کا استعمال ہو سکتا ہے، مختلف Video Clips بچوں کو دکھائے جا سکتے ہیں، اسی طرح ماں باپ کو بھی شریک عمل کر کے بچوں کی اخلاقی تربیت کا اہتمام کیا جا سکتا ہے۔ تاہم یاد رہے تربیت الفاظ سے نہیں بلکہ عمل و کردار سے ہوتی ہے۔ اگر ایک استاد خود کلاس میں داخل ہو کر السلام علیکم کہے تو دیکھئے گا دو چار دن میں طلباء خود چلاّ چلاّ کر کہہ رہے ہوں گے "سر السلام علیکم، مس السلام علیکم "۔ اس طرح تربیت کا عمل شروع ہو جائے گا۔ یہ Simple ہے، ذرا کسی بچے نے کسی دوسرے کا مذاق اڑانا شروع کیا تو ہمیں اس کو وہیں پر پیار و محبت سے روکنا چاہیئے تا کہ اس بچے کو احساس ہو جائے کہ میں نے غلط کیا، اور جس کا مذاق اڑایا جارہا تھا وہ حساس ہو سکتا ہے، وہ اس بات کو دل پر نہ لے جائے تو فوراً اس کی دل جوئی کر لی جائے وغیرہ وغیرہ۔ یہ بات بھی ذہن نشین رکھنی چاہیئے کہ استاد صرف صبح ۸ بجے سے دوپہر ۱۲ بجے تک نہیں بلکہ ۲۴ گھنٹے کا استاد ہوتا ہے۔ طلباء و طالبات صرف اسکول کے اوقات میں نہیں بلکہ ۲۴ گھنٹے اساتذہ کے اخلاق و کردار کو دیکھ رہے ہوتے ہیں ہو سکتا ہے کہ اس کا کوئی طالب علم وہاں اسے دیکھ رہا ہو؟ وہاں اس کا رویہ کیا ہوتا ہے؟ ایسا کہ وہ دوسروں کو دھکاّ دے رہا ہو، یا ریڈ سگنل کراس کر رہا ہو یا اس نے کوئی چیز کھائی اور اس کی تھیلی یا لفافہ سڑک پر پھینک دیا اور اگلے دن اسکول جا کر وہ طلباء سے کہے کہ بیٹا صفائی نصف ایمان ہے۔ ذرا غور کیجئے کیا وہ طالب علم اس بات کو مانے گا؟ تو تربیت فقط الفاظ اور کتابوں سے نہیں بلکہ عمل سے ہوا کرتی ہے۔ ایک استاد خود نمونہ بنے اور ماں باپ کو بھی اعتماد میں لے کہ یہ بچہ ان کے لئے بھی صدقۂ جاریہ بنے گا اور والدین کے لئے بھی۔ کچھ اچھی کتابیں ہماری لائبریری میں ہونی چاہیئں کچھ Video Clips دکھانے کا انتظام کر سکتے ہیں تو وہ بھی بہتر ہے۔ ترغیب دلانے کے لئے کبھی کوئی کام عملی طور کرایا جا سکتا ہے۔ مثلاً کبھی گروپ بنا کر اسکول کی صفائی کروالی، کبھی طلباء سے کہا کہ اپنی جیب خرچ لے کر آئیں تا کہ کسی غریب کی مدد کی جا سکے، زلزلہ آگیا یا بارش، طوفان آگیا یا ایسا کوئی اور معاملہ ہو گیا جس سے بہت بڑا نقصان ہو جاتا ہے تو طلباء سے کہیں کہ اپنی پرانی چیزیں لے کر آئیں اور انہیں کسی ادارہ کے حوالے کر دیں جن پر اعتماد ہو کہ وہ غریبوں تک پہنچا رہے ہیں۔ اس طرح ان کی تربیت ہو گی۔ استاد اگر کلاس میں کھڑے ہو کر اور جلدی جلدی ایک ہی سانس میں پانی پی رہے ہیں تو طلباء پر منفی اثر پڑے گا۔ اور اگر اس کے بجائے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تھوڑا بلند آواز سے پڑھ کر تین سانسوں میں پانی پی رہے ہیں تو بغیر کچھ کہے طلباء تک تربیت کا پیغام پہنچ گیا۔ یوں مختلف رویےّ، انداز اور طریقے طلباء پر اثر انداز ہوتے ہیں ان ہی سے اُن کی تربیت ہو رہی ہوتی ہے۔ لہٰذا تربیت ایک مستقل عمل ہے جو اسکول کے اوقات تک محدود نہیں ہے۔ ایک سو ساٹھ دن جب اسکول کھلتا ہے یہ اس تک محدود نہیں ہے۔ یہ تو مستقل عمل ہے۔ بہر حال تربیت عمل سے زیادہ ہوتی ہے الفاظ سے نہیں جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ "Actions speak louder than words"۔

۱۷۔انبیاء علیہم السلام کے قصّوں کو عام فہم انداز میں کہانی کی صورت میں پڑھایا جائے تاکہ بچوں میں دلچسپی پیدا ہو۔

اس نصاب میں انبیاء کرام علیہم السلام کے قصوں کو اس انداز سے ترتیب دیا گیا ہے کہ پہلے کسی بھی قصہ کو کہانی کے انداز میں بیان کیا گیا ہے اور یہ تمام مواد قرآنی آیات ہی سے ماخوذ ہوتا ہے جو اس قصے کے بعد اسباق کے طور پر دی گئی ہیں۔ تاہم ان قصوں کو واقعاتی صورت میں ترتیب دینے کے لئے مصدقہ تفسیری مواد سے بھی مدد لی جاتی ہے۔ قصہ پہلے بیان کرنے کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ اس قصے سے متعلق قرآن حکیم کا جو متن پڑھایا جائے گا اس سے قبل ذہن میں وہ پورا قصہ بیٹھ جائے۔ لیکن اس کو دو طرفہ (Interactive) انداز میں بیان کیا جائے۔ ایسا نہ ہو کہ صرف اساتذہ خود پڑھ دیں یا بچوں سے پڑھوالیں۔ بلکہ مختلف سوالات اسی قصے سے ساتھ ساتھ بنا کر طلباء سے پوچھیں۔ یعنی باتوں کو دہرانا پیشِ نظر رہے۔ مثلاً ان سے پوچھا جائے کہ بیٹا حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ ﷻ نے کس چیز سے پیدا فرمایا؟۔۔۔ مٹی سے۔۔۔ اچھا شیطان

کو کس چیز سے بنایا تھا؟۔۔۔۔ آگ سے۔۔۔۔ یہ بات دو تین دفعہ دہرانے سے ذہن میں بیٹھ جائے گی انشاء اللہ۔ مقصد یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ Interactive انداز میں سبق پیش کریں گے تو طلباء کی دلچسپی بڑھے گی اور جب وہ قرآن حکیم کے متن اور ترجمہ پر آئیں گے پہلے سے ذہن تیار ہونے کی وجہ سے فہم قرآن کا عمل آسان ہو گا۔

۱۸۔ طلباء سے مختلف سوالات، کوئز پروگرام اور مقابلوں کے ذریعے ان میں قرآن فہمی کی دلچسپی پیدا کی جاسکتی ہے۔

یہ طریقہ کار بہت سے اسکولوں نے خود بھی اختیار کیا ہے اور اکتوبر ۲۰۱۲ میں دی علم فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام الحمد للہ حصہ اول پر مبنی بچوں کا Quiz Competition منعقد کیا گیا تھا جو کہ دی علم فاؤنڈیشن کی ویب سائٹ tif.edu.pk پر موجود ہے۔ وہاں سے اس کی ویڈیو بھی Download کی جاسکتی ہے۔ ماشاء اللہ طلباء نے بہت اچھے انداز میں اپنی صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا ہے۔ یہ پروگرام کوئز، تقریر اور آرٹ پر مشتمل تھا۔ جو کہ بہت دلچسپی کا باعث بنا اور بچوں نے بہت خوبصورت جوابات دیئے۔ ان شاء اللہ یہ ویڈیو طلباء کے لئے حوصلہ افزائی کا ذریعہ بنے گی۔ یہ ویڈیو آپ خود بھی دیکھیئے اور اپنے اسکول کے طلباء کو بھی دکھایئے۔ اگر ان میں شوق پیدا ہو تو پہلے اسکول میں کوئز پروگرام منعقد کرایئے۔ پھر Inter School Competition بھی ہو سکتا ہے۔ اس طرح سوالات کے ذریعہ، کوئز پروگرام منعقد کرکے، سالانہ تقریبات میں کچھ Segments رکھ کر جہاں بچوں کی اس نصاب سے آگاہی کا جائزہ لیا جاسکے گا وہاں ان سرگرمیوں سے ان شاء اللہ قرآن حکیم کے اس نصاب میں طلباء کی دلچسپی بھی بڑھے گی۔ جب یہ Competitions ہوں تو ان کی Certification بھی ہونی چاہیئے۔ کچھ تحائف (Gifts) کا معاملہ بھی ہونا چاہیئے۔ اکتوبر ۲۰۱۲ میں جب دی علم فاؤنڈیشن نے یہ کوئز مقابلہ منعقد کیا تھا تو الحمد للہ طلباء کو توصیفی و تعریفی اسناد Certificates کے ساتھ تحائف بھی دیئے گئے۔ اس سے بھی بچوں کے اندر مزید شوق پیدا ہوتا ہے۔

۱۹۔ "سمجھیں اور حل کریں" بچوں کو گھر کے کام (Home work) کے طور پر دیں تاکہ ان کی قرآن فہمی کا اندازہ ہو اور بعد میں کلاس میں خود حل کرائیں۔

نصاب میں جو مشقیں دی گئی ہیں ان کو "سمجھیں اور حل کریں" کا عنوان دیا گیا ہے۔ خاص طور پہلے حصہ میں اور پھر آئندہ کے حصوں میں بھی اس کو آسان کیا گیا ہے۔ لیکن پہلے حصہ میں بچوں کے ذہنی استعداد کے مطابق سوالات کے ساتھ ساتھ درست جواب کا چُننا، الفاظ تلاش کرنا، رنگ بھرنا، کالم ملانا اور خالی جگہوں کو مناسب الفاظ وغیرہ سے پُر کرنا بھی دیا گیا ہے۔ بچوں کو اپنا جائزہ لینے اور مختلف نوعیت کی مشقیں دینے کا مقصد یہ ہے کہ ان کو دلچسپی کے ساتھ قرآن حکیم کا فہم دیا جائے اور یہ سب کام بچوں کو گھر کے کام کے طور پر دیا جائے تو والدین بھی فہم قرآن کے اس عمل میں شامل ہوں گے ان شاء اللہ۔ یہ مشق بچوں کو اگلے دن یا اگلی کلاس میں حل کرائیں تو اس سے بھی بچوں میں آگے بڑھ کر کچھ کرنے کا جذبہ پیدا ہو گا۔ الحمد للہ اس ضمن میں بہت اچھی مثالیں سامنے آئی ہیں کہ بعض اساتذہ نے یہ بتایا کہ سب سے زیادہ بچوں نے جس کتاب کو پسند کیا وہ علم فاؤنڈیشن کی یہ مطالعہ قرآن حکیم کی کتاب ہے الحمد للہ۔ (یہ تعریف کی بات نہیں جو حقیقت ہے وہ بیان کی جارہی ہے) اس کی اہم وجہ یہ ہے کہ یہ نصاب فہم قرآن حکیم پر مبنی ہے تو اسے ہمارے مسلمان بچے پسند کیوں نہیں کریں گے؟ پھر دوسری بات یہ ہے کہ اس نصاب میں طلباء کے لئے کچھ کرنے کو بھی موجود ہوتا ہے صرف رٹّا لگانے کے بجائے فہم کا معاملہ زیادہ ہے نیز خود سے کرنے کو بھی کافی کچھ موجود ہے۔ تو اس کتاب کو ماشاء اللہ طلباء وطالبات نے بھی بہت سراہا ہے۔

۲۰۔اساتذہ آیات کی تشریحات رہنمائے اساتذہ میں دیئے گئے نکات تک محدود رکھیں یا پھر معتبر تفاسیر سے رجوع کریں۔ غیر مصدقہ مواد سے پرہیز کریں۔

یہ بھی بہت حساس مسئلہ ہے۔دی علم فاؤنڈیشن کے تحت مطالعۂ قرآن حکیم کے نصاب کی تیاری میں مصروف عمل ساتھیوں نے باقاعدہ ایک درجہ میں دین کا علم بھی حاصل کیا ہے اور وہ خود دروس قرآن حکیم کی سعادت بھی حاصل کرتے ہیں۔ پھر الحمدللہ اس پورے نصاب کو علماء کرام کو بھی دکھایا جاتا ہے۔ معروف مکاتب فکر کے علماء کی ۱۰ سے زیادہ تفاسیر اور تراجم کو سامنے رکھ کر نصاب تیار کیا جاتا ہے۔لہذا پوری ذمہ داری کے ساتھ یہ خیال رکھا جاتا ہے کہ نصاب میں کوئی غیر مصدقہ مواد شامل نہ ہو۔ تاہم یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ بازار میں ہر طرح کا مواد مل جاتا ہے۔ پھر کچھ ہماری اپنی سابقہ معلومات (Pre knowledge) بھی ہوتی ہیں جو عام طور پر ہمارے ذہنوں میں بیٹھی ہوئی ہیں جو کہ غلط بھی ہو سکتی ہیں۔ مثلاً کئی مرتبہ یہ بات مشاہدہ میں آئی کہ کسی نے کہا کہ حضرت آدم علیہ السلام تو ۶۰ سال تک زمین پر روتے رہے پھر کہیں جا کر ان کی توبہ قبول ہوئی۔ استغفر اللہ۔۔ جبکہ قرآن حکیم یہ کہتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ تو جنت میں ہی قبول ہو گئی پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی مشیت کے مطابق منصب خلافت پر فائز فرمانے کے لئے آپ علیہ السلام کو زمین پر بھیجا۔ آپ خود فیصلہ کیجیے کہ اب کس کی بات کو مانا جائے؟لوگوں کی Pre Knowledge کو؟ یا اللہ کی بات کو؟ اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے انہیں معاف کر کے اعزاز دے کر خلیفہ بنا کر زمین پر بھیجا گیا اور لوگ بتا رہے ہیں کہ ساٹھ سال تک زمین پر روتے رہے۔ اس طرح کی من گھڑت روایات مختلف قصوں میں سننے کو ملتی ہیں۔ان سے بچنا چاہیئے اور بھرپور کوشش کرنی چاہیئے کہ اس طرح کی غلط باتیں طلباء کے ذہنوں میں نہ بٹھائی جائیں۔ چنانچہ گزارش ہے کہ ایسا نہ ہو کہ جو مواد اور کتابیں بازار میں موجود ہیں اور جو کچھ انٹرنیٹ سے مل گیا Download کر کے اس کو استعمال کر لیا۔لہذا کوشش کریں کہ جو مواد اس نصاب کے ضمن میں "رہنمائے اساتذہ" میں فراہم کیا گیا ہے اپنی تشریحات کو اسی تک محدود رکھیں۔البتہ جو معتبر تفاسیر آپ کے زیرِ مطالعہ ہیں آپ ان سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ایک اہم بات ذہن نشین رہے کہ یہ نصاب بڑے غور و فکر کے بعد اور تمام پہلوؤں کو مد نظر رکھتے ہوئے طلباء و طالبات کی ذہنی سطح کے مطابق آسان الفاظ میں تیار کیا گیا ہے اور معروف مکاتب فکر کے علماء کی تفاسیر کو سامنے رکھ کر اور علماء کو دکھا کر اس کو حتمی شکل دی گئی ہے۔

۲۱۔"مطالعۂ قرآن حکیم" کی تدریس کے دوران بچوں کی عملی تربیت پر خصوصی توجہ دی جائے اور وقتاً فوقتاً اس کا جائزہ لیتے رہیں۔

آج کا ایک المیہ جس کا سبھی رونا رو رہے ہیں وہ یہ ہے کہ بچوں کے بیگ اور کتابوں کا وزن بھی بڑھ رہا ہے اور کلاسز، کتابوں اور نصاب کی تعداد بھی بڑھ رہی ہے۔ بلاشک و شبہ علم تو کسی درجے میں بڑھ رہا ہے مگر عمل میں بڑی کمی ہے۔ تعلیم مل رہی ہے مگر تربیت نہیں مل رہی۔ شاید ہماری پچھلی نسل کے پاس علم کم تھا مگر تربیت زیادہ تھی۔لہذا ہمیں اس بات پر خاص توجہ رکھنی چاہیئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اتنا عظیم کلام جو ہدایت کے لئے آیا ہے اس کا علم تو دیا جا رہا ہو مگر تربیت نہ ہو رہی ہو؟اس کے لئے ضروری ہے کہ بچوں کے ماں باپ سے مضبوط رابطہ رکھا جائے اور کلاس میں بھی طلباء کے رویوں پر نگاہ رکھی جائے۔ پھر اساتذہ اپنے کردار سے بھی گواہی دیں کہ جو قرآن پڑھانے والے ہیں وہ قرآن پر عمل بھی کر رہے ہیں۔ ہمارے لئے بہترین نمونہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کے بارے میں فرماتی ہیں کہ کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآن "وہ تو چلتے پھرتے قرآن تھے"یعنی قرآن کی عملی صورت تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اساتذہ کو بھی باعمل بننے کی

توفیق عطا فرمائے۔ جب ہم خود با عمل ہوں گے تو اس عمل کا اثر طلباء پر بھی ہو گا ۔ طلباء تو اپنے اساتذہ کو Ideal بناتے ہیں، ان کی باتیں Quote کرتے ہیں، ماں باپ کی اتنی نہیں مانتے جتنی اپنے اساتذہ کی مانتے ہیں۔ تو تربیت پر ہماری بہت زیادہ توجہ ہونی چاہیئے۔ چھوٹے چھوٹے کام ان کو دیں مثلاً کسی کلاس میں کہا جائے کہ کل ہم نے ایک بات سیکھی تھی کہ ہمیں لوگوں کو نیکی کا حکم دینا ہے۔ تو آج ہمیں کون بتا رہا ہے کہ ہم میں سے اس حوالہ سے کس نے کیا کیا؟ کیا کل کسی نے اپنے بھائی کو نماز کی دعوت دی تھی ؟ اگر کوئی طالب علم کہے ہاں تو اس کی حوصلہ افزائی کریں۔ ان شاء اللہ تربیت کا عمل شروع ہو جائے گا۔ یوں اگر ہم دلچسپی بڑھا کر چھوٹے اور آسان کام کرنے کو دیں گے تو تربیت میں ان شاء اللہ اضافہ ہو گا۔

۲۲۔ تدریس کے دوران پیش آنے والے تجربات اور مفید باتوں کو نوٹ فرمائیں اور دی علم فاؤنڈیشن کو آگاہ فرمائیں۔

زندگی کی آخری سانس تک حصول علم کی ضرورت ہے اور یہ ایک مستقل عمل ہے۔ ہم میں سے کوئی بھی "عقل کُل" یعنی ہر لحاظ سے اعلیٰ و برتر ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ اس نصاب کی تیاری اور تدوین کے دوران بہت ہی مفید تجربات، مشورے اور تجاویز اساتذہ اور دیگر اہل فکر و دانش کی طرف سے ملتی رہتی ہیں جن کو یقیناً اس نصاب کو مرتب کرتے وقت مدنظر رکھا جاتا ہے۔ مزید بر آں اساتذہ کی طرف سے ملنے والی مفید تجاویز اور تجربات دیگر اساتذہ تک پہنچانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ لہٰذا دی علم فاؤنڈیشن کی کوشش یہی رہی ہے کہ اگر ایک استاد کی طرف سے کوئی اچھی بات علم میں آئے تو وہ سینکڑوں اساتذہ اور ہزاروں طلباء و طالبات تک پہنچائی جائے۔ اس لئے کوئی بھی مفید بات آپ کے ذہن میں ہو تو اس سے دی علم فاؤنڈیشن کو ضرور آگاہ فرمائیں۔

۲۳۔ اگرچہ مشکل الفاظ سے حتی الامکان اجتناب کیا گیا ہے تاہم اگر دورانِ تدریس طلباء کو کوئی لفظ مشکل لگے یا اساتذہ کوئی متبادل لفظ تجویز کرنا چاہیں تو اس کی نشاندہی فرمائیں۔

اس نصاب کو تیار کرتے وقت کوشش یہی کی گئی ہے کہ الفاظ کو حتی الامکان آسان رکھا جائے۔ مزید بر آں یہ کوشش بھی کی جا رہی ہے کہ جو الفاظ نسبتاً مشکل محسوس ہوں ان کی فرہنگ یعنی ذخیرۂ الفاظ اور ان کے معنی بھی ہر حصے کے آخر میں دے دیئے جائیں۔ اس کے باوجود اگر اساتذہ کو کوئی لفظ مشکل محسوس ہو تو اس کے متبادل آسان لفظ سے دی علم فاؤنڈیشن کو ضرور مطلع فرمائیں۔ ان شاء اللہ آئندہ کے ایڈیشن میں اس بہتری کی کوشش کی جائے گی۔ اللہ ﷻ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ بہت سے اساتذہ کرام اس عظیم کام میں تعاون کرتے ہیں اور اس تعاون کے نتیجہ میں ہی یہ نصاب بہتر سے بہتر انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

۲۴۔ تدریس کے دوران پیش آنے والے مسائل اور مشکلات کے حل کے لئے دی علم فاؤنڈیشن سے رابطہ کریں۔

دی علم فاؤنڈیشن کے فون نمبرز اور ای میل مطالعۂ قرآن حکیم کی ہر کتاب پر درج ہیں۔ نصاب کی تدریس کے دوران کوئی بھی مشکل پیش آئے تو انتظار نہ کیجئے گا۔ صبح ۹ بجے تا شام ۵ بجے ہمارا دفتر کھلا ہوتا ہے۔ فون کریجئے یا ای میل پر رابطہ کریجئے۔ مقامی سطح پر (کراچی) اسکول میں جاکر بھی مسائل کا حل بتایا جا سکتا ہے اور بیرون شہر فون اور ای میل کے ذریعے گفتگو کی جا سکتی ہے۔ مزید بر آں skype پر بھی رابطہ ممکن ہے۔ گزارش یہ ہے کہ کسی چھوٹے سے مسئلہ کی وجہ سے اس نصاب کی تدریس کا کام رک نہ جائے۔ کیونکہ یہ بات تو معلوم ہے کہ تدریسی عمل میں رکاوٹ آجائے

تو پھر مایوسی ہو جاتی ہے۔ اس لئے کام رُکنا نہیں چاہیئے بلکہ اسے مزید آگے بڑھنا چاہیئے۔ کوئی مشکل پیش آرہی ہو، کوئی سوال Query ہے تو رابطہ کریں ان شاءاللہ اس کو حل کرنے کی پوری کوشش کی جائے گی۔

۲۵۔ اساتذہ کی سالانہ کارکردگی کو جانچنے کے بعد حوصلہ افزائی کی جائے گی۔

یہ ایک نازک اور دلچسپ بات ہے کہ دی علم فاؤنڈیشن اساتذہ کی کارکردگی کو کیسے جانچ سکتا ہے؟ عرض یہ ہے کہ دی علم فاؤنڈیشن نے مطالعہ ٔ قرآن حکیم کے نصاب کے حوالہ سے اساتذہ کی کارکردگی کو نہیں جانچنا بلکہ یہ اسکول کی انتظامیہ کا اختیار ہے۔ وہ جہاں دیگر مضامین کی تدریس کو جانچ رہے ہوتے ہیں وہیں مطالعہ ٔ قرآن حکیم کی تدریس اور اساتذہ کی کارکردگی کا بھی جائزہ لیتے رہیں گے۔ دی علم فاؤنڈیشن براہ راست اسکول کے انتظامی امور میں مداخلت نہیں کرتا بلکہ ہر معاملے میں انتظامیہ ہی سے رابطہ کیا جاتا ہے۔ ہاں اساتذہ سے تدریسی امور Academics کے حوالے سے رابطہ ہوتا ہے۔ دی علم فاؤنڈیشن کی طرف سے اساتذہ کی حوصلہ افزائی کے لئے ان شاءاللہ مستقبل میں عمدہ کارکردگی اور اس کارخیر میں اپنا بھی حصہ شامل کرنے پر ان کے لئے سند اور تحائف بھی پیش کیئے جائیں گے۔ لیکن یاد رہے کہ یہ کام بھی اسکول کی انتظامیہ کے توسط سے ہو گا نہ کہ براہِ راست۔

۲۶۔ تمام اساتذہ ڈیمو کلاس اور تعارفی ویڈیو بھی ضرور دیکھیں۔

یہ بات اساتذہ کے لئے تدریسی ہدایات کے حوالے سے ہے۔ مطالعہ ٔ قرآن حکیم کے نصاب کے حوالہ سے ایک تعارفی ویڈیو بھی تیار کی گئی ہے اساتذہ اس کو بھی دیکھ سکتے ہیں خاص طور پر وہ اساتذہ جو پہلی بار اس نصاب کا تعارف حاصل کر رہے ہیں۔ وہ اسکول جہاں مطالعہ ٔ قرآن حکیم کی تدریس کا آغاز ہو رہا ہے وہاں ممکن ہے کہ ابتدا میں اساتذہ کو تدریسی حوالے سے کچھ مسائل کا سامنا کرنا پڑے۔ اگرچہ گزشتہ ۳ سالوں (۲۰۱۰ تا ۲۰۱۲) میں الحمد للہ کہیں بھی اس حوالہ سے کوئی خاص مسئلہ سامنے نہیں آیا جس کی وجہ سے یہ نصاب پڑھانا ناممکن ہوا ہو۔ الحمد للہ تمام اسکولوں میں جہاں جہاں اس نصاب کی تدریس جاری ہے اساتذہ انتہائی خوش اسلوبی کے ساتھ اسے پڑھا رہے ہیں۔ اگر کہیں پر معمولی نوعیت کے مسائل آتے بھی ہیں تو وہ الحمد للہ فوری حل کر لیئے جاتے ہیں۔ اگر اساتذہ تدریسی ہدایات اور رہنمائے اساتذہ سے مدد لیتے رہیں تو ان شاءاللہ امید ہے کہ کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی۔ اساتذہ کی سہولت کے لئے تدریسی ہدایات کے ساتھ Demo Class کی ویڈیو ریکارڈنگ بھی تیار کی گئی ہے جس میں ایک اسکول کے طلباء وطالبات کو Demo Class کے ذریعے پڑھا کر دکھایا گیا ہے کہ کس طرح اس نصاب کو پڑھانا ہے۔ یقیناً یہ اساتذہ کے لئے سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ الحمد للہ ہمارے اساتذہ اس سے بھی کہیں بہتر انداز میں پڑھا سکتے ہیں۔ بس اگر ان گزارشات اور طریقہ کار کو مدنظر رکھا جائے تو اس نصاب کی تدریس کا عمل بہتر ہو سکتا ہے۔

۲۷۔ FAQs (عمومی پوچھے جانے والے سوالات) پر مبنی ویڈیو بھی ضرور دیکھیں۔

دی علم فاؤنڈیشن نے مطالعہ ٔ قرآن کے نصاب کے حوالے سے اساتذہ کی رہنمائی کے لئے الحمد للہ عمومی سوالات FAQs (Frequently Asked Questions) پر مشتمل ایک ریکارڈنگ بھی تیار کی ہے، یعنی وہ سوالات جو عموماً یا مستقل پوچھے جاتے ہیں جو گزشتہ تین برس (۲۰۱۰ تا ۲۰۱۲) میں اساتذہ اور اسکولوں کی انتظامیہ کی طرف سے آتے رہے۔ انہیں جمع کر کے ان کی ویڈیو ریکارڈنگ کرا دی گئی ہے۔ اس ریکارڈنگ سے بھی تدریسی عمل میں خاصی معاونت حاصل کی جاسکتی ہے۔

۲۸۔ تمام اساتذہ ماہانہ کارکردگی کا فارم ہر مہینے کے اختتام پر پُر کر کے رکھیں تاکہ رابطہ کرنے پر آسانی رہے۔

مطالعۂ قرآن حکیم کے نصاب کے ماہانہ Followup کے لئے ایک فارم بھی تیار کیا گیا ہے۔ یہ فارم نصاب کے تدریسی جائزے کے حوالے سے ہے کہ ہر مہینے کے اختتام پر پڑھائے گئے اسباق کے بارے میں دی علم فاؤنڈیشن کو مطلع فرماتے رہیں تاکہ اگر معاونت اور بہتری کی گنجائش ہو تو اس کی طرف توجہ دلائی جاسکے۔ یہ فارم ای میل کے ذریعے بھی بھیجا جاسکتا ہے یا اساتذہ ہمیں مطلع کردیں کہ اسکول میں کس وقت انہیں فون کرلیا جائے جب ان کے پاس وقت دستیاب ہوتا ہے۔ اس وقت وہ فارم اپنے سامنے رکھ لیں دی علم فاؤنڈیشن کے دفتر سے ان کو فون کر کے ۲ سے ۳ منٹ میں نصاب کے حوالے سے تفصیلات معلوم کرلی جائیں گی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ایک طرف ریکارڈ بھی محفوظ ہو رہا ہوگا جس سے آئندہ رابطہ اور گفتگو میں آسانی رہے گی اور دوسری طرف اگر کوئی مفید بات ہمارے علم میں آئے تو دوسروں سے Share کرلیں گے اور دوسروں کی مفید باتیں آپ سے Share کرلیں گے۔ یوں اس رپورٹنگ سے ان شاء اللہ سینکڑوں اساتذہ اور ہزاروں طلباء و طالبات کو فائدہ ہوگا اور کارکردگی کو منظم انداز میں محفوظ کرنا اور بہتر بنانا ہمارے لئے آسان ہوسکے گا۔

۲۹۔ تلاوت اور ترجمہ قرآن کے آداب اور دیگر ہدایات کا ضرور مطالعہ کریں۔

مطالعہ قرآنِ حکیم حصّہ اوّل میں دیے گئے نکات بعنوان "تلاوت اور ترجمہ قرآن کے چند آداب" اور "طلبہ کے لئے اہم ہدایات" اچھے طریقے سے سمجھائیں۔ انہیں یہ احساس دلائیں کہ مذکورہ باتوں کا خاص طور خیال رکھنا چاہیئے۔ سہولت کے لئے رہنمائے اساتذہ میں بھی وہ ہدایات اور آداب دیے گئے ہیں۔ طلبہ میں فہم قرآن کے حوالے سے دینی علوم کی ضرورت و اہمیت اور انہیں سیکھنے کا جذبہ پیدا کرنے کی ضرور کوشش کریں۔

۳۰۔ اللہ ﷻ سے خصوصی دعا اور اخلاص نیت کا اہتمام کریں۔

یہ حقیقت ہے کہ ہم بہت کمزور اور گناہ گار لوگ ہیں اور اس عظیم کام کے لئے اللہ ﷻ نے ہمیں منتخب فرمایا ہے۔ اس لئے اللہ ﷻ کا شکر بھی ادا کریں اور اللہ ﷻ سے خصوصی دعاؤں کا اہتمام بھی فرمائیں۔ اخلاصِ نیت کا اہتمام بھی فرمائیں۔ بخاری شریف کی روایت ہے کہ: "اعمال (اور نیکیوں کی قبولیت) کا دار و مدار نیتوں پر ہے"۔ ہماری نیت یہ ہو کہ اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ ہم سے راضی ہو جائیں، ہم قرآنِ حکیم کے خادم بن جائیں اور ہمارے طلبا و طلبات ہمارے لئے صدقۂ جاریہ بن جائیں۔ اس سے بڑی کوئی دولت نہیں ہوسکتی۔ جیسا کہ بخاری شریف کی ایک اور روایت میں ہے کہ "تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو قرآنِ کریم سیکھیں اور سکھائیں۔"

دعا ہے کہ اللہ ﷻ ہم سب کو کامیاب فرمائے اور ہم سب کو اپنے کلام کی خدمت کے لئے قبول فرمالے اور اس سارے عمل کو ہمارے لئے صدقۂ جاریہ بنادے۔ آمین! وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

تلاوت اور تَرْجَمَةُ الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ کے چند آداب اور اہم ہدایات

۱۔ پاک صاف اور باوضو ہو کر قرآنِ مجید کی تلاوت کرنی چاہیے۔

۲۔ تلاوت شروع کرنے سے پہلے تَعَوُّذ (اَعُوْذُ بِاللهِ) اور تَسْمِيَة (بِسْمِ اللهِ) پڑھنی چاہیے۔ البتہ یہ یاد رہے کہ تَعَوُّذ قرآنِ مجید کا حصّہ نہیں ہے۔ ہر سبق کے آغاز میں تَعَوُّذ پڑھنا شیطان کے شر سے بچنے اور اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں آنے اور تَسْمِيَة پڑھنا اس کام میں اللہ تعالیٰ کی مدد اور برکت حاصل کرنے کا موثّر ذریعہ ہے۔

۳۔ تجوید کے ساتھ تلاوت کی کوشش کرنی چاہیے۔

۴۔ تلاوت کرتے ہوئے رَبُّ الْعٰلَمِيْن اور اس کے کلام کی عظمت بھی دل میں موجود ہونی چاہیے۔

۵۔ تلاوت آہستہ اور بلند آواز سے کی جا سکتی ہے۔ البتہ یہ خیال رکھنا چاہیے کہ بلند آواز تلاوت سے کسی کے کام یا آرام میں خلل نہ ہو۔

۶۔ سجدۂ تلاوت والی آیت پر سجدہ ادا کرنا چاہیے۔

۷۔ جب کوئی دوسرا تلاوت کر رہا ہو تو اسے خاموشی اور توجہ سے سننا چاہیے۔

۸۔ ترجمہ اور تشریحات کے مطالعہ کے وقت خوب غور و فکر کرنا چاہیے تاکہ آیات کا مفہوم اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے۔

۹۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی محبّت واطاعت کے جذبہ سے سرشار ہو کر احکام دین سیکھنے اور ان پر عمل کرنے کی نیت سے قرآنِ مجید کا بغور مطالعہ کرنا چاہیے۔

۱۰۔ اللہ تعالیٰ اور رسول کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی عظمت ورفعت اور جنّت وخوش خبری والی آیات کا ترجمہ پڑھتے وقت خوشی کا اظہار اور شکر کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے جنّت کی دعا مانگنی چاہیے۔

۱۱۔ اللہ تعالیٰ کے غضب، جہنّم اور اس کے عذاب والی آیات کا ترجمہ پڑھتے وقت اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتے ہوئے جہنّم کے عذاب سے نجات کی دعا مانگنی چاہیے۔

۱۲۔ تلاوت کے آخر میں اپنی، اپنے والدین، اساتذہ، بزرگانِ دین، رشتہ داروں اور پوری اُمّت مسلمہ کی سلامتی، بھلائی اور مغفرت کے لیے دعا مانگنی چاہیے۔

۱۳۔ اس کتاب کے ادب اور حفاظت کا بھرپور انتظام کریں اور اس کی جلد بندی بھی کروائیں تاکہ آپ آئندہ بھی اس سے استفادہ کرتے رہیں۔

۱۴۔ اس نصاب میں پیش کیے گئے ترجمہ کا انتخاب بہت سے علماء کرام اور بزرگانِ دین کے معروف تراجم سے کیا گیا ہے۔ اس حوالہ سے ان معزّز شخصیات کی عظیم جدوجہد اور بے لوث خدمات کی قدر کرنی چاہیے اور انھیں اپنا محسن سمجھنا چاہیے اور ان حضرات کو بھی خراجِ تحسین پیش کرنا چاہیے اور اُن کے لیے دعا گو رہنا چاہیے جنھوں نے اس نصاب کو خوب سے خوب تر بنانے کے لیے محض اخلاص کی بنیاد پر یہ عظیم کام کیا۔

۱۵۔ اس نصاب میں قرآنِ مجید کے ترجمہ اور اس کی بنیادی تعلیمات سے آگاہی فراہم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ دینی مسائل اور قرآنِ مجید کے احکامات کی تفصیل جاننے کے لیے علماء کرام سے رجوع کرنا چاہیے۔

۱۶۔ اس نصاب کا ایک اہم مقصد قرآنِ مجید کے بنیادی پیغام اور ہدایات سے طلبہ کو واقف کرانا ہے۔ البتہ اس مطالعے کے نتیجے میں اپنے آپ کو اس قابل سمجھنا کہ ہم خود قرآنِ مجید سے مسائل اور احکامات اخذ کر سکتے ہیں اور ہمیں اہل علم سے کچھ سیکھنے کی ضرورت نہیں، ہر گز صحیح نہیں ہے۔

۱۷۔ قرآنِ مجید کے مطالعے کے ساتھ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی احادیث مبارکہ اور سیرت کا مطالعہ بھی بہت ضروری ہے کیوں کہ قرآنی احکامات اور تعلیمات کی وضاحت آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے اپنے قول اور عمل کے ذریعے فرمائی۔ گویا قرآنِ مجید کی عملی وضاحت نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے اُسوۂ حَسَنَہ سے میسّر آئے گی۔ اس سلسلے میں اپنے اساتذہ کرام اور اہل علم سے رہ نمائی لیتے رہیں۔

اسباق کی منصوبہ بندی (Lesson Planning)

نمبر شمار	عنوان سبق	تفصیل
سبق نمبر ۱	صاحب قرآن ﷺ	شانِ نبی کریم ﷺ بزبان قرآنِ حکیم، پاکیزہ تعلیمات، حیات مبارکہ
سبق نمبر ۲	صاحب قرآن ﷺ	سیرت النبی ﷺ کے دیگر مضامین
سبق نمبر ۳	صاحب قرآن ﷺ	"علم و عمل کی باتیں" اور "سمجھیں اور حل کریں"
سبق نمبر ۴	سورۃ الفاتحہ	تعارف اور ترجمہ (۱سے ۷ آیات)
سبق نمبر ۵	سورۃ الفاتحہ	"علم و عمل کی باتیں" اور "سمجھیں اور حل کریں"
سبق نمبر ۶	ہاتھی والوں کا قصّہ	مختصر خلاصہ
سبق نمبر ۷	سورۃ الفیل	قرآنی متن اور ترجمہ (۱سے ۵ آیات)
سبق نمبر ۸	سورۃ الفیل	"علم و عمل کی باتیں" اور "سمجھیں اور حل کریں"
سبق نمبر ۹	سورۃ قریش	شان نزول اور تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ (۱سے ۴ آیات)
سبق نمبر ۱۰	سورۃ قریش	"علم و عمل کی باتیں" اور "سمجھیں اور حل کریں"
سبق نمبر ۱۱	سورۃ الماعون	شان نزول اور تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ (۱سے ۷ آیات)
سبق نمبر ۱۲	سورۃ الماعون	"علم و عمل کی باتیں" اور "سمجھیں اور حل کریں"
سبق نمبر ۱۳	سورۃ الکوثر	شان نزول اور تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ (۱سے ۳ آیات)
سبق نمبر ۱۴	سورۃ الکوثر	"علم و عمل کی باتیں" اور "سمجھیں اور حل کریں"
سبق نمبر ۱۵	سورۃ الکافرون	شان نزول اور تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ (۱سے ۶ آیات)
سبق نمبر ۱۶	سورۃ الکافرون	"علم و عمل کی باتیں" اور "سمجھیں اور حل کریں"
سبق نمبر ۱۷	سورۃ النصر	شان نزول اور تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ (۱سے ۳ آیات)
سبق نمبر ۱۸	سورۃ النصر	"علم و عمل کی باتیں" اور "سمجھیں اور حل کریں"
سبق نمبر ۱۹	سورۃ اللّھب	شان نزول اور تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ (۱سے ۵ آیات)
سبق نمبر ۲۰	سورۃ اللّھب	"علم و عمل کی باتیں" اور "سمجھیں اور حل کریں"
سبق نمبر ۲۱	سورۃ الاخلاص	شان نزول اور تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ (۱سے ۴ آیات)
سبق نمبر ۲۲	سورۃ الاخلاص	"علم و عمل کی باتیں" اور "سمجھیں اور حل کریں"
سبق نمبر ۲۳	سورۃ الفلق، سورۃ النّاس	شان نزول اور تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ (۱سے ۵ آیات)
سبق نمبر ۲۴	سورۃ النّاس	قرآنی متن اور ترجمہ (۱سے ۶ آیات)
سبق نمبر ۲۵	سورۃ الفلق، سورۃ النّاس	"علم و عمل کی باتیں" اور "سمجھیں اور حل کریں"

سبق نمبر۲۶	قصّہ حضرت آدم علیہ السلام	مختصر خلاصہ
سبق نمبر۲۷	قصّہ حضرت آدم علیہ السلام	قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ الاعراف ۱۱ سے ۱۷)
سبق نمبر۲۸	قصّہ حضرت آدم علیہ السلام	قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ الاعراف ۱۸ سے ۲۲)
سبق نمبر۲۹	قصّہ حضرت آدم علیہ السلام	قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ الاعراف ۲۳ سے ۲۷)
سبق نمبر۳۰	قصّہ حضرت آدم علیہ السلام	"علم و عمل کی باتیں" اور "سمجھیں اور حل کریں"
سبق نمبر۳۱	قصّہ حضرت نوح علیہ السلام	مختصر خلاصہ
سبق نمبر۳۲	قصّہ حضرت نوح علیہ السلام	قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ الاعراف ۵۹ سے ۶۴)
سبق نمبر۳۳	قصّہ حضرت نوح علیہ السلام	قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ ھود ۲۵ سے ۲۹)
سبق نمبر۳۴	قصّہ حضرت نوح علیہ السلام	قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ ھود ۳۰ سے ۳۵)
سبق نمبر۳۵	قصّہ حضرت نوح علیہ السلام	قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ ھود ۳۶ سے ۴۰)
سبق نمبر۳۶	قصّہ حضرت نوح علیہ السلام	قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ ھود ۴۱ سے ۴۴)
سبق نمبر۳۷	قصّہ حضرت نوح علیہ السلام	قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ ھود ۴۵ سے ۴۹)
سبق نمبر۳۸	قصّہ حضرت نوح علیہ السلام	قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ الشعراء ۱۰۵ سے ۱۱۵)
سبق نمبر۳۹	قصّہ حضرت نوح علیہ السلام	قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ الشعراء ۱۱۶ سے ۱۲۲)
سبق نمبر۴۰	قصّہ حضرت نوح علیہ السلام	"علم و عمل کی باتیں" اور "سمجھیں اور حل کریں"
سبق نمبر۴۱	قصّہ حضرت ہود علیہ السلام	مختصر خلاصہ
سبق نمبر۴۲	قصّہ حضرت ہود علیہ السلام	قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ الاعراف ۶۵ سے ۶۹)
سبق نمبر۴۳	قصّہ حضرت ہود علیہ السلام	قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ الاعراف ۷۰ سے ۷۲)
سبق نمبر۴۴	قصّہ حضرت ہود علیہ السلام	قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ ھود ۵۰ سے ۵۵)
سبق نمبر۴۵	قصّہ حضرت ہود علیہ السلام	قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ ھود ۵۶ سے ۶۰)
سبق نمبر۴۶	قصّہ حضرت ہود علیہ السلام	قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ الشعراء ۱۲۳ سے ۱۳۱)
سبق نمبر۴۷	قصّہ حضرت ہود علیہ السلام	قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ الشعراء ۱۳۲ سے ۱۴۰)
سبق نمبر۴۸	قصّہ حضرت ہود علیہ السلام	"علم و عمل کی باتیں" اور "سمجھیں اور حل کریں"
سبق نمبر۴۹	قصّہ حضرت صالح علیہ السلام	مختصر خلاصہ
سبق نمبر۵۰	قصّہ حضرت صالح علیہ السلام	قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ الاعراف ۷۳ سے ۷۴)
سبق نمبر ۵۱	قصّہ حضرت صالح علیہ السلام	قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ الاعراف ۷۵ سے ۷۹)
سبق نمبر۵۲	قصّہ حضرت صالح علیہ السلام	قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ ھود ۶۱ سے ۶۳)
سبق نمبر۵۳	قصّہ حضرت صالح علیہ السلام	قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ ھود ۶۴ سے ۶۸)

سبق نمبر ۵۴	قصّہ حضرت صالح علیہ السلام	قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ الشعراء ۱۴۱ سے ۱۵۰)
سبق نمبر ۵۵	قصّہ حضرت صالح علیہ السلام	قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ الشعراء ۱۵۱ سے ۱۵۹)
سبق نمبر ۵۶	قصّہ حضرت صالح علیہ السلام	"علم و عمل کی باتیں" اور "سمجھیں اور حل کریں"
سبق نمبر ۵۷	قصّہ حضرت شعیب علیہ السلام	مختصر خلاصہ
سبق نمبر ۵۸	قصّہ حضرت شعیب علیہ السلام	قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ الاعراف ۸۵ سے ۸۷)
سبق نمبر ۵۹	قصّہ حضرت شعیب علیہ السلام	قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ الاعراف ۸۸ سے ۹۳)
سبق نمبر ۶۰	قصّہ حضرت شعیب علیہ السلام	قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ ھود ۸۴ سے ۸۸)
سبق نمبر ۶۱	قصّہ حضرت شعیب علیہ السلام	قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ ھود ۸۹ سے ۹۵)
سبق نمبر ۶۲	قصّہ حضرت شعیب علیہ السلام	قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ الشعراء ۱۷۶ سے ۱۸۴)
سبق نمبر ۶۳	قصّہ حضرت شعیب علیہ السلام	قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ الشعراء ۱۸۵ سے ۱۹۱)
سبق نمبر ۶۴	قصّہ حضرت شعیب علیہ السلام	"علم و عمل کی باتیں" اور "سمجھیں اور حل کریں"
سبق نمبر ۶۵	قصّہ حضرت یونس علیہ السلام	مختصر خلاصہ
سبق نمبر ۶۶	سورۃ الصّٰفّٰت	قرآنی متن اور ترجمہ (۱ سے ۱۰ آیات)
سبق نمبر ۶۷	سورۃ الصّٰفّٰت	قرآنی متن اور ترجمہ (۱۱ سے ۳۲ آیات)
سبق نمبر ۶۸	سورۃ الصّٰفّٰت	قرآنی متن اور ترجمہ (۳۳ سے ۶۰ آیات)
سبق نمبر ۶۹	سورۃ الصّٰفّٰت	قرآنی متن اور ترجمہ (۶۱ سے ۸۹ آیات)
سبق نمبر ۷۰	سورۃ الصّٰفّٰت	قرآنی متن اور ترجمہ (۹۱ سے ۱۰۷ آیات)
سبق نمبر ۷۱	سورۃ الصّٰفّٰت	قرآنی متن اور ترجمہ (۱۰۸ سے ۱۳۱ آیات)
سبق نمبر ۷۲	سورۃ الصّٰفّٰت	قرآنی متن اور ترجمہ (۱۳۲ سے ۱۵۵ آیات)
سبق نمبر ۷۳	سورۃ الصّٰفّٰت	قرآنی متن اور ترجمہ (۱۵۶ سے ۱۸۲ آیات)
سبق نمبر ۷۴	سورۃ الصّٰفّٰت	"علم و عمل کی باتیں" اور "سمجھیں اور حل کریں"

The ILM Foundation (TIF)

Lesson Planning for Mutalae Quran-e-Hakeem Part-1

Chapter #	Chapter Name	Lessons Required	سبق
1	Sahib-e-Qur'an ﷺ	3	صاحبِ قرآن ﷺ
2	Surah Al-Fatihah	2	سُوْرَةُ الْفَاتِحَة
3	Surah Al-Fil	3	سُوْرَةُ الْفِيْل
4	Surah Quraysh	2	سُوْرَةُ قُرَيْش
5	Surah Al-Ma'un	2	سُوْرَةُ الْمَاعُوْن
6	Surah Al-Kawthar	2	سُوْرَةُ الْكَوْثَر
7	Surah Al-Kafirun	2	سُوْرَةُ الْكَافِرُوْن
8	Surah An-Nasr	2	سُوْرَةُ النَّصْر
9	Surah Lahab	2	سُوْرَةُ اللَّهَب
10	Surah Al-Ikhlas	2	سُوْرَةُ الْاِخْلَاص
11	Surah Al-Falaq	1.5	سُوْرَةُ الْفَلَق
12	Surah An-Nas	1.5	سُوْرَةُ النَّاس
13	Story of Prophet Adam-AS	5	قصّہ حضرت آدم علیہ السلام
14	Story of Prophet Nuh-AS	10	قصّہ حضرت نوح علیہ السلام
15	Story of Prophet Hud-AS	8	قصّہ حضرت ہود علیہ السلام
16	Story of Prophet Saleh-AS	8	قصّہ حضرت صالح علیہ السلام
17	Story of Prophet Shoaib-AS	8	قصّہ حضرت شعیب علیہ السلام
18	Story of Prophet Yunus-AS	1	قصّہ حضرت یونس علیہ السلام
19	Surah As-Saffat	9	سورة الصّٰٓفّٰت
Total Lessons		**74**	**کُل اسباق**

Resource Material Regarding "Mutalae Quran-e-Hakeem"

Text Books, Teachers' Guides and other related material

1. Mutalae Quran-e-Hakeem Books (Urdu, English & Sindhi Versions)
(https://tif.edu.pk/quran-project/publications/mutalae-quran-e-hakeem/)
2. Teachers' Guides of Mutalae Quran-e-Hakeem
(https://tif.edu.pk/quran-project/publications/mutalae-quran-e-hakeem/)
3. Model Papers of Mutalae Quran-e-Hakeem
(https://tif.edu.pk/wp-content/uploads/2017/08/Model-Paper-Mutalae-Quran-Part-1-5_2.pdf)
4. Brochures of Mutalae Quran-e-Hakeem
(https://tif.edu.pk/wp-content/uploads/2017/08/Brochure-of-Mutalae-Quran-e-Hakeem-1.pdf)

Supporting Videos

1. Video of "**Introduction of The ILM Foundation**" (https://www.youtube.com/watch?v=T00gwLBJFKY)
2. Video of "**Frequently Asked Questions-FAQs**" (https://www.youtube.com/watch?v=KURYy7bUiXU)
3. Video of "**Teachers' Guidelines**" (https://www.youtube.com/watch?v=Li5rUzpDYAg)
4. Video of "**Demo Class**" (https://www.youtube.com/watch?v=ZB0kL086SY0)
5. Video of "**Features of Mutalae Quran-e-Hakeem Textbook**"
(https://www.youtube.com/watch?v=zfa8fU-VRWA&t=75s)
6. Video of "**Features of Mutalae Quran-e-Hakeem Teachers' Guide**"
(https://www.youtube.com/watch?v=wsRgn2RorIc)
7. Video Lecture Series "**Teaching Methods of Prophet Muhammad (peace be upon him)**"
(https://www.youtube.com/playlist?list=PL4tugY5DUc-mp3ooKqG-W6Ka81SVtCyLO)
8. Video Lecture Series "**Online Course of Mutalae Quran-e-Hakeem**" Part-1 to 4 (Class 6 to 9).
(https://www.youtube.com/@mutalaequran-e-hakeemonlin5523/playlists)

All resource material is available at our website www.tif.edu.pk

Learning Management System (LMS)

This self-paced LMS offers insightful courses that help in understanding the message of the Holy Qur'an in an easy and flexible way. No matter where you are, you can always get access without paying any charges.

For Registration, Please visit www.tifonline.pk

صاحبِ قرآن ﷺ

مشقوں کے جوابات

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱: مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے:

۱- آپ ﷺ، آپ ﷺ کے والد گرامی اور والدہ ماجدہ کا نام مبارک لکھیں؟

آپ ﷺ کا نام مبارک محمد و احمد ﷺ ہے، والد گرامی کا نام حضرت عبد اللہ ہے اور والدہ ماجدہ کا نام سیدہ حضرت آمنہ بنت وہب ہے۔

۲- آپ ﷺ کے کل کتنے بیٹے اور بیٹیاں ہیں ان میں سے کوئی تین کے نام تحریر کریں؟

آپ ﷺ کی اولاد پاک تین صاحبزادے حضرت قاسم رضی اللہ عنہ، حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ ہیں اور چار صاحبزادیاں حضرت زینب رضی اللہ عنہا، حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا، حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

۳- آپ ﷺ کو اعلانِ نبوت سے پہلے کن کن القاب سے یاد کیا جاتا تھا؟

آپ ﷺ کو اعلان نبوت سے پہلے صادق اور امین کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔

۴- آپ ﷺ پر نزولِ وحی کے بعد سب سے پہلے کون سے چار افراد ایمان لائے؟

آپ ﷺ پر نزول وحی کے بعد حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔

۵- آپ ﷺ کو مکی زندگی کے آخری دور میں کون سا معجزہ عطا ہوا؟

آپ ﷺ کو مکی زندگی کے آخری دور میں اللہ تعالیٰ نے معجزۂ معراج عطا فرمایا جس میں آپ ﷺ کو رب کائنات سے ملاقات اور ہم کلام ہونے کا خصوصی شرف حاصل ہوا۔

سوال ۲: خالی جگہیں پُر کریں:

(۱) "اے نبی ﷺ! بے شک ہم نے آپ کو گواہی دینے، خوشخبری سنانے اور عذاب سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والا اور روشن چراغ (بنا کر بھیجا)۔"

(۲) آپ ﷺ نے فرمایا جب تک میں تمہیں تمہارے والد، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں تم مومن نہیں ہو سکتے۔

(۳) آپ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی۔

(۴) آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے اچھا وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لئے اچھا ہو اور میں اپنے گھر والوں کے لئے تم سب سے اچھا ہوں۔

(۵) آپ ﷺ جب کلام فرماتے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنی آواز پست کر دیتے اور تعظیماً آپ ﷺ کے سامنے اپنی نگاہیں جھکائے رکھتے۔

(۶) آپ ﷺ ہمیشہ مشکلات کا سامنا کرنے کے لئے سب سے پہل کرتے اور ثابت قدمی کا مظاہرہ فرماتے۔

سُوْرَۃُ الْفَاتِحَۃ

طریقۂ تدریس:

سبق نمبر ۱: اس سورت کا شانِ نزول، تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۲: (i) "علم و عمل کی باتیں" وضاحت کے ساتھ طلبہ کو سمجھائیں اور مذاکرہ کے ذریعے ان کو ذہن نشین کرائیں۔

(ii) "سمجھیں اور حل کریں؟" طلبہ کو گھر کے کام (Home Work) کے طور پر دیں تاکہ اُن کی قرآن فہمی کا اندازہ ہو اور بعد میں کمرۂ جماعت (Class) میں خود حل کرائیں۔ (تشریحی نکات کے بعد دیئے گئے "مشقوں کے جوابات" سے استفادہ کیا جاسکتا ہے)

(iii) "گھریلو سرگرمی" کرانے کے لئے طلبہ کے گھر والوں کو پابند کیا جائے۔ (کمرۂ جماعت میں مزید سرگرمیاں کرانے کے لئے "مشقوں کے جوابات" کے بعد دی گئی "عملی سرگرمی" سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے)

مقاصدِ مطالعہ: اس سورت کے اختتام پر طلبہ میں یہ استعداد ہو کہ وہ جانتے ہوں:

۱۔ فاتحہ کا کیا مطلب ہے؟ ۲۔ اس کی کیا اہمیت ہے؟

۳۔ سورۃ الفاتحہ کے اور کیا کیا نام ہیں؟ ۴۔ صراطِ مستقیم کیا ہے؟

۵۔ مزید یہ کہ بچوں میں مندرجہ ذیل باتوں کا جذبہ پیدا ہو:

i۔ اللہ ﷻ کی نعمتوں پر شکر کا۔ ii۔ آخرت کی جواب دہی کے احساس کا۔ iii۔ اللہ ﷻ کی رحمت سے پُر امید رہنے کا۔

iv۔ ہر ضرورت میں اللہ ﷻ کو پکارنے کا۔ v۔ ہدایت کی فکر اور صراط مستقیم پر چلنے کا۔

۶۔ بچوں کو صحیح تصور معلوم ہو جائے: i۔ حمد ii۔ رب iii۔ عبادت iv۔ ہدایت

آیت بہ آیت تشریحی نکات

علمی بات: ہر جائز کام کے شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ پڑھنے کی تاکید کی گئی ہے۔ تاہم قرآن حکیم کی تلاوت کے وقت "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" سے پہلے "اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ" پڑھنا بھی ضروری ہے کیونکہ اللہ ﷻ نے فرمایا: "جب آپ (ﷺ) قرآن پڑھنے لگیں تو اللہ کی پناہ طلب کیجئے شیطان مردود (کے شر) سے۔" (سورۃ النحل ۱۶، آیت: ۹۸)

آیت نمبر ۱: ۱: قرآن حکیم کا آغاز کس کلمہ سے ہوتا ہے؟ ۱: الحمد للہ یعنی اللہ ﷻ کے احسان کے اعتراف سے اور شکر کے بیان سے۔

۲: حمد اور شکر میں کیا فرق ہے؟ ۲: حمد کا معنی تعریف بھی ہو سکتا ہے اور شکر بھی۔ تعریف (حمد) عام ہے اور شکر خاص۔ حمد کا تعلق قابلِ تعریف کارناموں سے ہے۔ مثلاً اللہ ﷻ نے زمین و آسمان، شمس و قمر اور ستاروں کی حرکت غرض تمام کائنات کا اس قدر مربوط اور منظم نظام بنا دیا ہے اور زمین پر انواع و اقسام کی نباتات، پھل اور جانور پھیلائے جسے دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ اس پر اس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ اور شکر کا تعلق ان خاص انعامات سے ہوتا ہے جو کسی خاص ذات سے متعلق ہوں۔ مثلاً اللہ ﷻ کا انسان کو بہترین صورت میں پیدا کرنا۔ کسی کو صحت اور رزق کی فراوانیوں سے مالا مال کرنا۔ ایسی نعمتوں کے اعتراف کو شکر کہا جاتا ہے۔

عملی پہلو: مخلوق میں سے کوئی شخص کوئی قابل تعریف کارنامہ سر انجام دے اور اس پر اس کی تعریف کی جائے تو وہ بھی حقیقتاً اللہ ﷻ ہی کی تعریف ہو گی۔ کیونکہ قابل تعریف کام کرنے کی صلاحیت اور توفیق بھی اللہ ﷻ ہی کی طرف سے عطا ہوتی ہے۔ گویا ہر طرح کی تعریف کا مستحق اللہ ﷻ ہی قرار پاتا ہے۔

۳: اللہ ﷻ کا پہلا تعارف کیا کرایا گیا ہے؟ ۳: اللہ ﷻ تمام جہانوں کا رب ہے۔ جو انسان کا خالق و مالک اور حقیقی محسن ہے۔ ۴: رب کسے کہتے ہیں؟

۴: رب وہ ہے جو کسی شے کو آہستہ آہستہ منصب کمال تک پہنچائے۔ ۵: حقیقی رب کون ہے؟ ۵: حقیقی رب اللہ ﷻ ہے جو تمام مخلوقات کی تمام حاجات و ضروریات کو پورا فرماتا ہے۔

علمی بات: رب کا لفظ عربی زبان میں تین معنوں میں بولا جاتا ہے۔ i. مالک اور آقا۔ ii. مربّی، پرورش کرنے والا، خبر گیری اور نگہبانی کرنے والا۔

iii. فرماں روا، حاکم، مدبّر اور منتظم۔ اللہ ﷻ ان سب معنوں میں کائنات کا رب ہے۔

۵: ربُّ العالمین سے کیا مراد ہے؟ ۵: تمام جہانوں اور تمام جہان والوں کا رب۔

آیت نمبر ۲: ۱: اس آیت میں اللہ ﷻ کی کیا صفات بیان کی گئی ہیں؟ ۱: الرّحمٰن اور الرّحیم۔

۲: رحمٰن کے کیا معنی ہیں؟ ۲: سب پر بے پناہ رحمت فرمانے والا۔ اللہ ﷻ کی یہ صفت عمومی رحمت کی ہے جس میں مومن اور کافر کا بھی کوئی فرق نہیں اسی لئے مفسرین فرماتے ہیں "رحمٰن الدنیا" یعنی دنیا والوں پر رحم فرمانے والا۔ ۳: رحیم کے کیا معنی ہیں؟ ۳: نہایت رحم فرمانے والا۔ یہ خاص صفت ہے جس کا ظہور خاص بندوں کے لئے ہو گا۔ اس لئے مفسرین فرماتے ہیں "رحیم الآخرہ" یعنی آخرت میں فرماں برداروں پر رحمت فرمانے والا۔

فرمانِ نبوی ﷺ: "اللہ ﷻ نے جس دن رحمت کو پیدا فرمایا تو اس کے سو حصے فرمائے۔ ننانوے (۹۹) حصے اپنے پاس رکھے اور اپنی ساری مخلوق میں ایک حصہ بھیج دیا۔" (صحیح بخاری)

آیت نمبر ۳: ۱: بدلے کے دن سے کیا مراد ہے؟ ۱: قیامت کا دن یعنی جزا و سزا کا دن۔ ۲: بدلے کے دن کا مالک کون ہے؟ ۲: صرف اللہ ﷻ۔

۳: دنیا میں مختلف چیزوں کا مالک کون ہے؟ ۳: دنیا میں بھی اصل مالک اللہ ﷻ ہے اور ہمارے پاس جو کچھ ہے وہ اللہ ﷻ کی دی ہوئی امانت ہے۔

فرمانِ نبوی ﷺ: (قیامت کے دن) اللہ ﷻ زمینوں اور آسمانوں کو یکجا کر کے اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے فرمائے گا کہ میں ہی بادشاہ ہوں۔ ظالم اور غرور و تکبر رکھنے والے آج کہاں ہیں؟ (صحیح مسلم)

عملی پہلو: ہمیں قیامت کے دن کی بھرپور تیاری کرنی چاہیئے۔ جس دن کسی کی بادشاہت اور حکومت نہیں چلے گی۔ سب لوگ ایک ہی مالکِ حقیقی کے سامنے کھڑے ہوں گے اور اپنے اعمال کے جواب دہ ہوں گے۔

آیت نمبر ۴: ۱: اس آیت کی خصوصی اہمیت کیا ہے؟ ۱: اس آیت میں بندے کا اللہ ﷻ سے براہ راست گفتگو کرنے کا ذکر ہے۔ بندہ اللہ ﷻ کی عبادت کا اقرار کرتا ہے اور اس سے مدد مانگتے ہوئے التجا کرتا ہے۔ پھر جمع کے لفظ میں خطاب ہے کہ "ہم آپ کی عبادت کرتے ہیں" گویا زندگی کے تمام گوشوں میں معاشرے کے تمام لوگوں سے عبادت کے تقاضے کی طرف اشارہ ہے۔ ۲: عبادت سے کیا مراد ہے؟ ۲: شرعی اصطلاح میں عبادت کا مفہوم ہے معبود کے سامنے اپنے آپ کو انتہائی عاجز جاننا اور اس کے لئے انتہائی تعظیم کو تسلیم کرتے ہوئے عاجزی کا اظہار کرنا۔

عملی پہلو: اللہ ﷻ تمام جہانوں کا رب ہے جو ہمارا خالق و مالک اور حقیقی محسن ہے، اسی کے ہم پر سب سے بڑھ کے احسانات ہیں چنانچہ وہی عبادت کے لائق ہے۔ جیسا کہ اللہ ﷻ کا فرمان ہے "اور آپ کے رب نے حکم فرمایا کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔" (سورۃ بنی اسرائیل ۱۷، آیت: ۲۳)۔ البتہ اللہ ﷻ کے احکام کے مطابق زندگی گزارنا اور زندگی کے تمام گوشوں اور شعبہ جات میں نبی کریم ﷺ کی تعلیمات اور طریقہ کے مطابق دل کی پوری آمادگی کے ساتھ عمل کرنا بھی عبادت شمار ہوتا ہے جس پر اللہ ﷻ اجرِ عظیم عطا فرماتا ہے۔

۳: اللہ تعالیٰ سے کس چیز میں مدد مانگنی چاہیئے؟ ۳: ہر کام میں حقیقی مدد اللہ تعالیٰ ہی سے مانگنی چاہیئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی حقیقتاً اور مستقلاً مددگار ہے۔

آیت نمبر ۵: ۱: ہدایت سے کیا مراد ہے؟ ۱: ہدایت کے کئی مفہوم ہیں، راستے کی طرف رہنمائی کرنا، راستے پر چلا دینا، منزل مقصود تک پہنچا دینا۔

۲: صراطِ مستقیم سے کیا مراد ہے؟ ۲: وہ راستہ جو اللہ تعالیٰ کی طرف لے جاتا ہے۔ اس سے مراد اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنا ہے جس سے انسان اللہ تعالیٰ کی رضا اور جنت کی نعمتیں حاصل کر سکتا ہے۔

علمی بات: انسان اللہ تعالیٰ سے التجا کرتا ہے کہ زندگی کے ہر لمحہ میں، ہر قدم پر ہمیں وہ طریقے بتا جو ہماری فلاح اور ہماری نجات کا ذریعہ بنیں کیونکہ تجھ سے بڑھ کر نہ کوئی رہبر ہے اور نہ ہی ہمدرد و مہربان تُو بہترین رہبر و رہنما ہے۔ ہمیں ان بہترین لوگوں کی راہوں پر چلنے کی توفیق اور ہدایت عطا فرما جنہوں نے دنیا و آخرت میں نجات حاصل کی۔

فرمانِ نبوی ﷺ: "قرآن حکیم میں سیدھا راستہ ہے" (جامع ترمذی) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول کے اخلاق تو قرآنِ حکیم ہیں۔ (مسند احمد) گویا قرآنِ حکیم اور نبی کریم ﷺ کی اتباع صراط مستقیم ہے۔

عملی پہلو: جس طرح سورۃ الفاتحہ میں ہم اپنے ساتھ پوری امت کی ہدایت کے لئے دعا مانگتے ہیں اس طرح ہمیں باقی روزمرہ کی دعاؤں میں بھی پوری امت کو شامل کرنا چاہیئے۔

آیت نمبر ۶: ۱: انعام یافتہ لوگ کون ہیں؟ ۱: انبیاء کرام علیہم السلام، صدیقین، شہداء اور صالحین۔ (سورۃ النساء ۴، آیت: ۶۹)

آیت نمبر ۷: ۱: مَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ سے مراد کون ہیں؟ ۱: احادیث میں اس کی وضاحت آتی ہے کہ اس سے مراد یہود ہیں جن پر مسلسل نافرمانی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوا۔ (مسند احمد) ۲: ضَآلِّيْنَ سے مراد کون ہیں؟ ۲: اس سے مراد عیسائی ہیں جو عقیدے اور عمل میں بھٹک گئے تھے۔ (مسند احمد)

علمی بات: یہود اور نصاریٰ مَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ اور ضَآلِّيْنَ کی مثالیں اور فردِ کامل ہیں باقی مَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ اور ضَآلِّيْنَ عام ہے یہود و نصاریٰ میں منحصر نہیں۔

۳: سورۃُ الفاتحہ کے آخر میں کیا کہنا مستحب ہے؟ ۳: آمین (صحیح بخاری)۔

۴: "آمین" کے کیا معنی ہیں؟ ۴: اے اللہ! ایسا ہی ہو۔ یہ "اِسْتَجِبْ" کے معنی میں ہے یعنی اے اللہ! تُو قبول فرما۔ آمین دعا ہے (صحیح بخاری)

۵: سورۃُ الفاتحہ اکثر کب پڑھی جاتی ہے؟ ۵: ہر نماز میں۔ ۶: اس سورۃ کے کچھ اور نام بتائیں؟ ۶: اَلشَّافِيَه، اُمُّ الْقُرْآن، اَلْكَافِيَة، سَبْعاً مِّنَ الْمَثَانِي، سُوْرَةُ الْمُنَاجَات، سُوْرَةُ الصَّلٰوة، فَاتِحَةُ الْكِتَاب، سُوْرَةُ الْكَنْز، شِفَا، نُوْر، رُقْيَة، سُوْرَةُ الْحَمْد، سُوْرَةُ الدُّعَا، تَعْلِيْمُ الْمَسْئَلَه، سُوْرَةُ التَّفْوِيْض، سُوْرَةُ السَّوَال، اُمُّ الْكِتَاب، فَاتِحَةُ الْقُرْآن وغیرہ۔ ۷: سورتوں کے نام کس نے رکھے ہیں؟ ۷: نبی کریم ﷺ۔ (بعض مفسرین کے نزدیک بعض سورتوں کے نام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) نے تجویز فرمائے ہیں۔ ۸: سورتوں کے نام کیا ان کے مضامین کے مطابق ہوتے ہیں؟ ۸: بعض سورتوں میں جو موضوع اور مضمون بیان کیا گیا ہے اسی کی مناسبت سے ان سورتوں کے نام موجود ہیں۔ جیسے سورۃ الجمعہ، سورۃ المنافقون اور بعض سورتوں کے نام اُس سورت میں استعمال کیئے گئے کسی لفظ پر ہوتے ہیں۔ جیسے سورۃ البقرۃ، سورۃ آلِ عمران۔ ۹: سورۃُ الفاتحہ کو سُوْرَةُ الشَّافِيَه یا شِفَاء کیوں کہتے ہیں؟ ۹: اس سورت کو حصول شفاء کی غرض سے پڑھ کر بیماروں پر دم کیا جاتا ہے اور اس سے ہر قسم کی بیماریوں سے شفاء حاصل کی جاتی ہے۔ ۱۰: سورۃُ الفاتحہ کی فضیلت بیان کریں؟

۱۰: i. سورۃ الحجر ۱۵، آیت: ۸۷ میں سورۃ الفاتحہ کو سات دہرائی جانے والی آیات کہا گیا اور مضامین کے اعتبار سے اس کو قرآن عظیم کہا گیا۔ ii. حدیثِ قدسی میں نماز قرار دیا گیا۔ (صحیح مسلم) iii. اس سورت کو دو تہائی قرآن قرار دیا گیا ہے۔ (بیہقی) iv. حضور ﷺ نے فرمایا "تورات و انجیل و زبور میں اس کی مثل کوئی سورت نہیں نازل ہوئی۔" (ترمذی) v. اسی طرح ایک اور حدیث شریف میں فرمایا گیا کہ "ایک فرشتہ نے آسمان سے نازل ہو کر حضور نبی کریم ﷺ پر سلام عرض کیا اور دو ایسے نوروں کی بشارت دی جو نبی کریم ﷺ سے پہلے کسی نبی علیہ السلام کو عطا نہ ہوئے، ایک سورۃ فاتحہ، دوسرا سورۃ بقرہ کی آخری آیتیں۔ (صحیح مسلم)

مشقوں کے جوابات

سمجھیں اور حل کریں

سوال۱: خالی جگہ پُر کریں:

(۱) تمام ______ کا حق دار اللہ ﷻ ہے۔(تعریفوں)

(۲) ہم ہر وقت ______ کے محتاج ہیں۔(ہدایت)

(۳) قیامت کا دن ______ اور سزا کا دن ہے۔(جزا)

(۴) اللہ ﷻ کے انعام یافتہ بندوں کی پیروی نہ کرنے والے ______ ہو جاتے ہیں۔(گمراہ)

(۵) سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے آخر میں ______ کہنا چاہیئے۔(آمین)

سوال۲: مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے:

۱- اللہ ﷻ ہی تمام تعریفوں کا حق دار کیوں ہے؟

کیونکہ وہ تمام جہانوں کا رب اور ہمارا خالق و مالک اور حقیقی محسن ہے۔

۲- حدیث شریف کے مطابق صراطِ مستقیم سے کیا مراد ہے؟

"قرآنِ حکیم سیدھا راستہ ہے" (جامع ترمذی) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ اللہ ﷻ کے رسول کے اخلاق تو قرآنِ حکیم ہیں۔(مسند احمد) گویا قرآنِ حکیم اور نبی کریم ﷺ کی اتباع صراط مستقیم ہے۔

۳- اللہ ﷻ کے انعام یافتہ بندے کون ہیں؟

اللہ ﷻ کے انعام یافتہ بندے انبیاء کرام علیہم السلام، صدیقین، شہداء اور صالحین۔(سورۃ النساء ۴، آیت:۶۹)

سوال ۳: نیچے دیئے گئے پہلے کالم کے الفاظ کو دوسرے کالم کے متعلقہ الفاظ سے ملا کر ایک جیسا رنگ بھریں۔

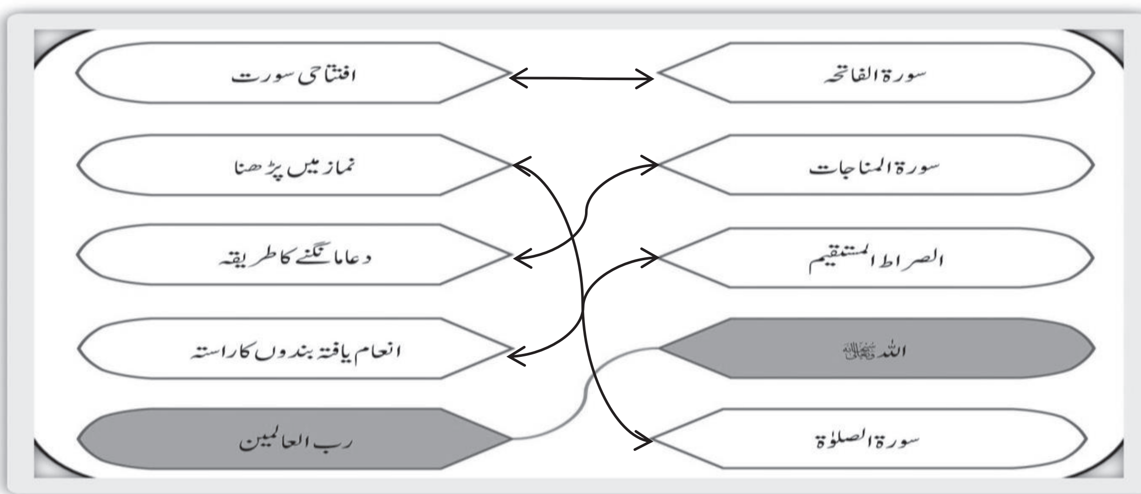

سوال ۴: "علم و عمل" کی باتوں کی مدد سے اللہ تعالیٰ کی صفات تحریر کیجیے:

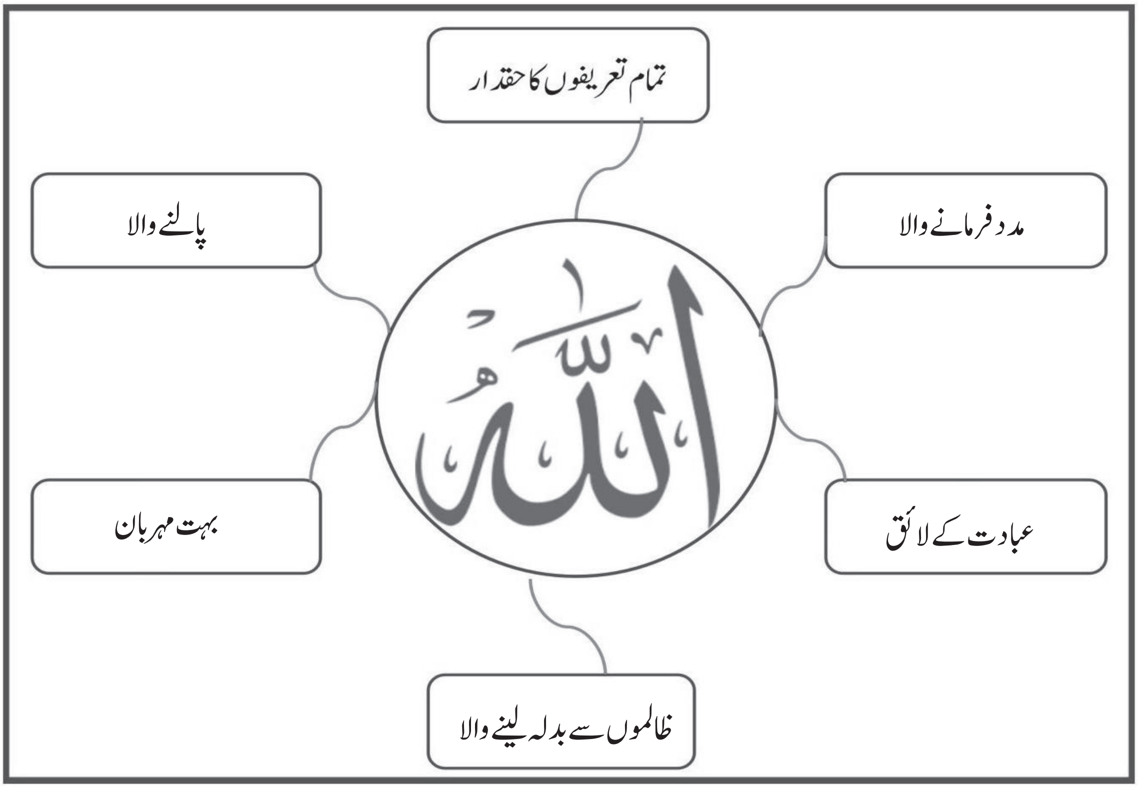

عملی سرگرمی:

ا۔ اہم الفاظ کی وضاحت ایک چارٹ بنا کر لکھوایئے۔
مثلاً، حمد، رب، رحمٰن، رحیم، عبادت، ہدایت وغیرہ۔

اہم نوٹ:

ہر سبق کے آخر میں دیئے گئے عنوان "معلوم کیجیے" کے تحت دیئے گئے الفاظ کی وضاحت آیات کی تشریحات میں موجود ہے۔ اساتذہ کرام ان کے جوابات کے لئے رہنمائے اساتذہ سے استفادہ کریں۔ ان الفاظ کی تشریحات اور وضاحت "رہنمائے اساتذہ" میں دیئے گئے نکات تک ہی محدود رکھیں جو کہ الحمدللہ کئی معروف تفاسیر سے ماخوذ ہیں۔

سُورَةُ الفِيل

طریقۂ تدریس:

سبق نمبر ۱: "ہاتھی والوں کا قصہ" عام فہم اور کہانی کے انداز میں درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۲: اس سورت کا شانِ نزول، تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۳: (i) "علم و عمل کی باتیں" وضاحت کے ساتھ طلبہ کو سمجھائیں اور مذاکرہ کے ذریعے ان کو ذہن نشین کرائیں۔

(ii) "سمجھیں اور حل کریں؟" طلبہ کو گھر کے کام (Home Work) کے طور پر دیں تاکہ اُن کی قرآن فہمی کا اندازہ ہو اور بعد میں کمرۂ جماعت (Class) میں خود حل کرائیں۔ (تشریحی نکات کے بعد دیئے گئے "مشقوں کے جوابات" سے استفادہ کیا جاسکتا ہے)

(iii) "گھریلو سرگرمی" کرانے کے لئے طلبہ کے گھر والوں کو پابند کیا جائے۔ (کمرۂ جماعت میں مزید سرگرمیاں کرانے کے لئے "مشقوں کے جوابات" کے بعد دی گئی "عملی سرگرمی" سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے)

مقاصدِ مطالعہ: اس سورت کے اختتام پر طلبہ میں یہ استعداد ہو کہ وہ جانتے ہوں:

۱۔ خانہ کعبہ کا مقام و مرتبہ کیا ہے؟
۲۔ ابرہہ کون تھا؟ اور اس کے مقاصد کیا تھے؟
۳۔ اللہ ﷻ نے اپنے گھر کی حفاظت کیسے فرمائی۔
۴۔ واقعۂ فیل کے عملی پہلو کیا ہیں؟

ربطِ سورت: سورۃ الفیل سے قبل سورۃ الھمزہ ہے۔ سورۃ الھمزہ میں آخرت میں ظالموں کو ملنے والی سزا کا ذکر ہے۔ سورۃ الفیل میں یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ ﷻ کی طرف سے ظالموں کو آخرت میں ہی نہیں بلکہ کچھ لوگوں کو دنیا میں بھی سزا دی جاتی ہے جس کی مثال سورۃ الفیل میں بیان کی گئی ہے۔

آیت بہ آیت تشریحی نکات

آیت نمبر ۱: ۱: اصحابُ الفیل سے کون مراد ہیں؟
۱: اَبرَہہ اور اس کی فوج جس میں کئی ہاتھی بھی تھے۔

۲: ابرہہ کون تھا؟
۲: ابرہہ حبشہ کے بادشاہ کی طرف سے یمن میں گورنر تھا۔

۳: یہ واقعہ کب پیش آیا؟
۳: یہ واقعہ آپ ﷺ کی ولادت والے سال یعنی آپ ﷺ کی ولادت سے تقریباً ۵۰ دن پہلے پیش آیا۔

۴: ابرہہ خانہ کعبہ کو کیوں ڈھانا چاہتا تھا؟
۴: ابرہہ نے صنعاء (یمن) میں ایک بہت بڑا عیسائی گرجا (عبادت گھر) تعمیر کیا اور کوشش کی کہ لوگ خانہ کعبہ کے بجائے عبادت کے لئے ادھر آیا کریں۔ یہ بات اہلِ مکہ اور دیگر عرب قبائل کے لئے سخت ناگوار تھی۔ چنانچہ ان میں سے ایک شخص نے گرجے کو غلاظت سے ناپاک کر دیا جس پر اس نے خانہ کعبہ کو ڈھانے کا عزم کر لیا اور ایک لشکر لے کر خانہ کعبہ پر حملہ آور ہوا جس میں اس کے ساتھ کچھ ہاتھی بھی تھے۔

آیت نمبر ۲: ۱: اصحابُ الفیل کی چال سے کیا مراد ہے؟
۱: خانہ کعبہ کو ڈھانے کا ارادہ۔ (معاذ اللہ ﷻ)

۲:ابرہہ کے اور کیا مقاصد تھے؟ ۲:اس کا مقصد مذہبی فوائد کا حصول نہیں تھا بلکہ وہ تمام تر تجارتی، معاشی، معاشرتی اور سیاسی فوائد حاصل کرنا چاہتا تھا جو خانہ کعبہ کی وجہ سے قریش مکہ کو حاصل تھے۔

۳:اصحاب الفیل کی خفیہ چال کیا تھی؟ ۳:ان کی خفیہ چال یہ تھی کہ وہ خانہ کعبہ کو ڈھا کر، قریش کو کچل کر اور تمام اہل عرب کو مرعوب کر کے تجارت کا وہ راستہ عربوں سے چھین لینا چاہتے تھے جو جنوب عرب سے شام و مصر کی طرف جاتا تھا۔ اس غرض کو انہوں نے چھپا رکھا تھا اور ظاہر یہ کیا تھا کہ ان کے گرجا کی جو بے حرمتی عربوں نے کی ہے اس کا بدلہ وہ ان کا عبادت خانہ ڈھا کر لینا چاہتے ہیں۔ (معاذ اللہ)

۴:اللہ ﷻ نے ان کی چال کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ ۴:اللہ ﷻ نے انہیں ناکام کر دیا۔ ان کی چال کو بے کار، بے مقصد اور بے نتیجہ کر دیا۔

عملی پہلو: اصحاب الفیل کی چال کو ناکام بنانے میں بتوں یا دیوی دیوتاؤں کا کوئی دخل نہیں تھا بلکہ یہ صرف اللہ ﷻ کا کرشمہ قدرت تھا جو ان پر عذاب کی صورت میں ظاہر ہوا۔ قریش نے بھی جناب عبد المطلب کے ساتھ خانہ کعبہ کے دروازہ پر جو دعا مانگی تھی وہ اللہ ﷻ ہی سے مانگی تھی نہ کہ بتوں سے۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ توحید برحق ہے جس کی دعوت نبی کریم ﷺ دے رہے ہیں اور بت پرستی بالکل باطل ہے جس میں مشرکین مکہ مبتلا ہیں۔

آیت نمبر ۳: ا:اَبَابِیل سے کیا مراد ہے؟ ا:یہ پرندے کا نام نہیں بلکہ اس سے مراد ہے جُھنڈ کے جُھنڈ یعنی کثیر تعداد میں ہاتھیوں کے لشکر کے مقابلے میں پرندوں کے لشکر ہیں۔

آیت نمبر ۴: ا:اللہ ﷻ نے پرندوں کو کیوں بھیجا؟ ا:جب ابرہہ کا لشکر وادی مُحَسِّر کے پاس پہنچا تو اللہ ﷻ نے پرندوں کے جُھنڈ بھیج دیئے تاکہ اس لشکر کو ہلاک کر دیا جائے۔ ان پرندوں کی چونچوں اور پنجوں میں کنکریاں تھیں جو چنے یا مسور کے دانے کے برابر تھیں۔

۲:اصحابُ الفیل کا کیا انجام ہوا؟ ۲:جس شخص کو بھی یہ کنکری لگتی وہ پگھل جاتا اور اس کا گوشت جھڑ جاتا اور بالآخر مر جاتا۔ ان چھوٹے چھوٹے پتھروں یا کنکروں نے توپ کے گولوں اور بندوق کی گولیوں سے زیادہ مہلک کام کیا۔ خود ابرہہ کا بھی صنعاء پہنچتے پہنچتے یہی انجام ہوا۔ ابرہہ پر اللہ ﷻ نے ایسی آفت بھیجی کہ اس کی انگلیوں کی پور جھڑ گئے اور صنعا پہنچتے پہنچتے اس کی حالت بگڑ گئی پھر اس کا سینہ پھٹ گیا، دل باہر نکل آیا اور وہ مر گیا۔ اس طرح اللہ ﷻ نے اپنے گھر کی حفاظت فرمائی۔

۳:سِجِّیل کسے کہتے ہیں؟ ۳:مٹی کے چھوٹے چھوٹے کنکر جو دھوپ میں پک کر سخت ہو گئے ہوں یعنی وہ نوک دار کنکر جس میں مٹی کی بھی آمیزش ہوتی ہے۔

آیت نمبر ۵: ا:کھائے ہوئے بھوسے سے کیا مراد ہے؟ ا:یعنی ان کے جسم کے اجزا اس طرح بکھر گئے جیسے کھایا ہوا بھوسا ہوتا ہے۔

عملی پہلو: ظالم اور بدبخت لوگوں کا یہی انجام ہوتا ہے جو اللہ ﷻ سے بغاوت اختیار کرتے ہیں اور حدودِ بندگی سے نکل کر اپنے خالق و مالک کے سامنے اکڑنے لگتے ہیں۔ نیز اس سے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ اللہ ﷻ کے لشکروں کو اس وحدہ لاشریک کے سوا کوئی نہیں جان سکتا کہ وہ کس سے کیا کام لے لے جو اگرچہ ظاہری طور پر کمزور نظر آتے ہوں۔ جیسا کہ چھوٹے چھوٹے پرندوں سے چھوٹی چھوٹی کنکریوں کے ذریعے طاقت ور ہاتھیوں کے لشکر کو تباہ و برباد کر دیا۔ بندے کے لائق یہی ہے کہ وہ ہمیشہ بندہ ہی بن کر رہے اور ہر حال میں اور ہر طور سے اپنے خالق و مالک کے حضور دل و جان سے جُھکا رہے۔

علمی بات: اللہ ﷻ کی طرف سے واضح ہو گیا کہ خانہ کعبہ اللہ ﷻ کا گھر ہے اور اسی نے اس کی حفاظت فرمائی اس طرح نبی کریم ﷺ اللہ ﷻ کے رسول ہیں اور اللہ ﷻ ہی ان کی حفاظت فرمائے گا اور کامیابی عطا فرمائے گا۔

مشقوں کے جوابات

سمجھیں اور حل کریں؟

سوال ۱: کالم (الف) کے ہر جملہ کو کالم (ب) کے درست جملہ سے لکیر لگا کر ملائیں:

الف	ب
اصحاب الفیل سے مراد	آپ ﷺ کی پیدائش کا سال ہے۔
اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اصحاب الفیل پر	اصحاب الفیل کھائے ہوئے بھُوسہ کی مانند ہو گئے۔
پرندوں نے اصحاب الفیل پر	ہاتھی والے ہیں۔
پتّھروں کی بارش سے	پرندوں کے جھنڈ بھیجے۔
عام الفیل	مٹی کے پتّھر کی کنکریاں گرائیں۔

سوال ۲: درج ذیل الفاظ کی مدد سے خالی جگہ پُر کیجیے:

حضرت آدم علیہ السلام، یمن، گرجاگھر، قریش، نبی کریم ﷺ، ابرہہ، صنعاء، ۵۰، عبادت، سردار

(۱) ہاتھی والوں کا واقعہ ______ کی پیدائش مبارک سے ______ دن پہلے پیش آیا۔ (نبی کریم ﷺ، ۵۰)

(۲) خانہ کعبہ پر ______ نے حملہ کیا جو ______ کا گورنر تھا۔ (ابرہہ، یمن)

(۳) عیسائی گورنر اَبرہہ نے ______ میں ایک نہایت خوبصورت ______ بنایا۔ (صنعاء، گرجاگھر)

(۴) خانہ کعبہ ______ کے زمانے سے ______ اور عزت واحترام کا مرکز رہا ہے۔ (حضرت آدم علیہ السلام، عبادت)

(۵) جناب عبد المطلب ______ کے سب سے بڑے ______ تھے۔ (قریش، سردار)

سوال ۳: درج ذیل جملوں پر صحیح (✓) یا غلط (×) کا نشان لگائیں:

نمبر شمار	جملے	صحیح	غلط
۱	گرجاگھر کی تعمیر پر اہل مکہ اور دیگر عرب قبائل بہت خوش تھے۔		✓
۲	عربوں میں سے ایک شخص نے ابرہہ کے گرجاگھر میں گندگی پھیلا دی۔	✓	
۳	جناب عبد المطلب سے ملاقات پر ابرہہ ان کو دیکھ کر بہت غصہ ہوا۔		✓
۴	اَبرہہ نے ایک بڑی فوج جمع کی جس میں ہاتھی بھی تھے۔	✓	
۵	ابرہہ کا لشکر وادیٔ مُحسّر پہنچ کر آگے نہ بڑھ سکا۔	✓	

سوال ۴: سورۃ الفیل سے متعلق درج ذیل الفاظ کو نیچے دیئے گئے خانوں میں لکھیئے:

شاہینوں کا جھنڈ، وادئ مُحَسّر سے آگے نہ بڑھنا، ہاتھی والوں کی ہلاکت، اونٹوں کا لشکر، یمن کا گورنر ابرہہ، گرجا گھر کی تعمیر، زلزلہ اور بارش، جناب عبد المطلب کی دعا، وادئ طُویٰ میں قیام، خانہ کعبہ کو گرانے کا ارادہ، چھوٹے چھوٹے پرندوں کی آمد، کنکریوں سے مارا جانا

یمن کا گورنر ابرہہ

گرجا گھر کی تعمیر

خانہ کعبہ کو گرانے کا ارادہ

جناب عبد المطلب کی دعا

وادئ مُحَسّر سے آگے نہ بڑھنا

چھوٹے چھوٹے پرندوں کی آمد

کنکریوں سے مارا جانا

ہاتھی والوں کی ہلاکت

سوال ۵: درج ذیل سوالات کے جوابات دیجیئے:

۱- ہاتھی والے مکّہ مکرّمہ کیوں آئے تھے؟
ہاتھی والے مکّہ مکرّمہ (معاذ اللہ) خانہ کعبہ کو ڈھانے کے لئے آئے تھے۔

۲- ہاتھی کو اٹھانے کی کوشش پر کیا واقعہ پیش آتا تھا؟
ہاتھی کو اُٹھانے کی بہت کوششیں کی گئیں مگر وہ آگے نہ بڑھتا، مگر جب مکّہ کے علاوہ کسی اور سمت اس کا رُخ موڑا جاتا تو تیزی سے بھاگنا شروع کر دیتا۔

۳- ہاتھی والوں کے قصّہ سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟ کوئی ایک بات لکھیں۔
اس سے ہمیں یہ سبق ملا کہ جس طرح اس واقعہ میں اللہ ﷻ نے خود اپنے گھر کی معجزانہ طریقہ سے حفاظت فرمائی وہ آئندہ بھی اپنے گھر کی حفاظت فرماتا رہے گا۔

۴- ابرہہ نے گرجاگھر کیوں بنایا؟
ابرہہ نے گرجاگھر اس لئے بنایا کہ لوگ خانہ کعبہ کے بجائے اس کے گرجاگھر میں عبادت کے لئے آیا کریں۔

۵- جناب عبد المطلب نے خانہ کعبہ کا کنڈا پکڑ کر کیا دعا کی؟
اے اللہ! اپنے گھر کی حفاظت فرما، اَبرہہ اور اس کے لشکر سے اپنے عزّت والے گھر کو بچالے۔

عملی سرگرمی:

۱۔ خانہ کعبہ کی تصاویر بنوانا۔
۲۔ خانہ کعبہ کی پرانی اور نئی تصاویر جمع کرانا۔
۳۔ جدید توسیع کی ویڈیو دکھانا۔
۴۔ نقشہ کے ذریعہ مکہ اور خانہ کعبہ کی نشاندہی کرانا۔
۵۔ خانہ کعبہ کی عظمت اور خصوصیات پر فہرست بنوانا۔

رہنمائی کے لئے چند نکات:

۱۔ زمین پر اللہ سبحانہٗ کا پہلا گھر۔ ۲۔ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے موجود ہونا۔ ۳۔ ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کا خانہ کعبہ کو پرانی بنیادوں پر دوبارہ تعمیر کرنا۔ ۴۔ مقام ابراہیم (علیہ السلام) کو جائے نماز بنانا۔ ۵۔ حج اور عمرہ کا مرکز یعنی طواف۔ ۶۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان اور اظہار نبوت سے پہلے تمام عرب قبائل کے بتوں کا رکھا ہونا۔ ۷۔ مشرکین کے نزدیک بھی خانہ کعبہ کو عزت و شرف حاصل ہونا۔ ۸۔ عرب قبائل کی تجارت کا بہت بڑا ذریعہ ہونا۔ ۹۔ کعبہ کی وجہ سے مکہ کو تمام عرب میں مرکزی مقام یعنی اُم القریٰ کا درجہ حاصل ہونا۔ ۱۰۔ جنتی پتھر حجرِ اسود کا لگا ہونا۔ ۱۱۔ ہر سال انتہائی قیمتی غلاف سے مزین ہونا۔ ۱۲۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان قریش (بنو ہاشم) کا متولی یعنی منتظم اور نگران ہونا۔ ۱۳۔ قریش کو خانہ کعبہ کے انتظامات کی وجہ سے پورے عرب میں اہم مقام حاصل ہونا۔ ۱۴۔ خانہ کعبہ کے مختلف نام مثلاً بیت اللہ، بکہ، بیت العتیق وغیرہ۔

سُوْرَۃُ قُرَیْش

طریقۂ تدریس:

سبق نمبر ۱: اس سورت کا شانِ نزول، تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ درسی کتاب سے پڑھائیں۔
سبق نمبر ۲: (i) "علم و عمل کی باتیں" وضاحت کے ساتھ طلبہ کو سمجھائیں اور مذاکرہ کے ذریعے ان کو ذہن نشین کرائیں۔
(ii) "سمجھیں اور حل کریں؟" طلبہ کو گھر کے کام (Home Work) کے طور پر دیں تاکہ اُن کی قرآن فہمی کا اندازہ ہو اور بعد میں کمرۂ جماعت (Class) میں خود حل کرائیں۔ (تشریحی نکات کے بعد دیئے گئے "مشقوں کے جوابات" سے استفادہ کیا جاسکتا ہے)
(iii) "گھریلو سرگرمی" کرانے کے لئے طلبہ کے گھر والوں کو پابند کیا جائے۔ (کمرۂ جماعت میں مزید سرگرمیاں کرانے کے لئے "مشقوں کے جوابات" کے بعد دی گئی "عملی سرگرمی" سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے)

مقاصدِ مطالعہ: اس سورت کے اختتام پر طلبہ میں یہ استعداد ہو کہ وہ جانتے ہوں:
۱۔ قریش کون تھے؟
۲۔ قریش مکہ پر اللہ ﷻ کے انعامات اور فضائل کیا ہیں؟
۳۔ عبادت کا وسیع تر مفہوم کیا ہے؟
۴۔ اللہ ﷻ کی عبادت کیوں ضروری ہے؟
۵۔ اللہ ﷻ نے قریش مکہ کو یہ اعزازات کیوں عطا فرمائے؟

ربطِ سورت: اللہ ﷻ نے چھوٹے چھوٹے پرندوں کے ذریعہ بیت اللہ اور قریش کی حفاظت فرمائی، لیکن اس کے باوجود قریش ایک اللہ ﷻ کی عبادت کرنے اور شرک چھوڑنے کے لئے تیار نہیں تھے، اس لئے انہیں اس سورت میں پھر اللہ ﷻ ہی کی عبادت کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔

آیت بہ آیت تشریحی نکات

آیت نمبر ۱: ا: قریش کون تھے؟　ا: یہ عرب کا ایک معزز قبیلہ تھا۔ اسی قبیلہ سے آپ ﷺ کا تعلق بھی تھا۔

علمی بات: عرب کے قبائل میں قریش سب سے معزز قبیلہ تھا جس کے سردار جناب عبد المطلب تھے۔ قریش کی ایک شاخ بنی ہاشم تھی۔ یہ خاندان بہت محترم سمجھا جاتا تھا۔ جناب عبد المطلب کے بیٹے حضرت عبد اللہ کے گھر اللہ ﷻ کے آخری رسول سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ پیدا ہوئے۔ آپ ﷺ کے خاندان کو بیت اللہ کے انتظام اور حاجیوں کی خدمت کا اعزاز حاصل تھا۔ جس بنا پر آپ ﷺ کا خاندان اہل مکہ کا نمائندہ سمجھا جاتا تھا۔ اس لئے اس سورت میں قریش کو مخاطب کیا گیا ہے جس میں تمام عرب بھی شامل ہیں۔

علمی بات: تمام عرب قبائل میں قریش اور پھر ان میں بنو ہاشم اللہ ﷻ کے نزدیک سب سے زیادہ مقبول ہیں کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ اس خاندان سے ہیں۔

فرمانِ نبوی ﷺ: "اللہ ﷻ نے تمام اولادِ اسماعیل علیہ السلام میں سے کنانہ کو اور کنانہ میں سے قریش کو اور قریش میں سے بنو ہاشم کو اور بنو ہاشم میں سے مجھ (محمد رسول اللہ ﷺ) کو منتخب کیا ہے۔" (صحیح مسلم)

آیت نمبر ۲: ۱: قریش کو اللہ ﷻ نے کس بات سے مانوس کیا تھا؟ ۱: سردی اور گرمی کے سفر سے۔

۲: سردی اور گرمی کے سفر سے مانوس کرنے سے کیا مراد ہے؟ ۲: یعنی اللہ ﷻ نے قریش کو ہر سال میں دو سفروں کی طرف رغبت دلائی۔ انہیں یہ سفر کسی قسم کا بوجھ محسوس نہیں ہوتے تھے اور نہ ان میں کوئی رکاوٹ ہوتی تھی۔

۳: قریش گرمی اور سردیوں میں تجارتی سفر کے لئے کہاں جاتے تھے؟ ۳: گرمیوں میں وہ شام و فلسطین کی طرف جاتے تھے اور سردیوں میں ان کا قافلہ یمن کی طرف جاتا تھا۔ سال میں ان دو تجارتی سفروں سے اتنی آمدنی ہو جاتی تھی کہ سال کا باقی حصہ آرام سے گھر بیٹھ کر کھاتے تھے پھر بھی ان کے پاس بہت کچھ بچ جاتا تھا۔ اس طرح وہ خوشحال اور خاصے مالدار بن گئے۔ یہ دونوں موسموں کے تجارتی سفر ہی ان کی تمام تر دلچسپیوں کے مرکز و محور بن گئے تھے۔

۴: قریش تجارتی سفر کے لئے خاص طور پر یمن اور شام کیوں جاتے تھے؟ ۴: تجارتی سفر سردیوں میں یمن اور گرمیوں میں شام کی طرف ہوتے تھے کیونکہ یمن کا علاقہ مکہ کی نسبت گرم تھا اور شام کا علاقہ مکہ کی نسبت بہت ٹھنڈا تھا۔

۵: اللہ ﷻ نے قریش کے لئے ان سفروں کے لئے کیا احسان اور فضل و کرم فرمایا؟ ۵: اللہ ﷻ نے ان سفروں میں ان کے لئے منافع کے ساتھ امن و امان بھی رکھا۔ ان کا گزر جن قبائل سے ہوتا وہ ان کا احترام کرتے۔ ہر جگہ کے لوگ انہیں اہل حرم کہتے تھے گویا یہ مکہ مکرمہ کی وجہ سے بلاخوف و خطر تمام سفر کرتے۔

علمی بات: مکہ مکرمہ چٹیل یعنی ویران اور صحرائی میدان تھا۔ زندگی گزارنے کے لئے قریش مکہ کے پاس ذرائع معاش عام طور پر نہیں پائے جاتے تھے۔ تجارتی سفر کے لئے یہ لوگ ملک شام اور یمن جایا کرتے تھے۔

آیت نمبر ۳: ۱: اللہ ﷻ نے قریش سے کس بات کا مطالبہ فرمایا؟ ۱: اللہ ﷻ ہی کی عبادت کرنے کا۔

علمی بات: اللہ ﷻ کے احسانات کا یہ نتیجہ ہونا چاہیئے تھا کہ عرب صرف ایک رب کی عبادت کرتے اور نبی آخر الزمان ﷺ پر ایمان لاتے اور آپ ﷺ کی دعوتِ حق کو قبول کرتے اور آپ ﷺ کی مدد و نصرت کرتے لیکن انہوں نے کعبہ کے رب کی عبادت اور نبی کریم ﷺ کی اطاعت و اتباع اختیار کرنے اور ان کی دعوت قبول کرنے کے بجائے بیت اللہ میں تین سو ساٹھ بت رکھ لیئے اور کعبہ کے رب کی خالص عبادت کرنے کے بجائے بتوں کو اس کی عبادت میں شریک کر لیا تھا۔

۲: عبادت کسے کہتے ہیں؟ ۲: شرعی اصطلاح میں عبادت کا مفہوم ہے معبود کے سامنے اپنے آپ کو انتہائی عاجز جاننا اور اس کے لئے انتہائی تعظیم کو تسلیم کرتے ہوئے عاجزی کا اظہار کرنا۔

عملی پہلو: ہمیں زندگی کے ہر گوشے میں اللہ ﷻ کے حکم اور نبی کریم ﷺ کے طریقہ پر عمل کرنا چاہیئے، چاہے عبادات یعنی نماز، روزہ، زکوۃ اور حج ہوں یا حقوق العباد مثلاً والدین، اولاد، بہن بھائی کے حقوق یا خوشی ہو مثلاً شادی بیاہ یا غمی ہو مثلاً میت یا معاشی معاملات ہوں مثلاً کاروبار وغیرہ۔

۳: رب سے کیا مراد ہے؟ ۳: رب وہ ہے جو کسی شے کو آہستہ آہستہ منصب کمال تک پہنچائے۔ ۴: حقیقی رب کون ہے؟ ۴: حقیقی رب اللہ ﷻ ہے جو تمام مخلوقات کی تمام حاجات و ضروریات کو پورا فرماتا ہے۔

۴: بیت اللہ کیا ہے؟ ۴۔ اللہ ﷻ کا گھر یعنی خانہ کعبہ۔ یہ پہلی عبادت گاہ ہے جو لوگوں کے لئے بنائی گئی۔ (سورۃ آل عمران ۳، آیت: ۹۶)

آیت نمبر ۴: ۱: اللہ ﷻ کے کن دو احسانات کا ذکر کیا گیا ہے؟ ۱: i. بھوک میں کھلانا۔ ii. خوف سے امن دینا۔

۲: کس پر اللہ ﷻ کے ان خصوصی احسانات کا ذکر کیا گیا ہے؟ ۲: یوں تو تمام لوگوں پر اللہ ﷻ نے یہ احسانات فرمائے ہیں لیکن یہاں خاص طور پر قریش کو مخاطب فرمایا گیا کہ جب حرم کے چاروں طرف لوٹ کھسوٹ اور چوری ڈکیتی کا بازار گرم رہتا تھا اور قافلوں کو بھی لوٹا جاتا تھا لیکن کعبہ کے ادب سے کوئی چور یا ڈاکو قریش پر ہاتھ نہ ڈالتا تھا۔ اپنے اس انعام کو اللہ ﷻ نے یہاں یاد دلایا ہے کہ اس گھر کے طفیل تم کو روزی اور امن و چین عطا فرمایا۔

عملی پہلو: اللہ ﷻ ہمارا رب، رازق اور محافظ ہے۔ اسی نے ہمیں بے شمار نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔ لہذا ہمیں صرف اسی کی عبادت کرنی چاہیئے۔

مشقوں کے جوابات

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱: کالم (الف) کے ہر جملہ کو کالم (ب) کے درست جملہ سے لکیر لگا کر ملائیں:

الف	ب
قریش کے لوگ	بنو ہاشم تھی۔
نبی کریم ﷺ کا تعلق	تجارتی سفر کی الفت دی۔
قریش موسمِ گرما اور سرما میں	مکّہ مکرمہ میں آباد تھے۔
قبیلہ قریش کی ایک شاخ	تجارت کے لئے سفر کرتے تھے۔
اللہ ﷻ نے قریش کو	قبیلہ قریش سے تھا۔

سوال ۲: خالی جگہ پُر کریں:

(۱) قریش کے لوگوں کو ______ کے انتظامات سنبھالنے کی وجہ سے عزت حاصل تھی۔ (بیت اللہ)

(۲) قریش کے لوگ ______ کی اولاد میں سے تھے۔ (حضرت اسماعیل علیہ السلام)

(۳) قریش کے قافلے ______ سے محفوظ رہتے تھے۔ (لوٹ مار)

(۴) قریش کے لوگ سردی کے موسم میں ______ جاتے تھے۔ (یمن)

(۵) قریش کے لوگ گرمی کے موسم میں ______ جاتے تھے۔ (شام)

سوال ۳: درج ذیل سوالات کے جوابات دیجیے:

۱۔ قریش پر اللہ ﷻ کے کوئی دو انعامات تحریر کریں۔

اللہ ﷻ نے انہیں بھوک میں کھانا کھلایا اور خوف سے امن بخشا۔

۲۔ عرب کے لوگ قبیلہ قریش کی کیوں عزت کرتے تھے؟

قریش کے لوگ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے اور بیت اللہ کے انتظامات سنبھالنے کی ذمہ داری بھی ان ہی لوگوں کی تھی اس وجہ سے انہیں پورے عرب میں عزت حاصل تھی۔

۳۔ اللہ ﷻ نے قریش کو کیا حکم دیا؟

اللہ ﷻ نے انہیں نعمتوں پر شکر کرنے، شرک سے بچنے اور اپنی عبادت کرنے کا حکم دیا۔

عملی سرگرمی: ۱۔ آپ ﷺ کے شجرہ نسب کا خوبصورت چارٹ بنوائیں۔

۲۔ سفر کے دوران ضروری سامان کی فہرست بنوائیں۔ ۳۔ گرم اور سرد علاقوں کی خصوصیات لکھوائی جاسکتی ہیں۔

۴۔ عبادت کا وسیع مفہوم سمجھانے کے لئے ایک چارٹ پر عبادت کی مختلف صورتیں لکھوائی جاسکتی ہیں۔

سُوْرَةُ الْمَاعُوْن

طریقۂ تدریس:

سبق نمبر ۱: اس سورت کا شانِ نزول، تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۲: (i) "علم و عمل کی باتیں" وضاحت کے ساتھ طلبہ کو سمجھائیں اور مذاکرہ کے ذریعے ان کو ذہن نشین کرائیں۔

(ii) "سمجھیں اور حل کریں؟" طلبہ کو گھر کے کام (Home Work) کے طور پر دیں تاکہ اُن کی قرآن فہمی کا اندازہ ہو اور بعد میں کمرۂ جماعت (Class) میں خود حل کرائیں۔ (تشریحی نکات کے بعد دیئے گئے "مشقوں کے جوابات" سے استفادہ کیا جاسکتا ہے)

(iii) "گھریلو سرگرمی" کرانے کے لئے طلبہ کے گھر والوں کو پابند کیا جائے۔ (کمرۂ جماعت میں مزید سرگرمیاں کرانے کے لئے "مشقوں کے جوابات" کے بعد دی گئی "عملی سرگرمی" سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے)

مقاصدِ مطالعہ: اس سورت کے اختتام پر طلبہ میں یہ استعداد ہو کہ وہ جانتے ہوں:

۱۔ بدلہ کے دن کا کیا مطلب ہے؟
۲۔ بدلہ کے دن کو جھٹلانے سے کیا مراد ہے؟
۳۔ آخرت کا یقین نہ ہونے سے انسان کے کردار پر کیا اثرات پڑتے ہیں؟
۴۔ حقوق العباد کی ادائیگی کیوں ضروری ہے؟
۵۔ خصوصاً یتیموں اور مسکینوں کے حقوق کتنے اہم ہیں؟
۶۔ نماز کی دین میں کیا اہمیت ہے؟
۷۔ نماز میں سُستی کی کیا کیا صورتیں ہیں؟
۸۔ نمازوں میں سستی کرنے پر کتنی بڑی وعید ہے؟
۹۔ ریاکاری کیا ہے؟
۱۰۔ روزمرہ کے معاملات میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرنا کن لوگوں کی علامت ہے؟
۱۱۔ ریاکاری سے کیا نقصان ہوتا ہے؟
۱۲۔ بخل کیا ہے؟
۱۳۔ روزمرہ اشیاء کے استعمال کے لئے باہمی تبادلہ سے معاشرہ پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟

ربطِ سورت: سورۃ قریش میں قریش کو اللہ ﷻ کی عبادت کی تلقین کی گئی تھی۔ سورۃ الماعون میں بتایا گیا ہے کہ آخرت پر ایمان نہ ہو تو لوگ ناشکری، کفر و شرک اور دوسرے گناہوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

آیت بہ آیت تشریحی نکات

آیت نمبر ۱: ۱: اس آیت میں کس کردار کا ذکر ہے؟ ۱: ہر وہ شخص جو جزا و سزا کو جھٹلاتا ہے مثلاً کفار و منافقین۔ یعنی منکرین آخرت میں جو اخلاقی و عملی خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں ان کا عکس اس کے کردار میں دیکھا جاسکتا ہے۔

۲: اس آیت میں جھٹلانے سے کیا مراد ہے؟ ۲: ایسا شخص قیامت پر یقین نہیں رکھتا کہ اس کے اعمال کا بدلہ قیامت میں دیا جائے گا۔ گویا جو شخص

یتیم کو دھکے دیتا ہے اور مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا وہ اعتقاداً یا عملاً قیامت کا انکار کرتا ہے۔

عملی پہلو: ہمیں بھی اپنے اعمال کا جائزہ لینا چاہیئے اور قیامت کے دن جواب دہی کے لئے تیاری کرنی چاہیئے۔

آیت نمبر ۲: ۱: یتیم کسے کہتے ہیں؟ ۱: وہ نابالغ بچے جن کے والد کا انتقال ہو جائے۔

۲: یتیم کو دھکے دینے سے کیا مراد ہے؟ ۲: یتیم کو دھکے دینے کے مفہوم میں اس کا مال کھانا، اس کا حق مارنا، اس کو جھڑکنا، اس کی تحقیر و تذلیل کرنا اور اس کو دھکے دے کر اپنے دروازے سے ہٹا دینا، سب شامل ہے۔ مراد یہ ہے کہ یتیموں کے حقوق کا خیال نہ رکھنا۔

فرمانِ نبوی ﷺ: "میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے۔ آپ ﷺ نے شہادت اور درمیانی انگلی سے اشارہ فرمایا اور ان کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ رکھا۔" (صحیح بخاری)

فرمانِ نبوی ﷺ: "مسلمانوں کے گھروں میں سے بہترین گھر وہ ہے جس میں کسی یتیم کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جاتا ہے"۔ (سنن ابن ماجہ)

آیت نمبر ۳: ۱: مسکین کسے کہتے ہیں؟ ۱: مسکین وہ ہے جس کے پاس کفایت بھر روزی نہ ہو۔

عملی پہلو: اسلام اپنے پیروکاروں میں انسانی ہمدردی کا ایسا جذبہ پیدا کرنا چاہتا ہے جس کا دائرۂ اثر پوری انسانیت کے لئے وسیع ہو اور جس کی بنا پر ہر مستحق کی مدد کی جا سکے۔ اس لئے ہمیں بھی یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہیئے۔ ان کے کھانے پینے اور دیگر ضرورتوں کا ہر ممکن خیال رکھنا چاہیئے۔

فرمانِ نبوی ﷺ: " وہ شخص مومن نہیں ہو سکتا جس نے سیر ہو کر کھایا لیکن اس کا ہمسایہ اس کے پہلو میں بھوکا رہا۔" (بیہقی)

آیت نمبر ۴: ۱: کسے ہلاکت کی خبر دی گئی ہے؟ ۱: منافق نمازیوں کو۔ جن کی نمازوں کی کیفیت اگلی آیت میں بیان ہوئی ہے۔

۲: منافقین کی منافقت کے بارے میں کیسے معلوم ہوتا ہے؟ ۲: ان کا نماز ادا کرنے کا انداز بتاتا تھا کہ انہیں اپنی نماز سے کوئی تعلق نہیں ہے جیسا کہ قرآن حکیم کی دوسری آیات اور احادیث مبارکہ سے یہ مفہوم واضح ہوتا ہے۔

علمی بات: اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا: جب وہ (یعنی منافق) نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو سست ہو کر کھڑے ہوتے ہیں، لوگوں کو دکھاوا کرتے ہیں اور اللہ کو یاد نہیں کرتے مگر بہت کم۔" (سورۃ النساء ۴، آیت: ۱۴۲)

فرمانِ نبوی ﷺ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" منافق کی نماز ایسی ہے کہ بیٹھا سورج کو دیکھتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ جب شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان میں ہو جاتا ہے۔ تو پھر وہ اٹھ کر (عصر کی نماز کے لئے) چار ٹھونگیں مارتا ہے اور نماز میں اللہ ﷻ کو کم ہی یاد کرتا ہے۔" (صحیح مسلم)

۳: ویل سے کیا مراد ہے؟ ۳: ویل جہنم میں ایک (گہری) وادی ہے جس میں کافر کو ڈالا جائے گا تو اسے پہنچنے سے پہلے چالیس سال لگ جائیں گے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ حدیث اس طرح بیان کی ہے کہ یہ وادی دو پہاڑوں کے درمیان ہے کافر کو وہاں تک پہنچنے میں ستر سال لگیں گے۔

آیت نمبر ۵: ۱: نمازوں سے غفلت سے کیا مراد ہے؟ ۱: کبھی نماز پڑھنا اور کبھی نہ پڑھنا۔

علمی بات: "ساھون" یعنی غفلت کے مفسرین نے چار مفہوم ذکر کیئے ہیں۔ ۱۔ نماز پڑھنا مگر اکثر اوقات نماز کے مقصد سے بے خبر رہنا۔ ۲۔ وقت پر نماز ادا کرنے کے بجائے بے وقت اور جلدی جلدی پڑھنا۔ ۳۔ پانچ نمازیں پڑھنے کی بجائے کچھ کو چھوڑ دینا۔ ۴۔ کلیتاً نماز کی ادائیگی سے غافل رہنا۔

عملی پہلو: ہمیں تمام نمازوں کا اہتمام کرنا چاہیئے۔ جہنم میں جانے کی ایک بڑی وجہ نماز ادا نہ کرنا ہے۔ (سورۃ المدثر ۷۴، آیات: ۴۲، ۴۳)

آیت نمبر ۶: ۱: یُرَآءُوْنَ سے کیا مراد ہے؟ ۱: دکھاوا کرنے والے۔ وہ لوگ جو نیک عمل اللہ ﷻ کے بجائے لوگوں کو دکھانے کے لئے کرتے ہیں۔

فرمانِ نبوی ﷺ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا"سب سے زیادہ خوف والی چیز جس کا مجھے تم پر ڈر ہے وہ شرک اصغر ہے۔" لوگوں نے پوچھا، یارسول اللہ! شرک اصغر کیا ہے؟ فرمایا"دکھاوا اور ریاکاری، جس دن بندوں کو ان کے اعمال کا بدلا دیا جائے گا اس دن اللہ ﷻ ان (ریاکاروں) سے فرمائے گا، جاؤ! ان لوگوں کے پاس جنہیں دکھانے کے لئے تم دنیا میں عمل کرتے تھے اور دیکھو! کہ کیا تمہیں ان کے ہاں کوئی بدلہ ملتا ہے۔"(مسند احمد)

علمی بات: دکھاوے کا عمل شرک ہے اور ایسا عمل اللہ ﷻ کے ہاں قبول نہیں ہوتا۔ایک حدیث شریف میں حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "جس نے دکھاوے کی نماز پڑھی اس نے شرک کیا"۔(مسند احمد)

آیت نمبر ۷: ۱: مَاعُوْن سے کیا مراد ہے؟　۱: عام استعمال کی چیزیں جو لوگ ایک دوسرے سے استعمال کرنے کے لئے مانگتے رہتے ہیں جیسے پنسل، ربڑ، سیاہی، شارپنر وغیرہ اسی طرح گھروں میں استعمال ہونے والی روز مرہ کی اشیاء مثلاً پیچ کس، پلاس، گلاس، پلیٹ، نمک وغیرہ۔

۲: اس سورت میں آخرت کا انکار کرنے والے انسان کا کیا کردار بیان کیا گیا ہے؟　۲: i۔ ایسا شخص یتیموں کو دھکے دیتا ہے۔ ii۔ مسکینوں کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا۔ iii۔ نمازوں سے غفلت برتتا ہے۔ iv۔ دکھاوا کرتا ہے۔ v۔ عام استعمال کی چیزیں بھی کسی دوسرے کو وقتی طور پر نہیں دیتا۔

فرمانِ نبوی ﷺ: "مانگی ہوئی چیز واپس کرنا، ضامن کو تاوان بھرنا اور قرض کی ادائیگی لازم ہے۔" (جامع ترمذی)

عملی پہلو: روز مرہ استعمال کی اشیاء ایک دوسرے کو دینے سے معاشرہ میں باہمی انس و محبت، خیر خواہی اور اتحاد و اتفاق کا ماحول پیدا ہوتا ہے اور یوں معاشرہ اخوت و بھائی چارہ کی عملی مثال نظر آتا ہے جس کا کامل ترین نمونہ ہجرتِ مدینہ کے بعد مہاجرین اور انصار کی اخوت کی صورت میں ملتا ہے جو آپ ﷺ کی تربیت کے نتیجہ میں سامنے آیا۔

مشقوں کے جوابات

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱: خالی جگہ پُر کریں:

(۱) آخرت کے انکار کی وجہ سے انسان کے ______ میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے۔(کردار)

(۲) آخرت پر ایمان انسان کو ______ پر آمادہ کرتا ہے۔(نیکی)

(۳) نمازوں سے غافل رہنے والوں کے لئے ______ ہے۔(ہلاکت)

(۴) ہمیں اللہ ﷻ کی دی ہوئی ______ میں دوسروں کو بھی شریک کرنا چاہیئے۔(نعمتوں)

(۵) دکھاوا کرنے سے نیکی ______ ہو جاتی ہے۔(ضائع)

سوال ۲: درج ذیل سوالات کے جوابات دیجیئے:

۱۔ اس سورت میں کن لوگوں کا بُرا کردار بیان کیا گیا ہے؟

اس سورت میں آخرت کا انکار کرنے والوں کا بُرا کردار بیان کیا گیا ہے۔

۲۔ آخرت کو جھٹلانے والے کا یتیم اور مسکین سے کیا رویّہ ہوتا ہے؟

ایسے لوگ یتیموں پر ظلم کرتے ہیں اور مسکین کی خود بھی مدد نہیں کرتے اور دوسروں کو بھی اس کی توجہ نہیں دلاتے۔

۳۔ کیسے نمازیوں کے لئے ہلاکت کی بُری خبر سنائی گئی ہے؟
جو اپنی نماز سے غافل رہتے ہیں۔

۴۔ آخرت کو جھٹلانے والے کس ارادہ سے نیکی کرتے ہیں؟
آخرت کو جھٹلانے والے لوگوں کو دکھانے کے لئے نیکی کرتے ہیں۔

۵۔ آخرت کا یقین نہ ہونے سے انسان کے کردار پر کیا اثرات پڑتے ہیں کوئی تین باتیں لکھیں؟
i۔ ایسے لوگ یتیموں پر ظلم کرتے ہیں۔ ii۔ غریبوں کی خود بھی مدد نہیں کرتے اور دوسروں کو بھی اس کی توجہ نہیں دلاتے۔
iii۔ عبادت سے غافل رہتے ہیں۔ iv۔ دکھاوے کے لئے نیکی کرتے ہیں۔
V۔ عام استعمال کی چیزیں لوگوں کے مانگنے پر بھی نہیں دیتے۔

سوال ۳: سورۃ الماعون سے متعلق درج ذیل الفاظ کو نیچے دیئے گئے خانوں میں لکھیے:

آخرت کا انکار، یتیموں سے محبت، دکھاوا، مسکین کو کھانا کھلانا، معمولی چیزیں نہ دینا، بُری صفات، خود غرض، عبادت سے غافل، یتیموں پر ظلم، باجماعت نماز پڑھنا، کردار میں خرابیاں

سُوْرَةُ الْمَاعُوْن

بُری صفات

آخرت کا انکار

خود غرض

عبادت سے غافل

کردار میں خرابیاں

دکھاوا

یتیموں پر ظلم

معمولی چیزیں نہ دینا

عملی سرگرمی: ۱۔ ایک دن کھانے پینے کی اشیاء کا سب بچوں میں باہمی تبادلہ (Sharing) کرنے کا عملی مظاہرہ کرائیں۔
۲۔ بچوں کو ایک دوسرے کی مدد کرنے کے مختلف طریقے سکھائیں۔ مثلاً جیب خرچ سے، ہوم ورک کرانے میں، پڑھائی اور سفر وغیرہ میں۔
۳۔ قدرتی آفات مثلاً سیلاب، زلزلہ میں متاثرین کی تصاویر کا جمع کرانا جس میں لوگوں کی مدد کا جذبہ کارفرما ہو۔ ۴۔ وقت پر کام نہ کرنے کے نقصانات تحریر کرائیں۔

سُوْرَةُ الْكَوْثَر

طریقۂ تدریس:

سبق نمبر ۱: اس سورت کا شانِ نزول، تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۲: (i) ''علم و عمل کی باتیں'' وضاحت کے ساتھ طلبہ کو سمجھائیں اور مذاکرہ کے ذریعے ان کو ذہن نشین کرائیں۔

(ii) ''سمجھیں اور حل کریں؟'' طلبہ کو گھر کے کام (Home Work) کے طور پر دیں تاکہ اُن کی قرآن فہمی کا اندازہ ہو اور بعد میں کمرۂ جماعت (Class) میں خود حل کرائیں۔ (تشریحی نکات کے بعد دیئے گئے ''مشقوں کے جوابات'' سے استفادہ کیا جاسکتا ہے)

(iii) ''گھریلو سرگرمی'' کرانے کے لئے طلبہ کے گھر والوں کو پابند کیا جائے۔ (کمرۂ جماعت میں مزید سرگرمیاں کرانے کے لئے ''مشقوں کے جوابات'' کے بعد دی گئی ''عملی سرگرمی'' سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے)

مقاصدِ مطالعہ:

اس سورت کے اختتام پر طلبہ میں یہ استعداد ہو کہ وہ جانتے ہوں:

۱۔ کوثر کا مفہوم کیا ہے؟ ۲۔ نبی کریم ﷺ کو کوثر عطا فرمانے سے کیا مراد ہے؟

۳۔ اللہ ﷻ کا شکر ادا کرنے کا بہترین طریقہ کیا ہے؟ ۴۔ عبادات کی کتنی قسمیں ہیں؟

ربطِ سورت: سورۃ الماعون میں اس شخص کی مذمت کی گئی ہے جو یتیموں کے ساتھ بدسلوکی کرتا ہے، نماز سے لاپرواہی کرتا ہے اور ضرورت مند کو استعمال کے لئے معمولی چیز بھی نہیں دیتا۔ سورۃ الکوثر میں حضور نبی کریم ﷺ کی عظمت کو بیان کیا گیا ہے اور آپ ﷺ کے ذریعہ نعمتوں پر شکر کرنے اور اللہ ﷻ کی بندگی کرنے کی تلقین کی گئی ہے اور آخر میں آپ ﷺ کے دشمنوں کی مذمت بیان کی گئی کہ وہ بے نام و نشان ہیں۔

آیت بہ آیت تشریحی نکات

آیت نمبر ۱: ۱: قرآن حکیم کے الفاظ یا کلمات کے لحاظ سے سب سے چھوٹی سورت کون سی ہے؟ ۱: سورۃ الکوثر۔
۲: قرآن حکیم میں آیات کی تعداد کے لحاظ سے سب سے چھوٹی سورت کون سی ہے؟ ۲: قرآن حکیم میں آیات کی تعداد کے لحاظ سے سب سے چھوٹی سورتیں تین ہیں جو تین آیات ہی پر مشتمل ہیں: i۔ سورۃ الکوثر۔ ii۔ سورۃ العصر۔ iii۔ سورۃ النصر۔ ۳: کوثر سے کیا مراد ہے؟ ۳: حوضِ کوثر اور خیرِ کثیر یعنی بہت ساری بھلائیاں جو اللہ ﷻ نے نبی کریم ﷺ کو عطا فرمائیں۔ مثلاً سید الانبیاء والمرسلین، مقامِ محمود، بے مثال حُسن، بلند و بالا سیرت و کردار، محسنِ انسانیت، آپ ﷺ کا دین سارے عالم اور ساری اقوام کے لئے، دینِ اسلام کی تکمیل، قرآن حکیم کا آخری کتابِ ہدایت کے طور پر عطا کیا جانا اور نبوت کی تکمیل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسے جاں نثار ساتھی، بہت بڑی امت اور محض ۲۳ برس میں دین کو غالب کرنے کی سعادت اور شفاعتِ کبریٰ وغیرہ۔

علمی بات: خیرِ کثیر کا لفظ دنیاو آخرت دونوں کی ساری بھلائیوں کا جامع ہے۔ اس کے تحت دنیاو آخرت کی ساری نعمتیں سارے انعامات الٰہی آجاتے ہیں، مفسرین کرام نے اس کے ذیل میں کثرتِ اولاد، کثرتِ علوم، کثرتِ حسنات، کثرتِ فتوح اور کثرتِ اتباع سب ہی ذکر کیئے ہیں، اور سب اپنی اپنی جگہ صحیح ہیں۔

فرمانِ نبوی ﷺ: "کوثر جنت کی ایک نہر ہے جس کے دونوں کنارے سونے کے ہیں، اس کا فرش یاقوت سے بنا ہوا ہے، اس کی مٹی کستوری سے زیادہ خوشبودار ہے، اس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ شفاف ہے۔" (جامع ترمذی)

فرمانِ نبوی ﷺ: "میں تمہارا حوض کوثر پر انتظار کروں گا جو بھی میرے پاس آئے گا وہ اس سے پانی پیئے گا اور جو اس سے ایک مرتبہ پیئے گا وہ کبھی پیاس محسوس نہیں کرے گا۔" (صحیح بخاری)

آیت نمبر ۲: ا: آپ ﷺ کو اللہ ﷻ نے کیا حکم دیا؟ ا: نماز پڑھنے اور قربانی کرنے کا حکم دیا۔

۲: عبادات کتنی قسم کی ہوتی ہیں؟ ۲: i۔ بدنی عبادات مثلاً نماز، روزہ۔ ii۔ مالی عبادات مثلاً زکوۃ، صدقات، قربانی۔

۳: نماز کی کیا اہمیت ہے؟ ۳: بدنی عبادتوں میں سے نماز بہت اہمیت رکھتی ہے نماز کا حکم حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نبی کریم ﷺ تک سب کو دیا گیا ہے۔ کیونکہ نماز بنیادی عبادت اور شکر ادا کرنے کا بہترین طریقہ ہے اور اللہ ﷻ کے ساتھ تعلق مضبوط کرنے، نافرمانی سے بچنے اور نیک راہیں اختیار کرنے کا آسان طریقہ اور بہترین وسیلہ نماز ہی ہے۔ کئی احادیث مبارکہ میں نماز کے فضائل اور اجر وثواب کا ذکر کیا گیا ہے۔

فرمانِ نبوی ﷺ: "حضور نبی کریم ﷺ نے ایک دن نماز کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا جس نے ان نمازوں کو پابندی سے ادا کیا، وہ نماز اس شخص کے لئے قیامت کے دن نور، حجت اور نجات ہوگی اور جس شخص نے نمازوں کو ادا نہ کیا، قیامت کے دن اس کے لئے نماز حجت، نور اور نجات نہ ہوگی اور وہ قیامت کے دن قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔" (مسند احمد)

۴: قربانی کی کیا حقیقت ہے؟ ۴: مالی عبادات میں قربانی ایک ممتاز حیثیت رکھتی ہے۔ نماز کی طرح قربانی کی سنت بھی حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے چلتی آرہی ہے۔ قربانی کی اصل حقیقت جان کا قربان کرنا ہے۔ جانور کی قربانی کو بعض حکمتوں اور مصلحتوں کی بناء پر اس کے قائم مقام کر دیا گیا۔ جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کے قصہ سے ظاہر ہے۔

عملی پہلو: ہمیں اللہ ﷻ کی نعمتوں پر اس کا شکر کرنا چاہیئے اور اس کے احکامات پر عمل کرنا چاہیئے۔

علمی بات: کفار ومشرکین تمام عبادتیں جانی اور مالی بتوں کے لئے اور ان کے نام پر کرتے تھے۔ یہاں خاص طور پر آپ ﷺ کے ذریعے امت کو یہ تعلیم دی گئی کہ ہر قسم کی عبادت صرف اللہ ﷻ کے نام پر اور اسی کے لئے کی جانی چاہیئے۔

عملی پہلو: عبادت خواہ بدنی ہو یا مالی وہ رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے سے یعنی تمام آداب، ارکان، شرائط اور خلوصِ نیت کے ساتھ صرف اللہ ﷻ کی رضا کی خاطر ادا کرنی ضروری ہیں۔ جیسا کہ سورۃ الانعام ۶ کی آیت: ۱۶۲ میں فرمایا گیا کہ "آپ فرمادیجیئے کہ میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور میرا مرنا اللہ رب العالمین کے لئے ہے جس کا کوئی شریک نہیں"۔

آیت نمبر ۳: ا: اللہ ﷻ نے آپ ﷺ کے دشمنوں کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا؟ ا: آپ ﷺ کے دشمن بے نام ونشان رہیں گے۔

علمی بات: آج دنیا میں کوئی بھی آپ ﷺ کے دشمنوں کا نام لینا پسند نہیں کرتا اور نہ ان سے اپنا تعلق جوڑنا گوارا کرتا ہے۔

عملی پہلو: درحقیقت یہ ایک پیشن گوئی تھی جو بالکل صحیح ثابت ہوئی۔ دشمنان رسول اس طرح ذلیل وخوار اور تباہ وبرباد ہوئے کہ ان کا نام ونشان بالکل مٹ گیا۔ جبکہ بے شمار مظالم ومصائب کے باوجود حضور نبی کریم ﷺ کی اولاد سادات کرام پوری دنیا میں پائی جاتی ہے۔ واضح رہے کہ اس پیشن گوئی کا تعلق صرف اس زمانہ کے دشمنان رسول ہی سے نہیں تھا بلکہ ہر زمانہ میں پیدا ہونے والے دشمنان رسول سے ہے۔ جو بھی آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرے گا یا آپ ﷺ کی مخالفت کرے گا اس کے لئے خیر سے محرومی مقدر ہے اور وہ ذلیل ہو کر رہے گا۔

مشقوں کے جوابات

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱: خالی جگہ پُر کریں:

(۱) اللہ ﷻ نے سب سے زیادہ انعامات ______ پر فرمائے۔ (نبی کریم ﷺ)

(۲) کوثر سے مراد جنت کی نہر بھی ہے اور ______ بھی ہے۔ (خیر کثیر)

(۳) نماز اور قربانی اللہ ﷻ کی ______ کا ذریعہ ہیں۔ (شکر گزاری)

(۴) ہمیں اللہ ﷻ کی ______ پر اس کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ (نعمتوں)

(۵) قرآن حکیم کی سب سے بڑی سورت ______ ہے۔ (سورۃ البقرہ)

سوال ۲: کالم (الف) کے ہر جملہ کو کالم (ب) کے درست جملہ سے لکیر لگا کر ملائیں:

الف	ب
نبی کریم ﷺ کے بیٹوں کے انتقال پر	آپ ﷺ کو نماز اور قربانی کا حکم دیا گیا ہے۔
کفار نے آپ ﷺ کو	سب سے چھوٹی سورت ہے۔
سورۃ الکوثر میں نبی کریم ﷺ پر	کفار نے خوشیاں منائیں۔ (معاذ اللہ)
سورۃ الکوثر میں	اللہ ﷻ کے فضل و انعامات کا بیان ہے۔
سورۃ الکوثر قرآن حکیم کی	بے نام و نشان ہونے کا طعنہ دیا۔

سوال ۳: درج ذیل سوالات کے جوابات دیجیے:

۱- حدیث شریف میں نماز کے بارے میں کیا بتایا گیا ہے؟

نبی کریم ﷺ نے فرمایا "بتاؤ اگر تم میں سے کسی کے دروازہ پر نہر جاری ہو جس میں سے روزانہ پانچ دفعہ وہ نہاتا ہو تو کیا اس کے جسم پر کچھ میل کچیل باقی رہے گا؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ کچھ بھی (میل کچیل) نہیں باقی رہے گا، آپ ﷺ نے فرمایا بالکل یہی مثال (پانچوں) نمازوں کی ہے، اللہ ﷻ ان کے ذریعہ سے خطاؤں کو دھوتا اور مٹاتا ہے۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

۲- خیر کثیر سے کیا مراد ہے؟

"خیر کثیر" سے نعمتوں کی کثرت، بے شمار فضائل اور برکات مراد ہیں۔

۳- سورۃ الکوثر میں آپ ﷺ کے دشمنوں کے بارے میں کیا خبر دی گئی ہے؟

اس سورت میں آپ ﷺ کے دشمنوں کے بے نام و نشان ہونے کی خبر دی گئی ہے۔

عملی سرگرمی: ۱۔ سیرت کی کتب سے آپ ﷺ کے کوئی پانچ معجزات لکھوائیں۔

۲۔ آپ ﷺ کی اولاد کے ناموں کا ایک چارٹ بنوائیں۔ ۳۔ نفلی نمازوں کی فہرست بنوائی جاسکتی ہے۔

۴۔ قربانی کی جانوروں کے نام لکھوائیں۔ ۵۔ آپ ﷺ کے چچاؤں کے ناموں کی اسلام قبول کرنے اور نہ کرنے کے لحاظ سے فہرست بنوائی جاسکتی ہے۔

سُوۡرَةُ الۡكٰفِرُوۡن

طریقۂ تدریس:

سبق نمبر۱: اس سورت کا تعارف، عربی متن اور ترجمہ درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر۲: (i) "علم و عمل کی باتیں" وضاحت کے ساتھ طلبہ کو سمجھائیں اور مذاکرہ کے ذریعے ان کو ذہن نشین کرائیں۔

(ii) " سمجھیں اور حل کریں؟" طلبہ کو گھر کے کام (Home Work) کے طور پر دیں تاکہ اُن کی قرآن فہمی کا اندازہ ہو اور بعد میں کمرۂ جماعت (Class) میں خود حل کرائیں۔ (تشریحی نکات کے بعد دیئے گئے "مشقوں کے جوابات" سے استفادہ کیا جاسکتا ہے)

(iii) "گھریلو سرگرمی" کرانے کے لئے طلبہ کے گھر والوں کو پابند کیا جائے۔ (کمرۂ جماعت میں مزید سرگرمیاں کرانے کے لئے "مشقوں کے جوابات" کے بعد دی گئی "عملی سرگرمی" سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے)

مقاصدِ مطالعہ: اس سورت کے اختتام پر طلبہ میں یہ استعداد ہو کہ وہ جانتے ہوں:

۱۔ عبادت کا مفہوم کیا ہے۔
۲۔ کفار کو دین کی دعوت دینا لازم ہے۔
۳۔ اسلام اور کفر میں مصالحت نہیں ہو سکتی۔
۴۔ کفر اور اسلام میں فرق کیا ہے؟

ربطِ سورت: نبی کریم ﷺ کو سورۃ الکوثر میں حوضِ کوثر اور خیر کثیر کی خوشخبری دی گئی، جس کا صاف معنی ہے کہ آپ ﷺ کو کسی قسم کی مصالحت کی ضرورت نہیں اس لئے کفار سے صاف طور پر کہہ دینا چاہیئے کہ توحید و شرک، اور کفر و اسلام کبھی اکٹھے نہیں ہو سکتے اور نہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کی عبادت کرنے کی اجازت دی جاسکتی ہے۔

آیت بہ آیت تشریحی نکات

آیت نمبر۱: ا: اس سورت کا پس منظر بیان کریں؟ ا: مشرکین نے نبی کریم ﷺ کو پیش کش کی کہ ایک سال ہم آپ (ﷺ) کے معبود کی عبادت کریں گے اور ایک سال آپ (ﷺ) ہمارے معبودوں کی عبادت کریں۔ اس سورت میں ان کی اس پیش کش کا جواب دیا گیا ہے اور کفر و شرک سے بیزاری کا اعلان کیا گیا ہے۔

علمی بات: نبی کریم ﷺ کی دعوت توحید کے تیزی سے پھیلنے نے اہل مکہ کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیا کہ تشدد کے بجائے آپ (ﷺ) سے مذاکرات اور مختلف پیش کش کرنے کا راستہ اختیار کرنا چاہیئے۔ ایک موقع پر قریش کے لوگ آپ ﷺ کے چچا جناب ابو طالب کے پاس گئے اور ان سے درخواست کی کہ اپنے بھتیجے کو سمجھائیں کہ وہ ہمارے ساتھ مصالحت کا راستہ اختیار کرے۔ جناب ابو طالب نے آپ ﷺ کو بُلا کر صورت حال سے آگاہ کیا اور فرمایا کہ بھتیجے میں بوڑھا ہو گیا ہوں اس لئے اکیلا سردارانِ قریش کے خلاف نہیں لڑ سکتا جس کے جواب میں "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے میرے چچا! اگر وہ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں پر چاند لا کر رکھ دیں پھر بھی میں اس کام سے باز نہیں آؤں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس دین کو غالب کر دے یا میں اس دین کی دعوت دیتے ہوئے شہید ہو جاؤں۔ اس

کے بعد آپ ﷺ کی آنکھیں اشک بار ہو گئیں اور اُٹھ گئے، جب واپس جانے لگے تو جناب ابو طالب نے پکارا اور سامنے تشریف لا کر کہنے لگے بھتیجے! جاؤ جو چاہو کہو، اللہ کی قسم! میں تمہیں کبھی بھی کسی بھی وجہ سے چھوڑ نہیں سکتا" (سیرتِ ابن اسحاق، سیرت ابن ہشام) اہل مکہ نے اپنے ایک سردار ولید بن مغیرہ کے ذریعے یہ پیش کش بھی کی کہ اگر آپ (ﷺ) دولت چاہتے ہیں تو ہم آپ (ﷺ) کے حسبِ منشا دولت پیش کرتے ہیں، اگر آپ (ﷺ) سرداری کے منصب پر فائز ہونا چاہتے ہیں تو ہم آپ (ﷺ) کو مکہ کا بالاتفاق سردار مانتے ہیں اگر آپ (ﷺ) کسی خاندان میں شادی کے خواہش مند ہیں تو آپ (ﷺ) کی یہ خواہش بھی پوری کر دی جائے گی۔

۲: آپ ﷺ کو کس سے خطاب فرمانے کا حکم دیا گیا ہے؟ ۲: کفارِ مکّہ سے جو ایمان نہیں لائے تھے۔

علمی بات: کفر کا لغوی مفہوم ہے حق کو چھپانا اور اس کا انکار کرنا اور اصطلاحی مفہوم ہے اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کو نہ ماننا اور مسلمات دین کا انکار کرنا۔ ایسا شخص کافر کہلاتا ہے۔

آیت نمبر ۲: ۱: آپ ﷺ سے کس کی عبادت کا انکار کرایا جا رہا ہے؟ ۱: اللہ ﷻ کے سوا باطل معبود یعنی بتوں کی عبادت کا انکار کرایا گیا ہے۔

علمی بات: اس سورت میں واضح کر دیا گیا ہے کہ کفر اور اسلام، شرک اور توحید کا ملاپ ہر گز نہیں ہو سکتا۔ بظاہر الفاظ کا تکرار پایا جاتا ہے لیکن عربی گرائمر کے اعتبار سے ان الفاظ کا ترجمہ کیا جائے تو پہلی دو آیات میں حال اور مستقبل کے حوالے سے بات کی گئی ہے اور اس سے اگلی دو آیات میں ماضی کے حوالے سے بات ہوئی ہے۔ اس لحاظ سے اس کا مفہوم یہ بنتا ہے کہ اے لوگو! جنہوں نے توحیدِ خالص اور میری رسالت کا انکار کیا ہے وہ سن لیں! کہ نہ میں نے ماضی میں تمہارے جھوٹے معبودوں کی عبادت کی ہے اور نہ مستقبل میں ان کی عبادت کروں گا۔

آیت نمبر ۳: ۱: عبادت کا مفہوم کیا ہے؟ ۱: شرعی اصطلاح میں عبادت کا مفہوم ہے معبود کے سامنے اپنے آپ کو انتہائی عاجز جاننا اور اس کے لئے انتہائی تعظیم کو تسلیم کرتے ہوئے عاجزی کا اظہار کرنا۔ ۲: کفار کس بات کے لئے تیار نہ تھے؟ ۲: وہ صرف ایک اللہ ﷻ کی عبادت کے لئے تیار نہ تھے۔

علمی بات: مشرکین مکہ خدا کے قائل تھے اور اس کی پرستش سے بھی انہیں انکار نہیں تھا لیکن وہ یہ بات ماننے کے لئے تیار نہیں تھے کہ بتوں کو چھوڑ کر صرف ایک اللہ ﷻ کی پرستش کی جائے۔

آیت نمبر ۴: ۱: آپ ﷺ سے دوبارہ شرک کا انکار کیوں کرایا گیا؟ ۱: تاکید اور زور پیدا کرنے کے لئے کہ اللہ ﷻ کے رسول ﷺ کبھی بھی شرک کرنے والے نہیں ہیں۔ ۲: کفار و مشرکین آپ ﷺ سے کیا چاہتے تھے؟ ۲: مشرکین چاہتے تھے کہ آپ (ﷺ) ان کے بتوں کی پرستش کریں تاکہ مصالحت کی کوئی شکل پیدا ہو۔ سورۃ زمر میں ان کے اس مطالبہ کا جواب بڑے سخت انداز میں دیا گیا ہے کہ "آپ فرما دیجیئے کہ اے جاہلو! پھر کیا تم مجھ سے مطالبہ کرتے ہو کہ میں اللہ کے سوا کسی اور کی پرستش کروں؟" (سورۃ الزمر ۳۹، آیت: ۶۴)

علمی بات: عبادت کے سلسلے میں نبی کریم ﷺ کو اپنے موقف کو واضح کرنے کا حکم دوسری سورتوں میں بھی دیا گیا ہے مثلاً سورۃ یونس ۱۰، آیت: ۱۰۴ میں فرمایا "فرما دیجیئے کہ اے لوگو! اگر تم میرے دین کے معاملہ میں شک میں ہو تو سن لو کہ میں ان کی پوجا نہیں کرتا جن کی تم اللہ ﷻ کو چھوڑ کر پوجا کرتے ہو بلکہ صرف اللہ ﷻ کی عبادت کرتا ہوں جو تمہاری روح قبض کرتا ہے"۔ ۳: عبادت اور عبادات میں کیا فرق ہے؟ ۳: عبادات سے مراد نماز، زکوۃ، روزہ اور حج وغیرہ ہیں جبکہ شرعی اصطلاح میں عبادت کا مفہوم ہے معبود کے سامنے اپنے آپ کو انتہائی عاجز جاننا اور اس کے لئے انتہائی تعظیم کو تسلیم کرتے ہوئے عاجزی کا اظہار کرنا۔

عملی پہلو: زندگی کے ہر معاملے میں اللہ ﷻ کے حکم اور نبی کریم ﷺ کے طریقے کے مطابق عمل کرنا چاہیئے خواہ خوشی کا موقع ہو مثلاً نکاح یا غمی کا موقع ہو مثلاً میت یا زندگی کا کوئی اور مرحلہ ہو۔

آیت نمبر ۵: ۱: کُفار سے کیوں کہا گیا کہ "وہ اللہ ﷻ کی عبادت نہیں کریں گے"؟ ۱: ان کے کُفر پر ہٹ دھرمی اور اسلام دشمنی کی وجہ سے۔

علمی بات: اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان کفار میں سے آئندہ کسی کے بھی ایمان لانے کا کوئی امکان باقی ہی نہیں رہا کیونکہ ان میں ایسے بھی تھے جو بعد میں اسلام لائے۔ مطلب یہ ہے کہ چونکہ تمہارے اندر ایک وحدہٗ لاشریک معبود کی عبادت کے لئے کوئی آمادگی نہیں پائی جاتی اور تم اپنے بتوں ہی کے پجاری بن کے رہنا چاہتے ہو اس لئے میں تم سے اعلان برأت کرتا ہوں جب تک کہ تم اپنے اس کافرانہ اور مشرکانہ رویہ سے باز نہ آجاؤ۔

عملی پہلو: انسان جب جان بوجھ کر حق کو جھٹلاتا ہے تو اسے اللہ ﷻ کی طرف سے ہدایت کی توفیق نہیں ملتی۔

آیت نمبر ۶: ۱: ”تمہارے لئے تمہارا دین اور ہمارے لئے ہمارا دین“ سے کیا مراد ہے؟

۱: اگر تم شرک سے باز آکر توحید کو اختیار کرنے کے لئے تیار نہیں تو تمہارے شرک اور کُفر کا وبال تم ہی پر ہوگا اور ہمیں توحید اور اللہ ﷻ کی فرماں برداری پر اجر کی امید ہے۔

۲: دین کا مفہوم کیا ہے؟

۲: لغوی اعتبار سے دین کا مفہوم ہے قانون اور طریقہ اور اصطلاحی اعتبار سے دین کا مفہوم ہے ”اللہ ﷻ کا مخلوق کے لئے عطا کردہ قانون اور طریقۂ زندگی۔“

عملی پہلو: یہ آیت کفار کے رویّہ سے بیزاری اور ان کے دین سے بے تعلقی کا اعلان ہے اس لئے اس کو رواداری کے مفہوم میں لینا صحیح نہیں ہے۔ ہمیں واشگاف الفاظ میں دین کفر سے لاتعلقی کا اظہار کرنا چاہیئے۔ جیسا کہ سورۃ یونس میں فرمایا گیا ہے ”اور اگر یہ آپ ﷺ کو جھٹلاتے ہیں تو آپ ﷺ فرمادیجئے کہ میرا عمل میرے لئے ہے اور تمہارا عمل تمہارے لئے، میں جو کچھ کرتا ہوں اس سے تم بری ہو اور تم جو کچھ کرتے ہو اس سے میں بری ہوں۔

(سورۃ یونس ۱۰، آیت:۴۱)

مشقوں کے جوابات

سمجھیں اور حل کریں

سوال۱: خالی جگہ پُر کریں:

(۱) ہمیں ______ کی دعوت بالکل واضح طور پر پیش کرنی چاہیئے۔ (دین)

(۲) کفار مکہ نبی کریم ﷺ کو ______ کی دعوت سے نہ روک سکے۔ (توحید)

(۳) دین کے لغوی معنی ہیں ______۔ (قانون اور طریقہ)

(۴) دین کے معاملہ میں حق وباطل کی ______ ممکن نہیں ہے۔ (دوستی)

(۵) نبی کریم ﷺ نمازِ وتر کی دوسری رکعت میں ______ کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ (سورۃ الکافرون)

سوال۲: کالم (الف) کے ہر جملہ کو کالم (ب) کے درست جملہ سے لکیر لگا کر ملائیں:

الف	ب
تمہارے لئے تمہارا دین اور	بتوں کی عبادت کرتے تھے۔
اللہ ﷻ کے ساتھ کسی اور کی عبادت کرنے کو	شرک کو قبول نہیں کرنا چاہیئے۔
کفارِ مکہ	بت پرستی اور شرک کا صاف انکار کیا گیا ہے۔
سورۃ الکافرون میں	شرک کہتے ہیں۔
ہمیں کسی قیمت پر	میرے لئے میرا دین۔

سوال ۳: درج ذیل سوالات کے جوابات دیجیے:

۱- اس سورت میں جو آیت دہرائی گئی ہے اس کا ترجمہ لکھیں۔
اور نہ تم اس (اللہ) کی عبادت کرنے والے ہو جس (اللہ) کی میں عبادت کرتا ہوں۔

۲- اس سورت میں سردارانِ قریش نے نبی کریم ﷺ سے کیا مطالبہ کیا؟
انہوں نے کہا کہ ایک سال ہم آپ (ﷺ) کے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں اور ایک سال آپ (ﷺ) ہمارے بتوں کی عبادت کریں۔

۳- اس سورت میں نبی کریم ﷺ نے کس کی عبادت کرنے سے انکار فرمایا؟
اس سورت میں نبی کریم ﷺ نے بتوں کی عبادت کرنے سے انکار فرمایا۔

عملی سرگرمی:

۱۔ عبادت کی مختلف صورتیں اور طریقے چارٹ پر لکھوائیں۔

۲۔ دنیا میں پائے جانے والے مختلف مذاہب کی فہرست بنوائیں۔

۳۔ دین اسلام اور دیگر الہامی مذاہب کے متعلق پانچ پانچ باتیں تحریر کروائیں۔ مثلاً

اسلام: عقیدہ: ایک اللہ کی عبادت، کتاب: قرآنِ حکیم، نبی: سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ، پیروکار: مسلمان، عبادت گاہ: مسجد

عیسائیت: عقیدہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے، کتاب: انجیل، نبی: حضرت عیسیٰ علیہ السلام، پیروکار: عیسائی، عبادت گاہ: گرجا

یہودیت: عقیدہ: حضرت عزیر علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے، کتاب: توریت، نبی: حضرت موسیٰ علیہ السلام، پیروکار: یہودی، عبادت گاہ: معبد خانہ

سُوْرَۃُ النَّصر

طریقۂ تدریس:

سبق نمبر۱: اس سورت کا تعارف، عربی متن اور ترجمہ درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر۲: (i) "علم و عمل کی باتیں" وضاحت کے ساتھ طلبہ کو سمجھائیں اور مذاکرہ کے ذریعے ان کو ذہن نشین کرائیں۔

(ii) "سمجھیں اور حل کریں؟" طلبہ کو گھر کے کام (Home Work) کے طور پر دیں تاکہ اُن کی قرآن فہمی کا اندازہ ہو اور بعد میں کمرۂ جماعت (Class) میں خود حل کرائیں۔ (تشریحی نکات کے بعد دیئے گئے "مشقوں کے جوابات" سے استفادہ کیا جاسکتا ہے)

(iii) "گھریلو سرگرمی" کرانے کے لئے طلبہ کے گھر والوں کو پابند کیا جائے۔ (کمرۂ جماعت میں مزید سرگرمیاں کرانے کے لئے "مشقوں کے جوابات" کے بعد دی گئی "عملی سرگرمی" سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے)

مقاصدِ مطالعہ: اس سورت کے اختتام پر طلبہ میں یہ استعداد ہو کہ وہ جانتے ہوں:

۱۔ فتح سے کیا مراد ہے؟

۲۔ اہل عرب پر اس فتح کے کیا اثرات مرتب ہوئے؟

۳۔ تسبیح اور استغفار کیا ہے؟ اور کیوں ضروری ہے؟

۴۔ اللہ ﷻ کی کیا شان ہے؟

ربطِ سورت: نبی کریم ﷺ کو سورۃ الکافرون میں حکم ہوا کہ کفار کے سامنے کھلے الفاظ میں اعلان فرمادیں کہ تمہارے لئے تمہارا دین میرے لئے میرا دین ہے۔ لہٰذا جو چاہو کرلو میں کبھی تمہارے معبودوں کی عبادت نہیں کروں گا، سورۃ النصر میں آپ ﷺ کو خوشخبری دی گئی ہے کہ یہ دین ہر صورت غالب اور کامیاب ہو کر رہے گا۔ یاد رہے کہ یہ سورت نبی کریم ﷺ کے وصال سے تقریباً تین ماہ پہلے نازل ہوئی جس میں آپ ﷺ کو کامیابی کی نوید سنائی گئی ہے۔

آیت بہ آیت تشریحی نکات

آیت نمبر۱: ۱: اللہ ﷻ کی مدد سے کیا مراد ہے؟ ۱: آپ ﷺ اور ایمان والوں کی کوششوں میں اللہ ﷻ کی حمایت کا شامل ہو جانا۔

نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اخلاص وللّٰہیت سے دین اسلام کی اشاعت کے لئے کوشش کررہے تھے اور مشقتیں اٹھارہے تھے۔ بالآخر اللہ ﷻ کی مدد آئی اور دین اسلام غالب ہو گیا۔

عملی پہلو: ہمارے لئے اصل اہمیت اللہ ﷻ کی مدد کی ہے جو ان لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو خلوص کے ساتھ اللہ ﷻ کی فرماں برداری کرتے ہیں۔

علمی بات: اللہ ﷻ نے اپنے رسولوں سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ لازماً ان کے مخالفین کے مقابلہ میں ان کی مدد فرمائے گا "یقیناً ہم اپنے رسولوں کی اور ایمان لانے والوں کی اس دنیا میں بھی مدد فرماتے ہیں اور اس دن بھی فرمائیں گے جب کہ گواہ کھڑے ہوں گے"۔ (سورۃ المؤمن ۴۰، آیت: ۵۱)

۲: فتح مکہ کا واقعہ کب پیش آیا؟ ۲: فتح مکّہ کا واقعہ ماہ رمضان سن ۸ ہجری (جنوری ۶۳۰ء) کا ہے۔

۳: فتح مکہ کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟ ۳: فتح مکہ ایک فیصلہ کن فتح تھی۔ جس کے بعد مشرکین کا زور ٹوٹ گیا اور عرب میں اسلام کو مکمل غلبہ حاصل ہوا۔ نبی کریم ﷺ اپنے دس ہزار جانباز ساتھیوں کو لے کر مدینہ سے روانہ ہوئے۔ مکہ میں آپ ﷺ بغیر کسی قابل ذکر مزاحمت کے داخل ہوئے اور اعلان فرمایا کہ جو شخص بھی ہتھیار ڈال دے گا اسے امن دیا جائے گا۔ جو لوگ اسلام دشمنی میں پیش پیش رہے تھے ان کے لئے بھی آپ ﷺ نے عام معافی کا اعلان فرما دیا۔ اس موقع پر کتنے ہی لوگ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ خانہ کعبہ میں قریش نے ۳۶۰ بُت رکھے ہوئے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ان سے خانہ کعبہ کو پاک کیا۔ آپ ﷺ بتوں کو لکڑی سے گراتے جاتے اور یہ آیت تلاوت فرماتے جاتے "جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا" "حق آ گیا اور باطل مٹ گیا اور باطل مٹنے ہی کے لئے تھا۔" (سورۃ بنی اسرائیل ۱۷، آیت: ۸۱)

اس کے بعد آپ ﷺ نے اس فتح یابی پر نمازِ شکر ادا فرمائی اور صدائے تکبیر بلند کرتے ہوئے یہ حقیقت افروز اعلان فرمایا "اللہ تعالیٰ جس کے سوا کوئی اِلٰہ نہیں اس نے اپنا وعدہ سچا کیا، اپنے بندہ کی مدد فرمائی اور تمام گروہوں کو تنہا شکست دی"۔ (سنن ابی داؤد)

آیت نمبر ۲: ۱: فتح حاصل ہونے کا کیا نتیجہ نکلا؟ ۱: لوگ فوج در فوج اللہ تعالیٰ کے دین میں داخل ہونے لگے۔

علمی بات: فتح مکہ کا اثر قریش تک محدود نہیں رہا بلکہ عرب کے مختلف علاقوں کے قبائل کے نمائندے وفود کی شکل میں مدینہ آنا شروع ہوئے۔ ۹ھ اور ۱۰ھ میں بہ کثرت وفود نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اجتماعی شکل میں قبول اسلام کا اعلان کیا۔ اس طرح اسلام دو سال کے اندر عرب کے گوشہ گوشہ میں پھیل گیا۔

۲: "دِینُ اللہ" سے کیا مراد ہے؟ ۲: اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا قانون اور نظامِ زندگی جس کی اطاعت کرنے پر آخرت میں اجر اور نافرمانی پر سزا دی جائے گی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے قانون اور نظام پر عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول نہ ہو گا۔

آیت نمبر ۳: ۱: فتح اور اللہ تعالیٰ کی مدد آجانے پر کیا حکم دیا گیا؟ ۱: اللہ تعالیٰ کی تسبیح، حمد کرنے اور اللہ تعالیٰ سے استغفار اور توبہ کرنے کا حکم دیا گیا۔

۲: تسبیح کے معنی کیا ہیں؟ ۲: اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرنا یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات ہر کمی، کوتاہی، عیب، کمزوری وغیرہ سے پاک ہے۔

۳: حمد کے معنی کیا ہیں؟ ۳: اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کرنا یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات میں ہر خوبی، خیر اور بھلائی موجود ہے۔ نیز حمد کے معنی میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے شکر ادا کرنے کا مفہوم بھی شامل ہے۔

۴: استغفار کے معنی کیا ہیں؟ ۴: اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں اور کوتاہیوں پر معافی مانگنا۔

۵: توبہ کے معنی کیا ہیں؟ ۵: پلٹنا یعنی گناہ سے نیکی کی طرف پلٹنا۔

عملی پہلو: ہر مسلمان کو یہ بات سمجھائی گئی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ انسان کو اس کے مقصد میں کامیاب کرے اور اپنی رحمت سے سرفراز فرمائے تو اس پر لازم ہے کہ وہ اپنی کامیابی پر اِترانے کے بجائے اپنے رب سے اپنی غلطیوں کی بخشش کا سوال کرے اور اس کا شکر بجالائے۔

مشقوں کے جوابات

سمجھیں اور حل کریں

سوال ا: کالم (الف) کے ہر جملہ کو کالم (ب) کے درست جملہ سے لکیر لگا کر ملائیں:

الف	ب
سورۃ النصر میں اللہ ﷻ کی مدد	دس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا لشکر لے کر مکہ مکرمہ پہنچے۔
سورۃ النصر میں دیگر فتوحات کے ساتھ	اور اس سے مغفرت مانگنے کا حکم دیا گیا ہے۔
فتح مکّہ کے بعد لوگ اللہ ﷻ کے	اور فتح کی خوشخبری دی گئی ہے۔
سورۃ النصر میں اللہ ﷻ کی تسبیح کرنے	خاص طور پر فتح مکّہ کا ذکر ہے۔
فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ	دین میں فوج در فوج داخل ہوئے۔

سوال ۲: خالی جگہ پُر کریں:

(۱) اللہ ﷻ دین کی اشاعت کے لئے کوشش کرنے والوں کو ______ میں بھی فتح عطا فرماتا ہے۔(دنیا)

(۲) اللہ ﷻ اپنے بندوں کی توبہ بہت زیادہ ______ فرمانے والا ہے۔(قبول)

(۳) فتح مکّہ کا واقعہ ______ ہجری کا ہے۔(رمضان المبارک سن ۸)

(۴) دین کا ______ لوگوں کے لئے دین کو قبول کرنے کا ذریعہ بنتا ہے۔(غلبہ)

(۵) سورۃ النصر نبی کریم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کے ______ میں نازل ہوئی۔(آخری دور)

سوال ۳: درج ذیل سوالات کے جوابات دیجئے:

ا۔ جب اللہ ﷻ انسان کو کسی مقصد میں کامیاب فرمائے تو اسے کیا کرنا چاہیئے؟

جب اللہ ﷻ انسان کو اس کے مقصد میں کامیاب فرمائے تو اسے چاہیئے کہ کامیابی پر اترانے کے بجائے اسے اللہ ﷻ کا فضل سمجھے۔ اللہ ﷻ کا شکر بھی ادا کرے اور اپنے گناہوں پر بخشش کا سوال بھی کرتا رہے۔

۲۔ سورۃ النصر سے متعلق کوئی تین باتیں تحریر کریں۔

I۔ یہ سورت نبی کریم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کے آخری دور میں نازل ہوئی۔

ii۔ اس سورت میں فتح کی خوشخبری دی گئی ہے۔

iii۔ نبی کریم ﷺ کے عظیم مشن یعنی دین اسلام کے غالب ہو جانے کا ذکر ہے۔

iv۔ بڑی تعداد میں لوگوں کے دین میں داخل ہونے کا ذکر ہے۔

v۔ آپ ﷺ کو اللہ ﷻ کی تسبیح اور حمد و ثنا کرنے اور استغفار کرنے کا حکم فرمایا گیا ہے۔

۳- رسول اللہ ﷺ رکوع اور سجدوں میں کثرت سے کیا پڑھتے تھے؟

رسول اللہ ﷺ اپنے رکوع اور سجدوں میں کثرت سے یہ دعا پڑھتے تھے سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ " اے ہمارے رب تیری ذات پاک ہے، اور تیری حمد کے ساتھ ہم تیری تسبیح بیان کرتے ہیں، اے اللہ تو مجھے بخش دے"۔

عملی سرگرمی:

۱۔ کامیابی کے حصول پر عمومی طرزِ عمل جاننے کے لئے طلبہ سے یوں پوچھیں کہ بالفرض اگر انہیں فلاں عہدہ مل جائے تو وہ اس کا اظہار اور استعمال کیسے کریں گے؟

۲۔ دوسروں کی غلطیوں پر ہمارا طرزِ عمل کیا ہونا چاہیئے؟

۳۔ ہماری کامیابی کے دوسروں پر اثرات کیسے آسکتے ہیں؟ کوئی تین طریقے لکھوائیں۔

۴۔ آخرت کو سامنے رکھتے ہوئے کامیابی کے کوئی پانچ اصول تحریر کرائیں۔

سُوْرَةُ اللَّهَب

طریقۂ تدریس:

سبق نمبر ۱: اس سورت کا تعارف، عربی متن اور ترجمہ درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۲: (i) "علم و عمل کی باتیں" وضاحت کے ساتھ طلبہ کو سمجھائیں اور مذاکرہ کے ذریعے ان کو ذہن نشین کرائیں۔

(ii) " سمجھیں اور حل کریں؟" طلبہ کو گھر کے کام (Home Work) کے طور پر دیں تا کہ اُن کی قرآن فہمی کا اندازہ ہو اور بعد میں کمرۂ جماعت (Class) میں خود حل کرائیں۔ (تشریحی نکات کے بعد دیئے گئے "مشقوں کے جوابات" سے استفادہ کیا جاسکتا ہے)

(iii) "گھریلو سرگرمی" کرانے کے لئے طلبہ کے گھر والوں کو پابند کیا جائے۔ (کمرۂ جماعت میں مزید سرگرمیاں کرانے کے لئے "مشقوں کے جوابات" کے بعد دی گئی "عملی سرگرمی" سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے)

مقاصدِ مطالعہ: اس سورت کے اختتام پر طلبہ میں یہ استعداد ہو کہ وہ جانتے ہوں:

۱۔ ابولہب کون تھا؟
۲۔ اس کا انجام کیا اور کیوں ہوا؟
۳۔ ابولہب کے واقعہ میں کیا درسِ عبرت ہے؟
۴۔ اس سورت میں مسلمانوں کے لئے حوصلہ افزا پیغام کیا ہے؟
۵۔ دشمنانانِ اسلام کا آخری انجام کیا ہوگا؟
۶۔ دنیاوی مال اسباب کی حقیقت کیا ہے؟
۷۔ دنیا میں جو جس کا پیروکار ہوگا آخرت میں بھی اسی کے ساتھ ہوگا۔

ربطِ سورت: نبی کریم ﷺ کو سورۃ النصر میں ہر قسم کی کامیابی اور دین کے غالب ہونے کی خوشخبری دی گئی ہے اور اس سورت میں اللہ تعالیٰ، آپ ﷺ اور دین اسلام کے دشمنوں کے عبرت ناک انجام کا ذکر ہے۔

آیت بہ آیت تشریحی نکات

آیت نمبر ۱: ۱: اس سورت کا پس منظر کیا ہے؟
۱: جب کوہِ صفاء پر نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو توحید کی دعوت دی تو ابولہب نے آپ ﷺ کے ساتھ بے ادبی کی اور کہا کہ (معاذ اللہ) "تمہارے لئے ہلاکت ہو"۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس سورت میں جواب دیا گیا ہے۔

۲: ابولہب کے کیا معنی ہیں؟
۲: ابولہب ایک خوبصورت آدمی تھا۔ اُس کے گال سرخ و سفید تھے اسی لئے اُسے ابولہب یعنی شعلہ والا کہا جاتا تھا یعنی آگ جیسا روشن چہرہ رکھنے والا۔ قرآن حکیم میں ابولہب ہی وہ بدقسمت انسان ہے جس کا نام لے کر اس پر پھٹکار کی گئی ہے۔ ابولہب کا نام عبد العزّٰی تھا۔ جس کے معنی ہیں عُزّٰی دیوی کا بندہ۔ قرآن حکیم نے اس کے شرکیہ نام کا ذکر کرنے کی بجائے اس کی کنیت کے نام پر مخاطب کیا ہے۔

۳: ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹنے سے کیا مراد ہے؟
۳: دنیا و آخرت میں ہلاکت و بربادی مراد ہے۔

آیت نمبر ۲: ۱: ابولہب کی کمائی (کسب) سے کیا مراد ہے؟
۱: کاروبار اور اولاد۔

علمی بات: ابو لہب مکہ کے امیر ترین چار آدمیوں میں شمار ہوتا تھا۔ اکثر مفسرین نے لکھا ہے کہ اس زمانے میں اس کے پاس نقدی اور جائیداد کے علاوہ سونے کے ڈھیر موجود تھے۔

عملی پہلو: دنیاوی مال و دولت، عزت، شان و شوکت کچھ بھی آخرت کے عذاب سے بچانے کے لئے ہر گز کام نہیں آئے گا۔ صرف نیک اعمال اللہ ﷻ کے فضل سے نجات کا ذریعہ بنیں گے۔ ان شاء اللہ

آیت نمبر ۳: ا: ابو لہب کا کیا انجام ہو گا؟ ا: وہ جہنم میں جھونکا جائے گا اور اس آگ میں جھلسے گا۔

علمی بات: جنگ بدر میں ابو لہب کے حامیوں کی شکست کا اسے زبردست صدمہ ہوا۔ جنگ بدر میں وہ بزدل شریک نہیں ہوا اور اس جنگ کو ختم ہوئے ابھی ایک ہفتہ ہی ہوا تھا کہ چیچک کے مرض میں مبتلا ہونے کی وجہ سے اس کی موت واقع ہو گئی اور روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی لاش تین دن تک اس کے گھر میں پڑی سڑتی رہی مگر کوئی اس کو ٹھکانے لگانے والا نہ تھا کیونکہ قریش چیچک کے مرض کو چھوت کا مرض خیال کرتے تھے۔ آخر کار جب لوگوں نے اس کے بیٹوں کو طعنے دینے شروع کیئے تو انہوں نے کچھ حبشیوں کو اجرت دے کر اس کی لاش اٹھوائی اور انہی مزدوروں نے اُسے ایک گڑھے میں پھینک کر دور سے پتھر ڈال دیئے۔

۲: جہنم کی آگ کی کیا کیفیت بیان ہوئی؟ ۲: شعلوں والی آگ ہے۔

عملی پہلو: آج ابو لہب کا نام لینے والا کوئی نہ رہا البتہ اس پر لعنت بھیجنے کے لئے ایک پوری امت موجود ہے جو اپنی نمازوں میں سورۃ اللّھب پڑھ کر اس دشمن رسول پر لعنت بھیجتی رہتی ہے۔ اس طرح قرآن حکیم کی یہ پیشین گوئی کہ رسول اللہ ﷺ کو غلبہ حاصل ہو گا اور آپ ﷺ کا دشمن اور گستاخ تباہ ہو گا حرف بہ حرف پوری ہوئی قرآن حکیم کی صداقت کا یہ ایسا ثبوت ہے جو تا قیامت باقی رہے گا۔

فرمانِ نبوی ﷺ: تمہاری یہ آگ جسے انسان جلاتے ہیں جہنم کی آگ کا ستّرواں (70) حصہ ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! جلانے کے لئے تو یہی آگ کافی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ آگ اس سے انہتر (۶۹) درجے زیادہ گرم ہے اور ہر درجہ اس کی گرمی کے برابر ہے۔ (جامع ترمذی)

آیت نمبر ۴: ا: ابو لہب کی بیوی (اُمِ جمیل) کا کیا انجام ہوا اور کیوں ہوا؟ ا: وہ دنیا و آخرت میں ہلاک و برباد ہوئی کیوں کہ وہ نبی کریم ﷺ کو تکالیف پہنچاتی تھی۔ ۲: "حَمَّالَةَ الْحَطَبْ" سے کیا مراد ہے؟ ۲: i۔ لکڑیاں اُٹھانے والی۔ ii۔ آپ ﷺ کے راستے میں کانٹے بچھانے والی۔ iii۔ چغل خوری کرنے والی۔

عملی پہلو: ہر دور میں حق کی راہ میں مصائب کے پہاڑ کھڑے کرنے والوں کی کمی نہیں رہی لیکن بالآخر کامیابی حق پر چلنے والوں کی ہوتی ہے اس لئے جب بھی کوئی فرد کسی نیک کام کے لئے کھڑا ہو اسے رسول اللہ ﷺ کے اسوۂ حسنہ سے رہنمائی لینی چاہیئے اور آپ ﷺ کی اتباع اور اطاعت کرتے ہوئے اللہ ﷻ پر کامل توکّل، یقین کرتے ہوئے بے خوفی سے دین حق کے لئے قدم بڑھاتے رہنا چاہیئے۔ پھر اللہ ﷻ کی مدد بھی اترے گی۔ ان شاء اللہ

آیت نمبر ۵: ا: "مَسَدْ" کس رسّی کو کہتے ہیں؟ ا: کھجور کی چھال یا لوہے کے تاروں سے بنی ہوئی مضبوط رسّی۔

علمی بات: ام جمیل کے بارے میں خصوصی طور پر یہ الفاظ استعمال کرنے میں یہ راز ہے کہ وہ مکہ کے رئیس اعظم کی بیوی تھی۔ اس کے گلے میں جواہرات کا گراں بہا ہار تھا اور وہ کہتی تھی لات وعزّٰی کی قسم میں موتیوں کے اس بیش قیمت ہار کو فروخت کر کے (معاذاللہ) محمد (ﷺ) کی عداوت میں خرچ کروں گی۔ اللہ ﷻ اس اکڑی ہوئی گردن کو جس میں آج بڑا قیمتی ہار ہے روز قیامت اس میں چھال کی بٹی ہوئی رسی ڈال کر جہنم میں گھسیٹے گا جو ستر گز لمبی ہو گی۔ بعض روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ وہ حسبِ معمول خار دار لکڑیوں کا گٹھا سر پر اٹھائے ہوئے آرہی تھی جو چھال کی بٹی ہوئی رسی سے بندھا ہوا تھا۔ وہ ایک پتھر پر آرام کرنے کے لئے بیٹھ گئی۔ وہ گٹھا پیچھے ہٹ گیا اور رسی میں اس کا گلا پھنس گیا جس سے اس کا دم گھٹ گیا اور وہ مر گئی۔

مشقوں کے جوابات

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱: خالی جگہ پُر کریں:

(۱) سورۃ اللھب میں نبی کریم ﷺ کے ______ کا انجام بیان ہوا ہے۔ (دشمنوں)

(۲) آخرت میں انسان کا انجام اُس کے ______ کے مطابق ہوگا۔ (اعمال)

(۳) آپ ﷺ اسلام کی دعوت دینے کے لئے ______ پہاڑ پر تشریف لے گئے۔ (صفا)

(۴) انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین کرنے والوں کے لئے ______ کا عذاب ہے۔ (جہنم کی آگ)

(۵) اُمِّ جمیل آپ ﷺ کے راستہ میں ______ بچھاتی تھی۔ (کانٹے)

سوال ۲: درج ذیل سوالات کے جوابات دیجئے:

۱- اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سورۃ اللھب کیوں نازل فرمائی؟

ابولہب کی طرف سے نبی کریم ﷺ کی گستاخی کرنے پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی۔

۲- ابولہب پر لعنت کا سلسلہ کس طرح جاری ہے؟

مسلمان جب بھی اپنی نمازوں میں سورۃ اللّھب کی تلاوت کرتے ہیں تو اس دشمن اور گستاخِ رسول پر لعنت کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

۳- اہلِ مکہ سے آپ ﷺ کے خطاب کی کوئی دو باتیں تحریر کریں؟

i۔ لوگو! ایک اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت کرو۔ ii۔ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا رسول ہوں۔

iii۔ میں تمہیں آخرت کے انجام سے ڈر سنانے آیا ہوں۔

۴- اپنے اساتذہ سے ابولہب اور اُمِّ جمیل کے بارے میں معلوم کر کے دونوں کے عبرت ناک انجام پر ایک مضمون تحریر کریں۔

(ابولہب اور اُمِّ جمیل کے عبرت ناک انجام کی تفصیلات آیت: ۳ اور آیت: ۵ کی تشریحات میں دی گئی ہیں۔)

عملی سرگرمی:

۱۔ بٹی ہوئی رسی کا مشاہدہ کرائیں اور اس کی شدت سمجھائیں۔

سُوْرَۃُ الْاِخْلَاص

طریقۂ تدریس:

سبق نمبر ا: اس سورت کا تعارف، عربی متن اور ترجمہ درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۲: (i) "علم و عمل کی باتیں" وضاحت کے ساتھ طلبہ کو سمجھائیں اور مذاکرہ کے ذریعے ان کو ذہن نشین کرائیں۔

(ii) " سمجھیں اور حل کریں؟" طلبہ کو گھر کے کام (Home Work) کے طور پر دیں تاکہ اُن کی قرآن فہمی کا اندازہ ہو اور بعد میں کمرۂ جماعت (Class) میں خود حل کرائیں۔ (تشریحی نکات کے بعد دیئے گئے "مشقوں کے جوابات" سے استفادہ کیا جاسکتا ہے)

(iii) "گھریلو سرگرمی" کرانے کے لئے طلبہ کے گھر والوں کو پابند کیا جائے۔ (کمرۂ جماعت میں مزید سرگرمیاں کرانے کے لئے "مشقوں کے جوابات" کے بعد دی گئی "عملی سرگرمی" سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے)

مقاصدِ مطالعہ: اس سورت کے اختتام پر طلبہ میں یہ استعداد ہو کہ وہ جانتے ہوں:

ا۔ اللہ ﷻ کا کوئی شریک نہیں۔

۲۔ مختلف مذاہب میں اللہ ﷻ کے ساتھ کس طرح شرک کیا گیا۔

۳۔ اللہ ﷻ کا کوئی ہمسر نہیں ہے۔

ربطِ سورت: پچھلی سورت میں دشمن رسول ﷺ کا عبرت ناک انجام بتایا گیا جس نے توحید باریٔ تعالیٰ کا انکار کیا اور نبی کریم ﷺ کی حد درجہ گستاخی و مخالفت کی۔ اس مختصر سورت میں توحیدِ خالص کو واضح انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ اللہ ﷻ کی ذات اور صفات کے بارے میں مشرکین کے درمیان جس قدر شبہات پائے جاتے ہیں، ان کی بڑے سادہ انداز اور الفاظ میں نفی کی گئی ہے اور اسلام کے بنیادی عقیدہ توحید کو کھول کر بیان کیا گیا ہے۔

آیت بہ آیت تشریحی نکات

آیت نمبر ا: ا: اس سورت کی فضیلت کیا ہے؟ ا: حدیث شریف میں اس سورت کو ایک تہائی قرآن کے برابر قرار دیا گیا ہے۔ (صحیح مسلم)

۲: ایک تہائی قرآن قرار دینے سے کیا مراد ہے؟ ۲: اس سورت کو قرآن حکیم کی ایک تہائی کہنے کی کئی وجوہات علماء کرام نے ذکر کی ہیں۔ سب سے بہتر یہ ہے کہ قرآن میں تین عقائد پر تفصیل سے گفتگو کی گئی ہے۔ اللہ ﷻ کی وحدانیت پر ایمان، رسالت پر ایمان اور روز قیامت پر ایمان۔ اس سورت میں توحید کا ذکر کیا گیا ہے جو ان تین چیزوں میں سے ایک ہے اس لئے اسے قرآن کی ایک تہائی فرمایا گیا۔

علمی بات: "حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو کسی لشکر کا سردار بنا کر روانہ فرمایا۔ وہ شخص جب نماز پڑھاتا تو اپنی قرأت سورۃ الاخلاص پر ختم کرتا پھر جب یہ لوگ واپس آئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس سے پوچھو کہ وہ ایسا کیوں کرتا ہے؟

لوگوں نے اس سے دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ اس سورت میں اللہ ﷻ کی صفات ہیں جن کو تلاوت کرنا مجھے اچھا لگتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس سے کہہ دو کہ اللہ ﷻ اس سے محبت کرتا ہے۔" (صحیح بخاری)

علمی بات: "اگرچہ یہ سورۃ اپنے ظاہری انداز کے لحاظ سے تمام سورتوں میں ایسی چھوٹی ہے جیسی تمام بدن میں آنکھ کی پتلی مگر سارا عالم ہدایت اسی سے روشن نظر آتا ہے"۔

۳: اس سورت کا پس منظر کیا ہے؟ ۳: مشرکین مکّہ نے نبی کریم ﷺ سے اللہ ﷻ کا نسب پوچھا۔ اُن کے جواب میں یہ سورت نازل ہوئی۔ (جامع ترمذی)

۴: لفظ "اللہ" کے کیا معنی ہیں؟ ۴: ایک رائے کے مطابق یہ اللہ ﷻ کا ذاتی نام ہے جبکہ دوسری رائے یہ ہے کہ اس کے معنی "الٰہ" یعنی خاص معبود کے ہیں۔

۵: "اَحَدٌ" کے کیا معنی ہیں؟ ۵: ایک، یکتا، اکیلا، تنہا یعنی اللہ ﷻ اپنی ذات وصفات میں ایک ہی ہے اور اُس جیسا کوئی نہیں ہے۔

عملی پہلو: "اللہ ﷻ" اپنی ذات، صفات، عبادت میں کسی شریک کو پسند نہیں کرتا۔ ہمیں اللہ ﷻ کی ذات وصفات میں کسی کو شریک نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ شرک سب سے بڑا ظلم ہے۔ (سورۃ لقمٰن ۳۱: آیت: ۱۳)

آیت نمبر ۲: ۱: "صَمَدٌ" کے کیا معنی ہیں؟ ۱: بے نیاز، جسے کسی چیز کی ضرورت نہیں، جو کسی کا محتاج نہ ہو بلکہ سب اُس کے محتاج ہوں۔ یہ شان صرف ایک اللہ ﷻ کی ہے کہ تمام مخلوق اللہ ﷻ کی محتاج ہے اور اللہ ﷻ کو کسی کی ضرورت نہیں۔

آیت نمبر ۳: ۱: اللہ ﷻ کی کیا صفات بیان کی گئی ہیں؟ ۱: نہ اللہ ﷻ کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا ہے۔

علمی بات: بعض یہودی حضرت عزیر علیہ السلام کو "اللہ ﷻ" کا بیٹا قرار دیتے ہیں۔ (سورۃ التوبہ ۹، آیت: ۳۰) عیسائی کہتے ہیں کہ "اللہ ﷻ" مریم (سَلَامٌ عَلَیْہَا) اور عیسیٰ (علیہ السلام) کو ملا کر خدا کی خدائی مکمل ہوتی ہے جسے وہ تثلیث کا نام دیتے ہیں۔ (سورۃ المائدۃ ۵، آیت: ۷۲) مشرکین مکہ کے بارے میں بتایا گیا "کیا ہم نے ملائکہ کو عورتیں بنایا ہے اور یہ اس وقت موجود تھے۔ سُن لو دراصل یہ لوگ جھوٹی باتیں کرتے ہیں کہ اللہ اولاد رکھتا ہے یقیناً یہ لوگ جھوٹے ہیں۔ کیا اللہ نے اپنے لئے بیٹوں کی بجائے بیٹیاں پسند کرلی ہیں؟" (سورۃ الصّٰفّٰت ۳۷، آیات: ۱۴۹ تا ۱۵۶) حقیقت یہ ہے کہ کسی کو اللہ ﷻ کا بیٹا یا جزو قرار دینا سب سے بڑا گناہ اور جرم ہے۔ "وہ کہتے ہیں کہ رحمٰن کی اولاد ہے۔ بہت ہی بے ہودہ بات ہے جو تم لوگ کہہ رہے ہو۔ قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں اس بات پر کہ انہوں نے رحمٰن کی اولاد ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ رحمان کی شان نہیں کہ وہ کسی کو اولاد بنائے۔" (سورۃ مریم ۱۹، آیات: ۸۸ تا ۹۲)

آیت نمبر ۴: ۱: "اللہ ﷻ کا کوئی ہمسر نہیں" سے کیا مراد ہے؟ ۱: کوئی اللہ ﷻ جیسا نہیں، نہ مثال میں، نہ شباہت میں اور نہ ذات وصفات میں۔ مثلاً اللہ ﷻ کے پاس اصل اختیار ہے، اُس جیسا اختیار اور طاقت کسی کے پاس نہیں۔ اللہ ﷻ کے پاس ہر شے کا کُل علم ہے اُس جیسا علم کسی کے پاس نہیں وغیرہ۔

علمی بات: "کائنات کی کوئی چیز اس کے مشابہ نہیں وہ سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے۔" (سورۃ الشوریٰ ۴۲، آیت: ۱۱) اللہ ﷻ کی ذات اور صفات میں کسی کو شریک کرنا اور اللہ ﷻ جیسی صفات کسی میں ماننا شرک کہلاتا ہے۔

عملی پہلو: ہمیں اس بات میں غور وفکر کرنا چاہیئے کہ جب کائنات میں کوئی کسی لحاظ سے بھی اللہ ﷻ کے برابر نہیں ہے نیز اصل اختیار بھی اسی کا ہے تو پھر اسی کی عبادت کرنی چاہیئے اور زندگی کے ہر گوشے میں اس کے قانون کا نفاذ ہونا چاہیئے۔

مشقوں کے جوابات

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱ : کالم (الف) کے ہر جملہ کو کالم (ب) کے درست جملہ سے لکیر لگا کر ملائیں:

الف	ب
نبی کریم ﷺ نے سورۃ الاخلاص کو	اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے برابر نہیں ہے۔
سورۃ الاخلاص میں	فائدہ ہمیں ہی ہو گا۔
اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت کا	اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی صفات کے بارے میں سوال پوچھا۔
کوئی کسی بھی اعتبار سے	ایک تہائی قرآن قرار دیا۔
مدینہ طیبہ کے یہود نے آپ ﷺ سے	توحید کا بیان ہے۔

سوال ۲: خالی جگہ پُر کریں:

(۱) صمد کے معنی ______ ہیں۔(بے نیاز)

(۲) یہودیوں اور عیسائیوں نے اپنے ______ کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا بیٹا قرار دیا۔(انبیاء کرام علیہم السلام)

(۳) اولاد کی ضرورت تو ______ کو ہوتی ہے۔(انسانوں)

(۴) مکّہ کے مشرکین نے ______ کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بیٹیاں قرار دیا۔(فرشتوں)

(۵) سب ______ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی محتاج ہے۔(مخلوق)

سوال ۳: درج ذیل سوالات کے جوابات دیجیے:

۱۔ ہم پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا کیا حق ہے؟

ہم پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا حق ہے کہ اسی کی عبادت کی جائے اور پوری زندگی میں اس کے احکامات پر عمل کیا جائے۔

۲۔ مدینہ کے یہود اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی صفات کے بارے میں جو سوالات کیا کرتے تھے ان میں سے کوئی تین لکھیں؟

i۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کیا ہے؟ ii۔ اس کی جنس کیا ہے؟

ii۔ کیا وہ سونا چاندی یا پیتل سے بنا ہوا ہے؟ ii۔ کیا وہ کچھ کھاتا اور پیتا ہے؟

۳۔ نبی کریم ﷺ کا سورۃ الاخلاص کی تلاوت کا معمول کیا تھا؟
نبی کریم ﷺ کا فجر، مغرب اور طواف کے بعد کی دو رکعت میں سے دوسری، وتر کی تیسری رکعت، اور رات کو سونے سے قبل سورۃ الاخلاص کی تلاوت کا معمول تھا۔

عملی سرگرمی:

ا۔ ایک اللہ ﷻ کا حکم ماننے کے حوالہ سے بچوں کو ایک جگہ جمع کر کے ان میں دو بچوں کو کہیں کہ وہ جو اشارہ کریں باقی بچوں نے وہی کرنا ہے دو مختلف اشارہ ملنے پر بچوں کا پریشان ہو جانا کہ کس بات پر عمل کریں۔ (حاصل یہ ہے کہ اگر ایک سے زیادہ افراد کی ایک ہی وقت میں بات ماننی ہو تو یہ ناممکن ہے۔ اسی طرح کائنات کا نظام گواہ ہے کہ ہر شے اللہ ﷻ کے حکم کی پابند ہے۔)
۲۔ ان چیزوں کی فہرست بنوائیں جن کی مخلوق کو ضرورت ہوتی ہے اور اللہ ﷻ ان سے پاک ہے۔ (نکات: خالق اور مخلوق میں فرق کرنے والی چیزیں مثلاً کھانا، پینا، سونا وغیرہ)
۳۔ دنیاوی حکمرانوں کے اختیارات اور اللہ ﷻ کے اختیارات کا موازنہ کرائیں۔

رہنمائی کے لئے نکات:

<u>اللہ ﷻ کے اختیارات:</u> لامحدود، ازلی (ہمیشہ سے)، ابدی (ہمیشہ رہنے والے)، لافانی، ذاتی، بے خوف و خطر وغیرہ۔
<u>دنیاوی حکمرانوں کے اختیارات:</u> محدود، وقتی، فانی، عطا کردہ، چھن جانے کا ڈر، بعض اوقات کیئے گئے حکم پر عمل درآمد سے خطرناک انجام کا ڈر۔

سُوْرَۃُ الْفَلَقِ اور سُوْرَۃُ النَّاس

طریقۂ تدریس:

سبق نمبر ا: دونوں سورتوں کا تعارف، عربی متن اور ترجمہ (سورۃ الفلق) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۲: سورۃ النّاس کا عربی متن اور ترجمہ درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۳: (i) "علم وعمل کی باتیں" وضاحت کے ساتھ طلبہ کو سمجھائیں اور مذاکرہ کے ذریعے ان کو ذہن نشین کرائیں۔

(ii) "سمجھیں اور حل کریں؟" طلبہ کو گھر کے کام (Home Work) کے طور پر دیں تاکہ اُن کی قرآن فہمی کا اندازہ ہو اور بعد میں کمرۂ جماعت (Class) میں خود حل کرائیں۔ (تشریحی نکات کے بعد دیئے گئے "مشقوں کے جوابات" سے استفادہ کیا جاسکتا ہے)

(iii) "گھریلو سرگرمی" کرانے کے لئے طلبہ کے گھر والوں کو پابند کیا جائے۔ (کمرۂ جماعت میں مزید سرگرمیاں کرانے کے لئے "مشقوں کے جوابات" کے بعد دی گئی "عملی سرگرمی" سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے)

مقاصدِ مطالعہ: ان سورتوں کے اختتام پر طلبہ میں یہ استعداد ہو کہ وہ جانتے ہوں:

ا۔ اللہ ﷻ کی پناہ کیوں ضروری ہے؟ ۲۔ اللہ ﷻ کی صفات کیا ہیں؟ ۳۔ جادو سے کیسے بچا جاسکتا ہے؟

۵۔ ہر چیز کے شر سے کیا مراد ہے؟ ۶۔ وسوسہ کیا ہے؟ ۷۔ شیطان کیسے وسوسہ اندازی کرتا ہے؟

۸۔ شیطان کے کون سے دو گروہ ہیں۔

آیت بہ آیت تشریحی نکات

سُوْرَۃُ الْفَلَقِ

ربطِ سورت: سورۃ الاخلاص میں یہ بتایا گیا ہے کہ "اللہ ﷻ" وہ ہے جو ہر اعتبار سے وحدہٗ لاشریک ہے، کوئی کسی اعتبار اور کسی درجے میں اس کی برابری نہیں کرسکتا، گویا کہ وہ حاکم مطلق ہے باقی محکوم ہیں، وہ بادشاہ ہے باقی اس کے در کے فقیر ہیں، وہ طاقتور ہے ہر کوئی اس کے سامنے عاجز اور بے بس ہے۔ اس لئے اسی کی پناہ طلب کرنی چاہیئے۔ اس سورت میں خارج سے حملہ آور ہونے والے شرور سے بچنے کے لئے اللہ ﷻ کی پناہ میں آنے کی تلقین اور طریقہ بتایا گیا ہے۔

علمی بات: خطاب نبی کریم ﷺ سے ہے اور آپ ﷺ کے واسطہ سے ہر اس شخص سے جو قرآن حکیم پر ایمان لایا ہو۔ پورا قرآنِ مجید سورۃ الفاتحہ کی دعا کے جواب میں انسان کو دیا گیا اور آخر میں بندہ اپنے رب رحمٰن ورحیم سے یہی دعا کرتا ہے کہ یہ دنیا میں بہت سے فتنے، شرارتیں اور گمراہیاں ہیں، یا اللہ! میری مدد فرما اور ہر طرح سے اپنی پناہ میں رکھ۔ اصل میں یہ آیات شدید ترین دشمن، اذیت اور ہر قسم کے حملے سے اللہ ﷻ کی پناہ میں آنے کا بہت بڑا ہتھیار ہیں۔

آیت نمبر ۱: ۱: اس سورت میں کن شرور سے پناہ مانگی گئی ہے؟ ۱: اُن تمام شرور سے جو باہر سے انسان پر حملہ آور ہوتے ہیں مثلاً جادوگر، حاسد وغیرہ۔ اس سورت میں ان امور کا ذکر کیا گیا جو انسان کی جسمانی نشوونما اور صحت وعافیت کے لئے خطرناک ہیں۔

۲: اللہ ﷻ کی پناہ میں آنے سے کیا مراد ہے؟ ۲: اللہ ﷻ کو حقیقتاً اور مستقلاً مددگار سمجھتے ہوئے اس پر توکل اور مکمل بھروسہ کرکے اللہ ﷻ کی حفاظت اور امان میں آجانا۔ پناہ مانگنے سے مراد اپنی حفاظت کے لئے پناہ دینے والی ہستی سے دعا کرنا، اس کی طرف رجوع کرنا اور اس کے سہارے کو مضبوطی کے ساتھ تھام لینا ہے۔

عملی پہلو: اللہ ﷻ کی پناہ لینے والا اپنے اس یقین اور اطمینان کا اظہار کر رہا ہے کہ جو ہستی تاریکی کو پھاڑ کر صبح کو ظہور میں لاتی ہے وہ مایوس کن حالات میں امید کی کرن بھی پیدا کرے گی اور فتنوں کے ہجوم کو چھانٹ کر امن وعافیت کی راہ بھی کھولے گی۔ ۳: رب سے کیا مراد ہے؟ ۳: رب وہ ہے جو کسی شے کو آہستہ آہستہ منصب کمال تک پہنچائے۔ ۴: حقیقی رب کون ہے؟ ۴: حقیقی رب اللہ ﷻ ہے جو تمام مخلوقات کی تمام حاجات وضروریات کو پورا فرماتا ہے۔

۴: "فَلَقٌ" سے کیا مراد ہے؟ ۴: "فَلَقٌ" کے لفظی معنی پھٹنے کے ہیں۔ مراد رات کی پو پھٹنا اور صبح کا نمودار ہونا ہے۔

آیت نمبر ۲: ۱: شر کسے کہتے ہیں؟ ۱: مصیبت اور تکلیف یا ایسی چیز جو مصیبت وتکلیف کا باعث بنے۔

۲: مخلوقات کے شر سے کیا مراد ہے؟ ۲: مخلوقات کی طرف سے پہنچنے والی مصیبت یا تکلیف۔

علمی بات: "جو کچھ اس نے پیدا کیا اس کے شر سے" کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس کی پیدا کردہ ہر چیز میں لازم شر کا پہلو ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس کی پیدا کردہ چیزوں میں سے جو چیزیں بھی اپنے اندر شر کا کوئی پہلو رکھتی ہیں یا شر کا باعث بن سکتی ہیں ان سب کے شر سے اللہ ﷻ کی پناہ میں آتا ہوں۔

عملی پہلو: کوئی چیز بھی اپنی ذات میں مؤثر نہیں ہے اور نہ کوئی شر خود بخود کسی کو لاحق ہوتا ہے بلکہ ہر چیز اللہ ﷻ کی قدرت ہی سے اثر انداز ہوتی ہے اور شر بھی اس کی مشیت سے لاحق ہوتا ہے۔ اسی طرح ہم نہ تمام چیزوں کو شمار کرسکتے ہیں اور نہ ہر چیز کی مضرتوں کا اندازہ لگاسکتے ہیں، اپنے ناقص علم کے باعث ہم ایک چیز کو اپنے لئے بڑا فائدہ مند خیال کرتے ہیں درحقیقت وہی چیز ہمارے لئے مضر اور تکلیف دہ ثابت ہوتی ہے، اس لئے اللہ ﷻ کی بارگاہ میں یہ عرض کرنا چاہیئے کہ جس چیز کا تو خالق ہے، اس میں تکلیف کا جو پہلو میرے لئے ہے، جسے تو خوب جانتا ہے اور جس کے دور کرنے پر تو قادر ہے، میں تجھ سے ہی اس کی پناہ مانگتا ہوں۔

علمی بات: شر سے مراد محسوس ہونے والی آفتیں اور بلائیں بھی ہیں اور معنوی مضرتیں اور گمراہیاں بھی۔ پہلی چیز کی مثال بیماریاں اور ایذائیں ہیں اور دوسری چیز کی مثال گناہ اور کفر وشرک ہے۔

آیت نمبر ۳: ۱: تاریک رات کے شر سے کیوں پناہ مانگی گئی ہے؟ ۱: تاریکی میں شر پسند عناصر اور شیطانی قوتوں کو ابھرنے کا موقع ملتا ہے۔ ظاہری اور جسمانی آفتوں کے اعتبار سے بیماریاں رات میں بڑھتی ہیں اور موذی جانور رات میں نکلتے ہیں۔ اکثر بُرائیاں رات کے اندھیرے میں کی جاتی ہیں مثلاً چوری، ڈاکہ، جادو وغیرہ۔ اس لئے تاریک رات کے شر سے پناہ مانگی گئی ہے۔

عملی پہلو: واضح رہے کہ رات کی طرف شر کو منسوب کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ رات میں خیر کا نزول نہیں ہوتا یا خیر کے کام انجام نہیں پاتے بلکہ مطلب یہ ہے کہ رات کا وقت شیطانی قوتوں کے لئے شر پھیلانے کے تعلق سے بڑا ساز گار ہوتا ہے۔

آیت نمبر ۴: ۱: یہاں گرہ سے کون سی گرہ مراد ہے؟ ۱: عُقَد (گرہوں) سے مراد وہ گرہیں ہیں جو شیاطین انسان کے شعور اور اس کے حواس پر لگاکر اسے غافل اور مدہوش بنادیتے ہیں۔

فرمانِ نبوی ﷺ: "جب تم میں کوئی شخص سوتا ہے تو اس کے سر کے پچھلے حصہ پر شیطان تین گرہیں لگاتا ہے اور ہر گرہ کے ساتھ یہ بات بھی چسپاں کردیتا ہے کہ ابھی رات لمبی ہے پھر جب وہ شخص جاگ اٹھتا ہے اور اللہ ﷻ کو یاد کرتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے اور جب وضو کرتا ہے تو دوسری گرہ بھی کھل جاتی ہے اور جب نماز پڑھتا ہے تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے اور صبح کو وہ ہشاش بشاش اور پاکیزگی نفس کی حالت میں ہوتا ہے۔ بصورت دیگر وہ صبح کو سست اور خباثتِ نفس کی حالت میں ہوتا ہے۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

عملی پہلو: یہ شیطان کے انسان کو غفلت میں ڈالنے کی ایک مثال ہے جو حدیث شریف میں پیش کی گئی ہے۔ اس سے شیطان کے القاء، اس کی حرکتوں اور اس کے حملوں کا آسانی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

۲: گرہوں پر پھونکیں مارنے والیوں سے کون مراد ہیں؟ ۲: جادو ٹونے کرنے والی عورتیں مراد ہیں۔ اس معنی میں جادو ٹونے کرنے والے مرد بھی شامل ہیں۔

۳: جادو کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟ ۳: جادو ایک ایسا بُرا علم ہے جس کا سیکھنا، سکھانا اور کرنا کرانا حرام ہے۔

عملی پہلو: ان سورتوں کی برکتوں سے فیض اور شفاء حاصل کرنے اور جادو ٹونوں سے بچنے کے لئے ہمیں آپ ﷺ کے مسنون طریقہ کو اختیار کرنا چاہیئے۔ "حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بستر پر تشریف لے جاتے تو اپنے دونوں ہاتھوں میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور مُعَوِّذَتَين پڑھ کر پھونکتے پھر ان کو اپنے چہرے اور جسم پر جہاں تک کہ ہاتھ پہنچ جاتا پھیر لیتے۔"

علمی بات: سورۃ الفلق اور سورۃ الناس کو مُعَوِّذَتَين کہا جاتا ہے کیوں کہ ان دونوں سورتوں میں شرور سے رب کی پناہ میں آنے کا بتایا گیا ہے۔

آیت نمبر ۵: ا: حسد کیا ہے؟ ا: کسی کی نعمت وراحت کو دیکھ کر جلنا اور چاہنا کہ یہ نعمت اُس سے چھن جائے۔

علمی بات: قرآن حکیم میں یہود کے حسد کا بھی خاص طور سے ذکر ہوا ہے "بہت سے اہل کتاب یہ چاہتے ہیں کہ وہ تمہارے ایمان لانے کے بعد پھر تمہیں کفر کی طرف پلٹا کے لے جائیں۔ محض اپنے نفس کے حسد کی بنا پر۔" (سورۃ البقرہ ۲، آیت: ۱۰۹)

کفار مکہ کو بھی نبی کریم ﷺ سے اس بنا پر حسد تھا کہ مکہ اور طائف کے سرداروں کو چھوڑ کر آپ کو کیوں نبوت کے لئے منتخب کیا گیا۔ وہ کہتے تھے "یہ قرآن دونوں شہروں کے (رئیسوں میں سے) کسی بڑے آدمی پر کیوں نہیں نازل کیا گیا؟" (الزخرف ۴۳ : ۳۱) یہ حسد ہی کی آگ تھی جس نے انہیں نبی (ﷺ) کا دشمن بنا دیا تھا۔ اور وہ نہیں چاہتے تھے کہ اہل ایمان پر ان کے رب کی طرف سے کوئی خیر نازل ہو چنانچہ ارشاد ہے "جن لوگوں نے کفر کیا خواہ وہ اہل کتاب ہوں یا مشرک نہیں چاہتے کہ تمہارے رب کی طرف سے تم پر کوئی خیر نازل ہو"۔ (سورۃ البقرہ ۲، آیت: ۱۰۵)

عملی پہلو: قرآن حکیم کے اختتام پر حاسد کے شر سے پناہ مانگنے کا جو حکم دیا گیا ہے اس سے ایک اہم بات کی طرف اشارہ نکلتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اہل ایمان خوب سمجھ لیں کہ اس کتاب ہدایت کو پا کر انہیں بڑی نعمت اور بہت بڑا شرف حاصل ہوا ہے۔ اس پر دشمنوں کی حاسدانہ نگاہوں اور ان کے فتنوں سے بچنے کے لئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا سہارا لینا چاہیئے۔

۲: حاسد کے حسد سے بچنے کی دعا کرنے کی تلقین کیوں کی گئی ہے؟ ۲: کیوں کہ حسد کی وجہ سے حاسد کوئی بھی نقصان پہنچا سکتا ہے۔

۳: حسد کیسا عمل ہے؟ ۳: حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔

فرمانِ نبوی ﷺ: "حسد سے بچو کیونکہ حسد نیکیوں کو ایسے کھا جاتا ہے جیسے کہ آگ ایندھن کو کھا جاتی ہے"۔ (سنن ابی داوٗد)

۴: کن صورتوں میں حسد (رشک) جائز ہے؟ ۴: رشک کے معنی ہیں کسی کی خوبی یا خوش بختی دیکھ کر یہ خیال کرنا کہ ہمیں بھی یہ خوبی یا خوش بختی حاصل ہو جائے (لیکن اس کے پاس بھی رہے)۔

فرمانِ نبوی ﷺ: حسد (رشک) جائز نہیں مگر دو اشخاص پر ایک وہ جسے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مال دیا ہو اور وہ اُسے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتا ہو اور دوسرا وہ جسے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے علم دیا اور وہ اسے دوسروں کو بانٹتا ہو۔ (صحیح مسلم)

سُوْرَۃُ النَّاس

ربطِ سورت: اللہ ﷻ نے سورت الفلق میں اپنا تعارف رب الفلق کے نام سے کروایا ہے۔ سورت النّاس میں یہ بتایا ہے کہ وہی انسانوں کا رب، حقیقی بادشاہ اور معبودِ برحق ہے اس لئے اس کی مخلوق بالخصوص جنوں اور انسانوں کے شر سے بچنے کے لئے اس کی پناہ میں آنا چاہیئے۔ سورت النّاس کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اللہ ﷻ نے اس پر اپنی عظیم اور بابرکت کتاب کا اختتام فرمایا ہے۔ اس سورت میں اُن اندرونی شرور سے جو انسان کے اندر سے حملہ آور ہوتے ہیں، بچنے کی تلقین اور طریقہ بتایا گیا ہے۔ سورۃ الفاتحہ کا آغاز "رَبُّ الْعَالَمِیْن" کے الفاظ سے ہوا اور قرآن حکیم کا اختتام "مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاس" پر ہوا ہے۔ یہ الفاظ استعمال فرما کر اشارہ کیا ہے کہ قرآن حکیم جنوں اور انسانوں کے لئے نازل کیا گیا ہے۔ سورت الفلق میں پوری مخلوق میں سے ان چیزوں کے شر سے پناہ مانگنے کا حکم دیا گیا جن سے انسان کو نقصان پہنچنے کا زیادہ اندیشہ ہوتا ہے۔ سورت النّاس میں اس سے پناہ مانگنے کا حکم ہے جو ہر وقت انسان کے ساتھ رہتا ہے اور انسان کا سب سے بڑا دشمن ہے یعنی شیطان۔

آیت نمبر ۱: ۱: اس سورت میں کن شرور سے پناہ مانگی گئی ہے؟ ۱: اُن تمام شرور سے جو اندر سے انسان پر حملہ آور ہوتے ہیں مثلاً شیطان اور نفس۔
۲: رب کسے کہتے ہیں؟ ۲: رب وہ ہے جو کسی شے کو آہستہ آہستہ منصب کمال تک پہنچائے۔ ۳: حقیقی رب کون ہے؟ ۳: حقیقی رب اللہ ﷻ ہے جو تمام مخلوقات کی تمام حاجات وضروریات کو پورا فرماتا ہے۔

عملی پہلو: اللہ ﷻ تمام انسانوں کا رب ہے وہی تمام شرور سے پناہ دینے والا ہے۔ اس کے سوا کوئی مخلوق کی حفاظت نہیں کر سکتا۔ اس لئے ہمیں پناہ کے لئے اسی کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔

آیت نمبر ۲: ۱: مَلِک کسے کہتے ہیں؟ ۱: بادشاہ کو کہتے ہیں۔ ۲: انسانوں اور تمام مخلوقات کا بادشاہ کون ہے؟ ۲: اللہ ﷻ۔

عملی پہلو: چونکہ اللہ ﷻ انسانوں کا بادشاہ حقیقی ہے اس لئے وہ بندوں کی حفاظت پر پوری طرح قادر ہے اس لئے ہمیں اسی مقتدر اعلیٰ کا سہارا لینا چاہیئے۔

علمی بات: اللہ ﷻ کا اقتدار اعلیٰ جس طرح زمین اور آسمانوں پر قائم ہے اسی طرح پورے بنی نوع انسان پر بھی قائم ہے۔ انسانی گروہوں میں سے کوئی گروہ ایسا نہیں جس پر اس کی بادشاہت قائم نہ ہو۔ اپنے آپ کو اس کی بادشاہت سے آزاد سمجھ لینے سے طرزِ عمل میں سرکشی آجاتی ہے۔

آیت نمبر ۳: ۱: اِلٰہ کسے کہتے ہیں؟ ۱: جس سے محبت کی جائے، جسے مالک مانا جائے اور جس کی عبادت کی جائے۔ جسے معبود مانا جائے۔
۲: انسانوں اور تمام مخلوقات کا اِلٰہ کون ہے؟ ۲: اللہ ﷻ۔

عملی پہلو: حقیقتاً تمام انسانوں کا معبود اللہ ﷻ ہی ہے اور یہ اس کے رب اور بادشاہ ہونے کا تقاضا بھی ہے کہ پوری کائنات میں اُسے ہی اکیلا معبود مان کر اس کی عبادت کی جائے کیونکہ اور کوئی ان صفات کا حامل ہی نہیں۔

علمی بات: بندے سے تقاضا ہے کہ وہ اللہ ﷻ کی عظمت کا اعتراف اس کی تینوں صفات یعنی صفتِ رب، صفت ملک اور صفت الٰہ کو سامنے رکھتے ہوئے اس کی پناہ لے۔ جب انسان اللہ ﷻ کو اس کی ان تینوں صفات سے پہچان لیتا ہے تو وہ اس کی جناب میں فریاد کر کے پناہ مانگتا ہے۔

آیت نمبر ۴: ۱: وسوسہ کسے کہتے ہیں؟ ۱: وسوسہ کے معنی بُری بات اور بُرے خیال کے ہیں جو غیر محسوس طریقہ پر کسی کے دل میں ڈالا جائے۔ یعنی چپکے سے کوئی بُری بات، مضر خیال مزین کر کے دل میں ڈال دینا۔ یہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔ ۲: چھپ کر وسوسہ ڈالنے والے سے کون مراد ہے؟ ۲: شیطان مردود۔
۳: خنّاس سے کیا مراد ہے؟ ۳: پیچھے ہٹ جانے والا۔ جب اللہ ﷻ کا ذکر کیا جاتا ہے تو شیطان پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب بندہ غافل ہوتا ہے تو وہ وسوسے ڈالنے لگتا ہے۔ (سورۃ الزخرف ۴۳، آیت: ۳۶)

فرمانِ نبوی ﷺ: "شیطان انسان کے دل سے چپکا ہوتا ہے۔ جب وہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے تو شیطان پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب بندہ غافل ہوتا ہے تو وہ وسوسے ڈالتا رہتا ہے"۔ (صحیح بخاری)

۴: شیطان کون ہے؟ ۴: یہ جنات میں سے تھا۔ (سورۃ الکھف ۱۸، آیت: ۵۰) تاہم اللہ تعالیٰ نے اُس کی عبادت گزاری کی وجہ سے اس کا مقام فرشتوں میں کر دیا تھا۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو اس نے تکبر کیا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے ذلیل وخوار کر کے نکال دیا گیا۔

آیت نمبر ۵: ۱: سینوں میں وسوسہ ڈالنے سے کیا مراد ہے؟ ۱: سینوں میں گناہوں اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا خیال ڈالنا۔

۲: یہاں وسوسہ اندازی کی جگہ دل کے بجائے سینہ کو قرار دینے میں کیا حکمت ہو سکتی ہے؟ ۲: شیطان کی وسوسہ اندازی کا محل انسان کا باطن یعنی اس کا سینہ ہے۔ سینہ دل کے لئے دہلیز کی طرح ہے جہاں سے وسوسے دل میں داخل ہوتے ہیں۔ مفسرین نے اس کی بڑی اچھی تشریح کی ہے۔ "یہ نکتہ قابل غور ہے اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ ان کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے۔ کیونکہ سینہ دل کا صحن اور اس کا گھر ہے جہاں سے خیالات داخل ہو کر سینہ میں اکٹھے ہوتے ہیں اس کے بعد دل میں داخل ہوتے ہیں۔ لہٰذا سینہ دل کے لئے بمنزلہ دہلیز کے ہے۔ اور تمام احکام اور ارادے دل سے نکل کر سینہ میں آتے ہیں اور پھر وہاں سے ان کی تقسیم اس کے لشکروں پر کی جاتی ہے۔"

عملی پہلو: شیطان جب انسان کو کسی گناہ پر آمادہ کرنا چاہتا ہے تو وہ گناہ کے کام کو خوش نما بنا کر پیش کرتا ہے اور خوش گوار نتائج کی امید دلاتا ہے یہی چیز وسوسے کی شکل میں انسان کے دل میں داخل ہوتی ہے اور جب وہ اس کے اثر کو قبول کرتا ہے تو یہ خیال پختہ ہو کر ارادہ اور عمل کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔

آیت نمبر ۶: ۱: شیطانوں کے بارے میں کیا بتایا گیا ہے؟ ۱: وسوسہ ڈالنے والوں کی دو قسمیں ہیں شیاطین الجن اور الانس یعنی شیاطین جنوں اور انسانوں دونوں گروہوں میں سے ہیں۔ ۲: شیاطین الجن سے کیا مراد ہے؟ ۲: ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان اس کا ساتھی ہوتا ہے جو اس کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ جب بندہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہوتا ہے تو اس پر یہ شیطان مسلط ہو جاتا ہے۔ جیسے کہ سورۃ الزخرف ۴۳، آیت: ۳۶ میں فرمایا گیا "جو کوئی اللہ کی یاد سے آنکھیں بند کر لے (یعنی تغافل کرے) ہم اس پر ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں تو وہ اس کا ساتھی ہو جاتا ہے۔" شیاطین الجن کو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو گمراہ کرنے کی قدرت دی ہے۔ جیسا کہ سورۃ الزخرف ۴۳، آیت: ۳۶ میں ذکر کیا گیا ہے۔

۳: شیاطین الانس سے کیا مراد ہے؟ ۳: انسانوں میں سے جو کوئی اپنے شکوک و شبہات اور اپنی وسوسہ انگیزیوں کے ذریعے دوسروں کو راہ حق سے پھیرنے اور ورغلانے کی کوشش کرتا ہے وہ انسانی شیطان ہے۔ ۴: جنوں اور انسانوں میں سے کون شیطان کے ساتھی بن جاتے ہیں؟

۴: وہ جو شیطان کے بہکاوے میں آکر اُس کی پیروی کرتے ہیں اور خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور لوگوں کو بھی سیدھے راستے سے گمراہ کرتے ہیں۔

عملی پہلو: یہاں خاص طور سے اس بات کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ اہل ایمان کو قرآن حکیم کی شکل میں جو ہدایت عطا ہوئی ہے اس کے لئے سب سے بڑا خطرہ اگر کوئی ہے تو وہ شیطان کی وسوسہ اندازی ہی ہے۔ یعنی وہ ایسی باتیں دل میں ڈال سکتا ہے جو قرآن حکیم کے معاملہ میں شکوک و شبہات پیدا کرنے والی اور راہِ ہدایت سے ہٹا دینے والی ہوں۔

یہی وجہ ہے کہ تلاوت قرآن حکیم کے آغاز میں تعوذ پڑھنے کا حکم ہے۔ یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ "میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مَردود (کے شر) سے۔"
اسی طرح سورۃ النحل ۱۶، آیت: ۹۸ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "جب تم قرآن پڑھنے لگو تو شیطان مردود (کے شر) سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو۔"

مشقوں کے جوابات

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱: خالی جگہ پُر کریں:

(۱) ہمارے اندر کے شرور سے پناہ مانگنے کا طریقہ ______ میں سکھایا گیا ہے۔ (سورۃ النّاس)

(۲) ہمارے باہر کے شرور سے پناہ مانگنے کا طریقہ ______ میں سکھایا گیا ہے۔ (سورۃ الفلق)

(۳) اللہ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی ہر شے کی خوبی اور ______ سے خوب واقف ہے۔ (نقصان)

(۴) اللہ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی ہر چیز کا ______ ہے۔ (خالق)

(۵) ہمیں حسد کرنے والوں کی بُرائی سے بچنے کی ______ کرتے رہنا چاہیئے۔ (دُعا)

سوال ۲: کالم (الف) کے ہر جملہ کو کالم (ب) کے درست جملہ سے لکیر لگا کر ملائیں:

الف	ب
سورۃ الفلق اور سورۃ الناس کو	حرام ہے۔
جادو	شیطان کے دوست بن جاتے ہیں۔
اللہ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی سب سے	نبی کریم ﷺ نے ”مُعَوِّذَتَیْن“ کا نام دیا ہے۔
بُرے انسان اور بُرے جنات	بُرائی کا خیال ڈالتا رہتا ہے۔
شیطان لوگوں کے دلوں میں	بڑا محافظ ہے۔

سوال ۳: سورۃ الفلق سے متعلق درج ذیل الفاظ کو نیچے دیئے گئے خانوں میں لکھیئے:

نمازوں کا حکم، رب کی پناہ میں آنا، اندھیروں سے نکالنے والا، یتیموں کے ساتھ سلوک، روشنی میں لانے والا رب، باہر کی بُرائی سے پناہ مانگنا، فتح کی خبر، جادو کی مذمت، حسد کرنے والوں کی بُرائی سے پناہ مانگنا

سُوْرَةُ الْفَلَقِ

اندھیروں سے نکالنے والا

رب کی پناہ میں آنا

جادو کی مذمت

روشنی میں لانے والا رب

باہر کی بُرائی سے پناہ مانگنا

حسد کرنے والوں کی بُرائی سے پناہ مانگنا

سوال ۴: سورۃ الناس سے متعلق درج ذیل الفاظ کو نیچے دیئے گئے خانوں میں لکھیے:

قربانی کا حکم، لوگوں کا معبود اور بادشاہ، شیطان کی وسوسہ اندازی، آخرت کو جھٹلانے والا، شیطان بار بار حملے کرنے والا، رب کی پناہ، اندر کی بُرائی سے پناہ مانگنا، اندھیروں سے پناہ، انسانوں اور جنات میں سے شیطان کے دوست

سُوْرَةُ النَّاسِ

شیطان کی وسوسہ اندازی

لوگوں کا معبود اور بادشاہ

شیطان بار بار حملے کرنے والا

رب کی پناہ

اندر کی بُرائی سے پناہ مانگنا

انسانوں اور جنات میں سے شیطان کے دوست

سوال ۵: درج ذیل سوالات کے جوابات دیجیے

۱- نظر اور جادو ٹونے سے بچنے کے لئے نبی کریم ﷺ نے کیا طریقہ سکھایا ہے؟

"حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بستر پر تشریف لے جاتے تو اپنے دونوں ہاتھوں میں قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَد اور مُعَوَّذَتَیْن پڑھ کر پھونکتے پھر ان کو اپنے چہرے اور جسم پر جہاں تک ہاتھ پہنچ جاتا پھیر لیتے۔"

۲- باہر کی بُرائیوں سے کیا مراد ہے؟

باہر کی برائیوں سے اندھیری رات، جادو، حسد وغیرہ کی بُرائی اور نقصان مراد ہے۔

۳- اندر کی بُرائیوں سے کیا مراد ہے؟

اندر کی بُرائیوں سے شیطان اور اس کے وسوسے کی بُرائی اور نقصان وغیرہ مراد ہے۔

۴- حسد کے بارے میں حدیث شریف میں کیا بتایا گیا ہے؟

"حسد سے بچو کیونکہ حسد نیکیوں کو ایسے کھا جاتا ہے جیسے کہ آگ ایندھن کو کھا جاتی ہے"۔ (سنن ابی داؤد)

۵- قرآنِ حکیم کے آغاز اور اختتام پر موجود سورتوں میں دعائیں سکھائی گئی ہیں، اس سے کیا معلوم ہوا؟

اس سے معلوم ہوا کہ ہدایت کے حصول اور ہر شر سے بچنے کے لئے بھی اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے مستقل دعا مانگنے کا اہتمام کرنا چاہیئے۔

۶- نبی کریم ﷺ معوذتین کب کب پڑھا کرتے تھے؟

نبی کریم ﷺ یہ دونوں سورتیں ہر فرض نماز کے بعد اور رات کو سونے سے پہلے پڑھا کرتے تھے۔ مزید بر آں آپ ﷺ طبیعت کی ناسازی کے موقع پر بھی دونوں سورتوں کو پڑھ کر اپنے اوپر دَم کیا کرتے تھے۔

عملی سرگرمی:

۱۔ صبح اور رات کے چھا جانے کی منظر کشی کرائیں۔

۲۔ طلوعِ صبح اور غروبِ آفتاب، رات کے چھانے کی کوئی ویڈیو دکھائی جاسکتی ہے۔

۳۔ دونوں سورتوں میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی صفات اور ناموں کو تلاش کرائیں۔

۴۔ کن کن موقعوں پر سورۃ الفلق اور سورۃ الناس کی تلاوت کی تلقین کی گئی ہے؟ احادیث مبارکہ سے تلاش کرائیں۔

قصّہ حضرت آدم علیہ السلام

طریقۂ تدریس:

سبق نمبر ۱: اس قصّہ کا مختصر خلاصہ عام فہم اور کہانی کے انداز میں درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۲: اس قصّہ کا قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ الاعراف ۱۱ سے ۱۵) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۳: اس قصّہ کا قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ الاعراف ۱۶ سے ۲۲) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۴: اس قصّہ کا قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ الاعراف ۲۳ سے ۲۷) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۵: (i) "علم و عمل کی باتیں" وضاحت کے ساتھ طلبہ کو سمجھائیں اور مذاکرہ کے ذریعے ان کو ذہن نشین کرائیں۔

(ii) "سمجھیں اور حل کریں؟" طلبہ کو گھر کے کام (Home Work) کے طور پر دیں تاکہ اُن کی قرآن فہمی کا اندازہ ہو اور بعد میں کمرۂ جماعت (Class) میں خود حل کرائیں۔ (تشریحی نکات کے بعد دیئے گئے "مشقوں کے جوابات" سے استفادہ کیا جاسکتا ہے)

(iii) "گھریلو سرگرمی" کرانے کے لئے طلبہ کے گھر والوں کو پابند کیا جائے۔ (کمرۂ جماعت میں مزید سرگرمیاں کرانے کے لئے "مشقوں کے جوابات" کے بعد دی گئی "عملی سرگرمی" سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے)

مقاصدِ مطالعہ: اس قصّہ کے اختتام پر طلبہ میں یہ استعداد ہو کہ وہ جانتے ہوں:

۱۔ انسان کو فضیلت کیوں ملی؟
۲۔ حضرت آدم علیہ السلام کا کیا مقام و مرتبہ ہے؟
۳۔ شیطان کون تھا؟ اسے کیوں جنت سے نکالا گیا؟
۴۔ شیطان انسان کا دشمن کیوں ہے؟
۵۔ شیطان کے مقاصد کیا ہیں؟
۶۔ شیطان کے وسوسوں سے بچنے کا ذریعہ کیا ہے؟
۷۔ بھول وخطا پر ہمارا طرزِ عمل کیا ہونا چاہیئے؟

آیت بہ آیت تشریحی نکات

سورۃ الاعراف، آیات: ۱۱ تا ۲۷

آیت نمبر ۱۱: ۱: انسان کو کس نے پیدا فرمایا ہے؟ ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے۔ ۲: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرشتوں کو کیا حکم دیا؟ ۲: آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا۔

عملی پہلو: حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا یہ حکم ایک بڑا اعزاز ہے جس سے حضرت ابو البشر آدم علیہ السلام کو نوازا گیا اس کا مقصد جہاں حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کی عظمت، اعلیٰ شان اور تعظیم و تکریم کا اظہار ہے وہاں اس کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ بندے اپنے اس شرف و اعزاز کا خیال رکھیں اور اس کے تقاضے میں اپنے رب کی رضا و خوشنودی کے لئے اس کے حضور اطاعت و فرماں برداری میں جھک جائیں اور ہمیشہ جھکے ہی رہیں۔

۳: ابلیس کون تھا؟ ۳: یہ جنات میں سے تھا (سورۃ الکھف ۱۸، آیت: ۵۰) تاہم اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اُس کی عبادت گزاری کی وجہ سے اس کا مقام فرشتوں میں کر دیا تھا۔

آیت نمبر ۱۲: ۱: ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیوں نہیں کیا؟ ۱: اس نے تکبر کیا اور کہا کہ میں آگ سے بنا ہوں اور آدم (علیہ السلام) مٹی سے لہٰذا میں اعلیٰ ہوں اور یہ کم تر ہے (معاذاللہ)۔ ۲: ابلیس کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے کس چیز سے بنایا؟ ۲: آگ سے۔

۳: حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے کس چیز سے بنایا؟ ۳: مٹی سے۔

عملی پہلو: تکبر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے اس کی بہت سخت ممانعت آئی ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے حکم کے مقابلے میں تکبر کرنے والا اور نافرمانی کرنے والا عزت و احترام اور تعظیم و توقیر کے لائق نہیں بلکہ ذلت و خواری اور تباہی و بربادی کا سزاوار ہوتا ہے۔

آیت نمبر ۱۳: ۱: تکبر کسے کہتے ہیں؟ ۱: حدیث شریف میں تکبر کی تعریف میں دو باتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ i. حق کو جھٹلانا۔ ii. دوسروں کو حقیر سمجھنا۔ (جامع ترمذی) ۲: شیطان کے تکبر کرنے کا کیا نتیجہ نکلا؟ ۲: اللہ سبحانہ و تعالیٰ ناراض ہو گیا اور شیطان کو اپنی رحمت سے دور کر دیا۔

عملی پہلو: اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی ذلت و رسوائی کا باعث ہے۔ پس اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے حکم و ارشاد کے آگے جھکنا اور سر تسلیم خم کر دینا ہی اس کے بندوں کے لئے باعث عزت و عظمت ہے۔

آیت نمبر ۱۴: ۱: ابلیس نے اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے کب تک کی مہلت مانگی؟ ۱: قیامت کے دن تک کی۔

آیت نمبر ۱۵: ۱: کیا اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ابلیس کو مہلت دی؟ ۱: جی ہاں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ایک مقررہ وقت تک مہلت دے دی۔

عملی پہلو: شیطان کو مہلت دینے سے مقصود بندوں کا امتحان ہے کہ وہ رحمٰن کی راہ پر چلتے ہیں یا شیطان کی۔

آیت نمبر ۱۶: ۱: ابلیس نے اپنی گمراہی کا الزام کس کو دیا؟ ۱: اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو۔ (معاذاللہ)۔ ۲: ابلیس سیدھے راستے پر کیوں بیٹھتا ہے؟ ۲: لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے۔

۳: صراطِ مستقیم سے کیا مراد ہے؟ ۳: وہ سیدھا راستہ جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف لے جاتا ہے۔ اس سے مراد اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنا ہے جس سے انسان اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی رضا اور جنت کی نعمتیں حاصل کر سکتا ہے۔ اسی راستے کی دعا ہر مسلمان سورۃ الفاتحہ میں کرتا ہے یعنی "اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ"۔ ایک حدیث مبارک میں قرآن حکیم کو سیدھا راستہ کہا گیا ہے۔ (جامع ترمذی)

آیت نمبر ۱۷: ۱: ابلیس نے کہا کہ میں آؤں گا اُن کے پاس اُن کے سامنے، پیچھے، دائیں اور بائیں سے، اِس سے کیا مُراد ہے؟ ۱: ابلیس انسان کا دشمن ہے۔ چنانچہ اس نے عزم کیا کہ وہ ہر ممکن طریقے سے انسان کو بہکانے کی کوشش کرے گا اور ہر حربہ استعمال کرے گا تاکہ انسان کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے راستہ سے ہٹا دے۔

علمی بات: سورۃ بنی اسرائیل ۱۷، آیات: ۶۱ تا ۶۵ میں بھی یہ فرمایا گیا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے شیطان کو اختیار دے دیا کہ حضرت آدم علیہ السلام اور اس کی اولاد کو راہ راست سے ہٹا دینے کے لئے جو چالیں وہ چلنا چاہتا ہے چلے۔ لیکن اس کے ساتھ شرط یہ لگا دی "کہ میرے بندوں پر تجھے کوئی اقتدار نہ ہو گا۔" یعنی یہ طاقت تجھے نہیں دی جائے گی کہ انہیں ہاتھ پکڑ کر زبردستی اپنے راستے پر کھینچ لے جائے اور اگر وہ خود راہ راست پر چلنا چاہیں تو انہیں نہ چلنے دے۔

عملی پہلو: شیطان سب لوگوں کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے راستے سے ہٹانے کی کوشش کرتا ہے خواہ نیک ہوں یا بدکار، البتہ جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے مخلص اور برگزیدہ بندے ہوتے ہیں ان پر شیطان کی چال نہیں چلتی۔

۲: شکر گزاری سے کیا مراد ہے؟ ۲: اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی نعمتوں کا دل میں احساس کرنا، زبان سے شکر ادا کرنا اور اُن کا صحیح استعمال کرنا۔

عملی پہلو: i. ہمیں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے احسانات اور انعامات کو یاد رکھنا چاہیئے۔ ii. زبان سے شکر کا ایک عمدہ اور آسان طریقہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سکھائی ہوئی دعاؤں کا اہتمام کرنا ہے۔ iii. نعمتوں کا شکر یہ بھی ہے کہ جائز طریقہ پر اسباب حاصل کیئے جائیں اور جائز کاموں میں استعمال کیئے جائیں اور ساری زندگی اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ہر حکم کی اطاعت اور فرماں برداری اختیار کی جائے۔

آیت نمبر۱۸: ۱: شیطان کی پیروی سے کیا مراد ہے؟ ۱: اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنا ہی دراصل شیطان کی پیروی کرنا ہے۔ چنانچہ سورۃ البقرۃ ۲، آیت: ۲۰۸ کے مفہوم کے مطابق جب پوری زندگی میں اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری نہ کی جارہی ہو تو پھر ایسی صورت میں شیطان ہی کی پیروی ہورہی ہوتی ہے۔

۲: شیطان کی پیروی کا کیا نتیجہ نکلتا ہے؟ ۲: جہنم کی آگ کی سزادی جائے گی۔

عملی پہلو: شیطان کو اس کی نافرمانی اور تکبر پر جنت سے نکال کر پوری انسانیت کو یہ درس دیا گیا کہ جنت میں متکبر، سرکش اور نافرمان کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے جو بھی شیطان کے پیروکار بنیں گے وہ سب جہنم میں اس کے ساتھی ہوں گے۔

آیت نمبر۱۹: ۱: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو کیا حکم فرمایا؟ ۱: اللہ تعالیٰ نے انہیں اُن کی زوجہ کے ہمراہ جنت میں قیام کا حکم فرمایا۔

۲: جنت میں قیام کرانے میں کیا حکمت تھی؟ ۲: جنت میں رکھنے کی یہ حکمت معلوم ہوتی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی زوجہ جنت کی سہولتوں، بہاروں اور نعمتوں کو اچھی طرح دیکھ لیں اور ان سے لطف اندوز ہولیں تاکہ دنیا کی عارضی نعمتوں کو جنت کے مقابلے میں خاطر میں نہ لائیں اور دوبارہ یہاں آنے کی کوشش کریں۔ شاید اس کی یہ بھی حکمت ہو کہ وہ آسمانی نظام کا براہِ راست مشاہدہ کریں تاکہ بحیثیت خلیفہ زمین کے انتظامات کرنے میں انہیں سہولت رہے۔ (واللہ اعلم)

۳: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور حواسَلَامٌ عَلَیْہَا کو جنت میں قیام کے دوران کس بات سے منع فرمایا؟ ۳: ایک درخت کے قریب جانے سے منع فرمایا۔

۴: حضرت آدم علیہ السلام اور حواسَلَامٌ عَلَیْہَا کو درخت کا پھل کھانے سے منع کیوں فرمایا؟ ۴: بطور آزمائش اس درخت سے اس لئے منع کیا گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے منع کردہ امور سے بچنے کی تربیت پائیں اور بھول ہوجانے کی صورت میں تعلیمِ آدمیت کے لئے توبہ اور معافی کا طریقہ اختیار کریں۔ اس میں یہ حکمت بھی ہو سکتی ہے کہ انہیں شیطان کے ساتھ عداوت اور دشمنی کا مزید مشاہدہ ہو تاکہ بنی آدم دنیا میں شیطانی اثرات و حرکات سے بچنے کی ہر وقت کوشش کرتے رہیں۔

عملی پہلو: انسانوں کو یہ بتانا مقصود ہے کہ شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے اور وسوسوں کے ذریعے انسان کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر اکساتا ہے۔ یہی معاملہ دنیا میں بھی ہے کہ اکثر چیزیں حلال ہیں، اللہ تعالیٰ نے کچھ چیزوں سے منع کردیا ہے جن سے رکنا ہمارا امتحان ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کرتے ہیں یا نفس و شیطان کی پیروی۔

آیت نمبر۲۰: ۱: وسوسے سے کیا مراد ہے؟ ۱: چپکے سے کوئی بُری بات دل میں ڈال دینا یعنی وسوسہ سے مراد ہر وہ خیال ہے جس پر عمل کرنے سے اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کی نافرمانی ہوتی ہو اور یہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔

۲: کیا یہ بات صحیح ہے کہ شیطان نے پہلے حضرت حواسَلَامٌ عَلَیْہَا کے دل میں وسوسہ ڈالا اور اُن کے کہنے پر حضرت آدم علیہ السلام سے یہ بھول ہوئی؟

۲: ہرگز ایسا نہیں ہے۔ قرآن حکیم اِس بات کی نفی کرتا ہے کہ حضرت حواسَلَامٌ عَلَیْہَا کی وجہ سے ایسا ہوا۔ بلکہ قرآنِ حکیم واضح کرتا ہے کہ شیطان نے دونوں کے دل میں وسوسہ ڈالا اور دونوں سے یہ بھول ہوئی جس میں ان کا نافرمانی کا کوئی ارادہ نہ تھا۔ ۳: شیطان نے آدم علیہ السلام اور حواسَلَامٌ عَلَیْہَا کے دل میں کس طرح وسوسہ ڈالا؟

۳: اُس نے کہا کہ کہیں تم دونوں فرشتے نہ بن جاؤ یا ہمیشہ اِس جنّت میں رہنے والے نہ بن جاؤ اور اپنی خیر خواہی کی قسمیں اُٹھائیں۔

عملی پہلو: آج بھی شیطان انسان کو لالچ دلا کر اور بُرائی کو خوش نما دکھا کر گناہوں کی طرف مائل کرتا ہے اور جب انسان گناہ کر بیٹھتا ہے تو وہ اس سے بری الذمہ ہو جاتا ہے۔

آیت نمبر۲۱: ۱: شیطان انسان کو کیسے گمراہ کرتا ہے؟ ۱: i ۔ شیطان سب سے پہلے انسان کی گمراہی کا آغاز اس کے دل میں وسوسہ پیدا کرنے سے کرتا ہے۔ ii۔ شیطان انسان کو ہمیشہ سبز باغ دکھا کر گمراہ کرتا ہے۔ مثلاً اگر یہ کام کروگے تو تمہاری حالت موجودہ حالت سے بدرجہا بہترین ہوسکتی ہے اور فلاں کام کرنے سے تمہارے کاروبار میں خاصی ترقی ہوسکتی ہے وغیرہ وغیرہ۔ iii۔ ابلیس یا اس کے چیلے سبز باغ ہی نہیں دکھاتے بلکہ طرح طرح کے دلائل اس کے دل میں ڈال کر اسے یہ یقین دہانی کرادیتے ہیں کہ جو راہ اس نے دکھائی وہ فی الواقع اس کے لئے بہترین اور اس کی خیر خواہی کی راہ ہے اس میں اس کا اپنا کچھ مفاد نہیں اور اس یقین دہانی کے

لئے اگر اسے قسمیں بھی اُٹھانا پڑیں تو اُٹھائے جاتا ہے۔ iv۔ شیطان کے نزدیک انسان کو گمراہ کرنے کی سب سے آسان صورت یہ ہوتی ہے کہ بے حیائی کے دروازے کھول دے۔ بُرائی کو مزیّن کر کے دکھائے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے انسان میں فطری طور پر جو شرم و حیا کا جذبہ رکھ دیا ہے اس جذبہ کو کمزور تر بنا دے۔

۲: قسم کیوں اُٹھائی جاتی ہے؟ ۲: بات میں زور پیدا کرنے کے لئے، یقین دلانے کے لئے۔

۳: مسلمان کو کس کی قسم اُٹھانی چاہیئے؟ ۳: صرف اللہ تعالیٰ کی اور وہ بھی سخت ضرورت کے وقت۔

علمی بات: سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اس درخت کے قریب جانے سے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا سلامٌ علیہا کو منع کر دیا تھا تو پھر وہ کیسے یہ بھول کر بیٹھے تو اس کا جواب یہ ہے کہ مدتیں گزر چکی تھیں کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا سلامٌ علیہا دونوں عیش و آرام سے جنت میں رہ رہے تھے اور انہیں اس درخت کے پاس آنے کا کبھی خیال ہی نہ آیا تھا۔ حتی کہ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم انہیں بھول ہی گیا تھا اس وقت شیطان کو اس نافرمانی پر اکسانے کا موقع مل گیا۔ جیسا کہ قرآن حکیم کی اس آیت سے واضح ہے "پھر آدم (علیہ السلام) بھول گئے اور ہم نے ان میں نافرمانی کا کوئی ارادہ نہ پایا۔" (سورۃ طٰہٰ ۲۰، آیت:۱۱۵)

آیت نمبر ۲۲: ا: پھل کھانے کا فوری نتیجہ کیا نکلا؟ ا: اُن دونوں یعنی حضرت آدم علیہ السلام اور حوا سلامٌ علیہا کا جنتی لباس اُتر گیا۔

۲: لباس اُترنے پر حضرت آدم علیہ السلام اور حوا سلامٌ علیہا نے کیا کیا؟ ۲: جنت کے پتوں سے اپنے جسم کو چھپایا۔ ۳: حضرت آدم علیہ السلام اور حوا سلامٌ علیہا نے لباس اُترنے پر فوراً کیوں اپنے جسم کو چھپایا؟ ۳: کیوں کہ انسان کے اندر اللہ تعالیٰ نے فطری طور پر شرم و حیا رکھی ہے اور لباس شرم و حیا کی حفاظت کا اہم ذریعہ ہے۔ ۴: شیطان کے حملوں میں سے ایک خطرناک حملہ کیا ہے؟ ۴: شیطان انسانوں کو لباس اُتروا کر بے شرم و بے حیا بنانا چاہتا ہے۔

فرمانِ نبوی ﷺ: "اگر تم میں حیا نہ رہے تو جو چاہے کرو۔" (صحیح بخاری) یعنی جب انسان کی حیا ختم ہو جائے تو وہ ہر برائی میں مبتلا ہو سکتا ہے۔ ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ "حیا اور ایمان ایک دوسرے کے ساتھی ہیں اگر ایک چلا جائے تو دوسرا بھی چلا جاتا ہے"۔ (جامع ترمذی)

۵: شیطان ہمارا دوست ہے یا دشمن؟ ۵: شیطان ہمارا کھلا دشمن ہے۔

آیت نمبر ۲۳: ا: حضرت آدم علیہ السلام اور حوا سلامٌ علیہا نے بھول ہو جانے کے بعد کیا کیا؟ ا: انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کی۔ توبہ کرنے پر اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو معاف فرما دیا پھر اپنی مشیت و حکمت کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے خلیفہ اور پہلے نبی ہونے کا اعزاز عطا فرما کر زمین پر بھیج دیا۔ جبکہ شیطان کے تکبر کی وجہ سے اس کو اپنی رحمت سے دور کر دیا۔ (سورۃ البقرہ ۲، آیت:۳۰)

عملی پہلو: حضرت آدم علیہ السلام سے جو بھول ہوئی اس میں ہمارے لئے یہ رہنمائی ہے کہ ہم کسی بھی بھول و خطا کے ہو جانے پر اللہ تعالیٰ سے فوراً معافی مانگیں، اس کی طرف رجوع کریں اور اس سے بخشش کی اُمید رکھیں۔ بے شک وہ بندوں کی خطاؤں کو خوب معاف فرمانے والا ہے۔ ہمیں شیطان کی پیروی سے بچنا چاہیئے جو جان بوجھ کر اپنی غلطی پر تکبر کے ساتھ اڑا رہا اور اللہ تعالیٰ کے غضب کا سزاوار ہوا۔

آیت نمبر ۲۴: ا: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور حوا سلامٌ علیہا کو جنّت سے زمین پر کیوں اُتار دیا؟ ا: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو بنایا ہی زمین کو آباد کرنے کے لئے تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو اپنا خلیفہ بنا کر زمین پر بھیجا تا کہ بنی آدم اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کر کے اس کی رضا حاصل کر سکیں۔

۲: "تم میں سے بعض بعض کے دشمن ہیں" سے کیا مراد ہے؟ ۲: اس سے دو باتیں مراد ہیں۔ i. اہل ایمان کے دشمن اہل کفر ہیں۔ ii. انسان کا دشمن شیطان ہے۔

عملی پہلو: اب تو انسان کا دشمن بدبخت انسان بھی بنا ہوا ہے۔ جو مختلف انداز اور طریقوں سے ایک دوسرے کو نقصان پہنچاتا ہے اور گناہوں کی طرف آمادہ کرتا ہے۔ ہمیں ایسے برے لوگوں سے ہوشیار رہنا چاہیئے۔ ۳: دنیا میں انسان کا قیام عارضی ہے یا مستقل؟ ۳: دنیا میں قیام عارضی ہے۔ مستقل قیام آخرت میں ہو گا۔

آیت نمبر ۲۵: ا: مرنے کے بعد کیا ہو گا؟ ا: ہمیں زمین میں دفن کر دیا جائے گا۔ قبر میں سوالات ہوں گے۔ پھر قیامت کے دن اِسی زمین سے نکالا جائے گا اور حساب کتاب ہو گا۔

آیت نمبر ۲۶: ۱: لباس کے فوائد کیا ہیں؟ ۱: i. ستر چھپانا یعنی جسم کو ڈھانپنا۔ ii. زینت یعنی خوبصورتی کے لئے۔

۲: لباس کی کیا خصوصیات ہونی چاہئیں؟ ۲: i. ساتر ہو (یعنی باریک نہ ہو اور چست نہ ہو)۔ ii. تکبر کا اظہار نہ ہو۔ iii. عورتیں مردوں جیسا اور مرد عورتوں جیسا لباس نہ پہنیں۔ iv. دوسرے مذاہب کی علامات کا اظہار نہ ہوتا ہو۔ (مثلاً ہندوؤں، یہودیوں اور عیسائیوں کے مذہبی پیشواؤں جیسے لباس) v. فضول خرچی نہ ہو۔ vi. جس طرح لباس ہمیشہ ساتھ رہتا ہے ویسے ہی اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا خوف اور تقویٰ بھی ساتھ رہنا چاہیے۔ vii. لباس مالِ حلال سے حاصل کیا جائے۔

۳: اِس آیت میں نشانی (آیت اللہ) کسے کہا گیا ہے؟ ۳: لباس کو۔ کیونکہ لباس کی تیاری، اس سے جسم کو ڈھانپنا اور شرم و حیا کی حفاظت ہونا اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی ایک بڑی نشانی ہے۔

آیت نمبر ۲۷: ۱: شیطان کے وسوسوں اور حملوں سے کیسے بچا جائے؟ ۱: شیطان کے وسوسے (یعنی وہم یا برے خیالات) ان لوگوں پر اثر کرتے ہیں جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی یاد سے غافل ہوتے ہیں۔ (سورۃ الزخرف ۴۳: آیت: ۳۶)

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: "شیطان انسان کے دل سے چپکا ہوتا ہے۔ جب وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو یاد کرتا ہے تو شیطان پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب بندہ غافل ہوتا ہے تو وہ وسوسے ڈالتا رہتا ہے"۔ (مشکوٰۃ) چنانچہ ہمیں ہمیشہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو یاد رکھنا چاہیے ساتھ ہی شیطان کے حملوں سے بچنے کے لئے "تَعَوُّذْ" یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھ کر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی پناہ میں آنا چاہیے۔

۲: انسان شیطان سے کیوں غافل رہتا ہے؟ ۲: کیونکہ شیطان اور اس کے ساتھی ہمیں نظر نہیں آتے اور چھپ کر حملہ کرتے ہیں۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: "شیطان اس طرح جسم میں دوڑتا ہے جیسے خون دوڑتا ہے"۔ (صحیح مسلم، صحیح بخاری)

۳: کون لوگ شیطان کے دوست بن جاتے ہیں؟ ۳: جو ایمان نہیں لاتے۔

مشقوں کے جوابات

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱: خالی جگہیں پُر کریں:

(۱) حضرت آدم علیہ السلام پہلے ______ اور ______ تھے۔ (انسان، نبی)

(۲) ابلیس کا معنی ______ ہے اور اس کا اصل نام ______ ہے۔ (مایوس ہونے والا، عزازیل)

(۳) اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو ______ سے بنایا ہے اور ان کو ______ لقب دیا گیا۔ (مٹی، صفی اللہ)

(۴) شیطان نے اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے ______ کے دن تک کی ______ مانگی۔ (قیامت مہلت)

(۵) اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ______ اور ______ کو پیدا فرمانے کے بعد جنت میں رکھا۔ (حضرت آدم علیہ السلام، حضرت حوّا سَلَامٌ عَلَیْہَا)

سوال ۲: نیچے دیئے گئے جملوں کے ساتھ بنے ہوئے خانوں میں قصے کی ترتیب کے لحاظ سے نمبر ڈالیئے:

(۱۰) اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور حوّا سَلَامٌ عَلَیْہَا کو معاف فرما کر زمین پر بھیجا۔

(۷) اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوّا سَلَامٌ عَلَیْہَا دونوں کو جنت میں رکھا۔

(۴) شیطان کے سوا سب نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا۔

(۳) اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں۔

(۲) اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کے نام سکھائے۔

(۶) اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے شیطان سے فرمایا کہ تُو ذلیل ورسوا ہو کر یہاں سے نکل جا۔

(۸) حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوّا سلامُ علیہا دونوں نے بھول کر اس درخت کا پھل کھالیا جس سے اُنہیں منع فرمایا گیا تھا۔

(۵) شیطان نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نافرمانی اور حضرت آدم علیہ السلام کی گستاخی کرتے ہوئے تکبر کیا۔

(۱) اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مٹی سے حضرت آدم علیہ السلام کو تخلیق فرما کر آپ علیہ السلام کے جسم میں اپنی طرف سے (خاص) روح پھونکی۔

(۹) حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوّا سلامُ علیہا نے فوراً اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے معافی مانگی۔

سوال ۳: کالم (الف) کے ہر جملہ کو کالم (ب) کے درست جملہ سے لکیر لگا کر ملائیں:

الف	ب
حضرت آدم علیہ السلام پہلے	انسان تھے۔
تمام انبیاء کرام علیہم السلام	تمام چیزوں کے نام سکھائے۔
اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہر قوم میں	جِن تھا۔
شیطان	انبیاء کرام علیہم السلام کو بھیجا۔
اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو	نبی تھے۔

سوال ۴: آیئے ہم اپنا جائزہ لیں: (نوٹ: اس سوال کے کالموں کو اس لئے نہیں بھرا گیا کیونکہ یہ بچوں کا اپنا احتساب ہے)

سوال ۵: مندرجہ ذیل جملوں کے بارے میں بتایئے کہ وہ کس کا قول ہے:

نمبر شمار	جملے	اللہ سبحانہ وتعالیٰ	حضرت آدم علیہ السلام	شیطان
۱	یقیناً ہم نے ہی تمہیں پیدا فرمایا اور ہم نے ہی تمہاری صورتیں بنائیں۔	✓		
۲	اے ہمارے رب! ہم نے اپنا نقصان کیا اگر تو نے ہمیں نہ بخشا اور ہم پر رحم نہ فرمایا تو ہم نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔		✓	
۳	یقیناً شیطان تم دونوں کا کھلا دشمن ہے۔	✓		
۴	مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور اس کو مٹی سے پیدا کیا ہے۔			✓
۵	تم اس درخت کے قریب مت جانا ورنہ نقصان کاروں میں سے ہو جاؤ گے۔	✓		

عملی سرگرمی: ۱۔ لباس کی خصوصیات اور فوائد پر ایک چارٹ بنوانا۔

قصّہ حضرت نوح علیہ السلام

طریقۂ تدریس:

سبق نمبر ۱: اس قصّہ کا مختصر خلاصہ عام فہم اور کہانی کے انداز میں درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۲: اس قصّہ کا عربی متن اور ترجمہ (سورۃ الاعراف ۵۹ سے ۶۴) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۳: اس قصّہ کا عربی متن اور ترجمہ (سورۃ ھود ۲۵ سے ۲۹) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۴: اس قصّہ کا عربی متن اور ترجمہ (سورۃ ھود ۳۰ سے ۳۵) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۵: اس قصّہ کا عربی متن اور ترجمہ (سورۃ ھود ۳۶ سے ۴۰) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۶: اس قصّہ کا عربی متن اور ترجمہ (سورۃ ھود ۴۱ سے ۴۴) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۷: اس قصّہ کا عربی متن اور ترجمہ (سورۃ ھود ۴۵ سے ۴۹) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۸: اس قصّہ کا عربی متن اور ترجمہ (سورۃ الشعراء ۱۰۵ سے ۱۱۵) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۹: اس قصّہ کا عربی متن اور ترجمہ (سورۃ الشعراء ۱۱۶ سے ۱۲۲) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۱۰: (i) "علم و عمل کی باتیں" وضاحت کے ساتھ طلبہ کو سمجھائیں اور مذاکرہ کے ذریعے ان کو ذہن نشین کرائیں۔

(ii) "سمجھیں اور حل کریں؟" طلبہ کو گھر کے کام (Home Work) کے طور پر دیں تاکہ اُن کی قرآن فہمی کا اندازہ ہو اور بعد میں کمرۂ جماعت (Class) میں خود حل کرائیں۔ (تشریحی نکات کے بعد دیئے گئے "مشقوں کے جوابات" سے استفادہ کیا جاسکتا ہے)

(iii) "گھریلو سرگرمی" کرانے کے لئے طلبہ کے گھر والوں کو پابند کیا جائے۔ (کمرۂ جماعت میں مزید سرگرمیاں کرانے کے لئے "مشقوں کے جوابات" کے بعد دی گئی "عملی سرگرمی" سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے)

مقاصدِ مطالعہ:

اس قصّہ کے اختتام پر طلبہ میں یہ استعداد ہو کہ وہ جانتے ہوں:

۱۔ دنیا میں بت پرستی کا آغاز کیسے ہوا؟

۲۔ شرک کی حقیقت کیا ہے؟

۳۔ نبی اور رسول میں فرق کیا ہے؟

۴۔ دعوتِ دین کے معاملے میں موافق اور ناموافق حالات میں کیا رویہ ہونا چاہیئے؟

۵۔ دنیاوی رشتوں کی حقیقت کیا ہے؟

۶۔ دنیا میں حضرت آدم علیہ السلام کے بعد نسل انسانی کا سلسلہ کیسے چلا؟

علمی بات: انبیاء کرام علیہم السلام کے ان قصوں میں نبی کریم ﷺ کے لئے تسلّی ہے کہ فقط آپ ﷺ ہی کی قوم نے قبولِ حق سے منہ نہیں موڑا بلکہ پچھلی اُمتیں بھی اعراض کرتی رہیں اور انبیاء کرام علیہم السلام کو جھٹلانے والوں کا انجام دنیا میں ہلاکت اور آخرت میں عذاب عظیم ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو جھٹلانے والے غضبِ الٰہی کے سزاوار ٹھہرتے ہیں۔ جو شخص نبی کریم ﷺ کا انکار کرے گا اس کا بھی یہی انجام ہوگا۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے ان تذکروں میں نبی کریم ﷺ کی نبوت کی زبردست دلیل ہے کیونکہ آپ ﷺ اُمّی تھے پھر آپ ﷺ کا ان واقعات کو تفصیلاً بیان فرمانا بالخصوص ایسے ملک میں جہاں اہل کتاب کے علماء بکثرت موجود تھے اور مخالفت پر سرگرم بھی تھے، ذرا ذرا سی بات پر بہت شور مچاتے، وہاں حضور ﷺ کا ان واقعات کو بیان فرمانا اور اہل کتاب کا ساکت و حیران رہ جانا واضح دلیل ہے کہ آپ ﷺ نبیٔ برحق ہیں اور پروردگارِ عالم نے آپ ﷺ پر علومِ نبوت کے دروازے کھول دیئے ہیں۔

آیت بہ آیت تشریحی نکات

(سورۃ الاعراف: آیات: ۵۹ تا ۶۴)

آیت نمبر ۵۹: ۱: حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو کیا دعوت دی؟ ۱: ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی دعوت دی۔

۲: عبادت کسے کہتے ہیں؟ ۲ ۲: شرعی اصطلاح میں عبادت کا مفہوم ہے معبود کے سامنے اپنے آپ کو انتہائی عاجز جاننا اور اس کے لئے انتہائی تعظیم کو تسلیم کرتے ہوئے عاجزی کا اظہار کرنا۔ ۳: اِلٰہ کے معنی کیا ہیں؟ ۳: اس کے لغوی معنی معبود ہیں۔ جس سے محبت کی جائے، جسے مالک مانا جائے اور جس کی عبادت کی جائے۔ اصطلاحی معنی ہیں جسے اپنا مالک و معبود مان کر اس کی عبادت کی جائے۔

۴: اللہ تعالیٰ کون ہے؟ ۴: حقیقی معبود اور سب کا خالق، مالک اور رازق۔

۵: بڑے دن کے عذاب سے کیا مراد ہے؟ ۵: قوم کی نافرمانی و ناشکری کی وجہ سے دنیا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والے عذاب کا دن۔

آیت نمبر ۶۰: ۱: قوم کے سرداروں نے حضرت نوح علیہ السلام کو کیا جواب دیا؟ ۱: آپ گمراہی میں ہیں۔ (معاذاللہ)

۲: ضَلٰلٍ مُّبِیْن سے کیا مراد ہے؟ ۲: واضح گمراہی، کھلی گمراہی یعنی قوم کے نزدیک حضرت نوح علیہ السلام کی گمراہی اُن کے بتوں کو چھوڑ کر ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا تھی۔ گویا حضرت نوح علیہ السلام کا قوم کو ان کے گمراہ آباؤاجداد کے مشرکانہ طریقوں سے ہٹا کر ایک ہی خدا کی بندگی کی دعوت دینا گمراہ ہونا ہے۔ (معاذاللہ)

آیت نمبر ۶۱: ۱: حضرت نوح علیہ السلام نے قوم کے الزام کا کیا جواب دیا؟ ۱: آپ علیہ السلام نے ان کے اس الزام کو رد فرمایا اور انہیں اس حقیقت سے آگاہ فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ ۲: رسول کسے کہتے ہیں؟ ۲: اللہ تعالیٰ کے وہ بندے جنہیں اللہ تعالیٰ نے لوگوں تک اپنا پیغام پہنچانے کے لئے منتخب فرمایا۔

۳: رسول اور نبی میں کیا فرق ہے؟ ۳: ہر رسول نبی ہوتے ہیں لیکن ہر نبی رسول نہیں ہوتے۔ رسول عموماً وہ خاص بندے ہوتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے نئی کتاب یا شریعت یعنی احکامات عطا فرمائے۔ ۴: رب کسے کہتے ہیں؟ ۴: رب وہ ہے جو کسی شے کو آہستہ آہستہ منصب کمال تک پہنچائے۔

۵: حقیقی رب کون ہے؟ ۵: حقیقی رب اللہ تعالیٰ ہے جو تمام مخلوقات کی تمام حاجات و ضروریات کو پورا فرماتا ہے۔

آیت نمبر ۶۲: ۱: رسولوں کی بعثت کا مقصد کیا تھا؟ ۱: اللہ تعالیٰ کا پیغام اس کے بندوں تک پہنچانا۔

۲: رب کے پیغام سے کیا مراد ہے؟ ۲: ایمان لانے اور نیک اعمال کرنے کی دعوت۔

۳: اصل خیر خواہی کیا ہے؟ ۳: لوگوں کو آخرت کے عذاب سے بچانے کی کوشش کرنا اور جنت کی ابدی نعمتوں کے حصول کی تمنا پیدا کرنا۔

عملی پہلو: ہمیں بھی یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ اپنی اصلاح کے ساتھ ساتھ اپنے اہل و عیال اور دوست احباب تک اللہ تعالیٰ کا پیغام خیر خواہی اور ناصحانہ انداز یعنی نصیحت کے طریقہ سے پہنچائیں۔ انہیں اس بات کا یقین دلائیں کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرماں برداری میں ہی ان کی بھلائی اور خیر خواہی یعنی دونوں جہانوں میں کامیابی ہے۔

۴: وہ کون سی باتیں تھیں جو حضرت نوح علیہ السلام کو معلوم تھیں لیکن اُن کی قوم نہ جانتی تھی؟　　۴: اللہ تعالیٰ کی وحی یعنی احکاماتِ باری تعالیٰ اور نافرمانوں کا انجام یعنی دنیا اور آخرت میں عذاب۔

آیت نمبر ۶۳: ۱: قوم نے حضرت نوح علیہ السلام پر وحی نازل ہونے پر کیوں تعجب کیا؟　　۱: قوم نے کہا کہ یہ ہماری طرح کے انسان ہیں۔ اُن کے خیال میں کسی فرشتے کو نبی ہونا چاہیئے تھا۔　　۲: انبیاء کرام علیہم السلام کو انسانوں ہی میں سے منتخب فرمانے میں کیا حکمت ہے؟　　۲: تاکہ لوگوں کے لئے بطور مثال پیش کیا جاسکے اور ہم زبان ہونے کی وجہ ان کی اطاعت و فرماں برداری میں آسانی رہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی سیرت و کردار تمام بنی نوع انسان کے لئے کامل نمونہ ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حجت یعنی پکی دلیل اور ثبوت بن جائے۔　　۳: انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت کا اور کیا مقصد تھا؟

۳: انجام سے آگاہ کرنا۔ یہاں مراد یہ کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر بُرے انجام سے ڈرانا۔

۵: تقویٰ کسے کہتے ہیں؟　　۵: اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے ڈرنا اور اس کی نافرمانی سے بچنا۔　　۶: رحم سے کیا مُراد ہے؟　　۶: نرمی و شفقت کا رویہ۔

آیت نمبر ۶۴: ۱: قوم نے حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت کا کیا جواب دیا؟　　۱: قوم نے انہیں جھٹلایا۔

۲: تکذیب (جھٹلانے) سے کیا مُراد ہے؟　　۲: بات نہ ماننا یعنی ان کی رسالت کا انکار کرنا اور ان کی دعوتِ توحید کو نہ ماننا۔

۳: تکذیب (جھٹلانے) کی اقسام بیان کریں؟　　۳: تکذیب کے معنی ہیں بات نہ ماننا۔ اس کی دو قسمیں ہیں: i۔ تکذیب قولی یعنی مسلّمات دین (توحید، رسالت، ارکان اسلام وغیرہ) کا زبان سے انکار کرنا (مثلاً نماز کے فرض ہونے کا انکار کرنا) ii۔ تکذیب عملی یعنی مسلّمات دین پر عقیدہ رکھتے ہوئے ان پر عمل نہ کرنا (مثلاً نماز کو فرض ماننے کے باوجود ادا نہ کرنا)۔ تکذیب قولی کا ارتکاب کفر ہے جبکہ تکذیب عملی کا ارتکاب نافرمانی اور گناہ ہے لہذا ہمیں ہر قسم کی تکذیب سے بچنا چاہیئے۔

۴: اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام اور اہل ایمان کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟　　۴: اللہ تعالیٰ نے انہیں اس عذاب سے بچا لیا۔

۵: حضرت نوح علیہ السلام کو جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا؟ اور اُس کی وجہ کیا تھی؟　　۵: شرک کرنے کی وجہ سے انہیں طوفان کے ذریعے ہلاک کر دیا گیا۔

۶: حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کو اندھا کیوں کہا گیا؟　　۶: کیوں کہ وہ سیدھے راستہ پر چلنے کے لئے تیار ہی نہ تھے، گویا وہ سیدھے راستے کو دیکھنا ہی نہیں چاہتے تھے۔

عملی پہلو: جب انسان سب کچھ جانتے بوجھتے حق کا انکار کرے اور سیدھی راہ پر چلنے کے لئے تیار نہ ہو تو وہ درحقیقت اندھے پن کا مظاہرہ کر رہا ہوتا ہے۔ یہی اندھا پن گمراہی اور ہلاکت کا سبب بنتا ہے۔ اس لئے ہمیں غور و فکر کرنا چاہیئے کہ کہیں ہمارا طرزِ عمل بھی ایسا تو نہیں۔

علمی بات: قرآن حکیم میں دوسری جگہ اسی حقیقت کی طرف توجہ مبذول کرائی گئی ہے۔ ارشاد ربانی ہے "تو کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں ہیں جس سے انہیں وہ دل حاصل ہوتے جو انہیں سمجھ دے سکتے، یا ایسے کان حاصل ہوتے جن سے وہ سن سکتے؟ حقیقت یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں، بلکہ وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں کے اندر ہیں۔" (سورۃ الحج ۲۲، آیت: ۴۶)

بقول اقبال:　　دل بینا بھی کر خدا سے طلب　　آنکھ کا نور دل کا نور نہیں

(سورۃ ھود: آیات: ۲۵ تا ۴۹)

آیت نمبر ۲۵: ۱: حضرت نوح علیہ السلام کو انہی کی قوم میں سے کیوں منتخب فرمایا گیا؟　　۱: اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں قوم ہی میں سے ایک رسول کو منتخب فرمایا تاکہ وہ رسول ان لوگوں کو انہی کی زبان میں اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا سکے اور رسول کے سیرت و کردار کی بہترین مثال بھی لوگوں کے سامنے رہے۔

۲: حضرت نوح علیہ السلام نے قوم سے کیا فرمایا؟　　۲: انہوں نے قوم سے فرمایا کہ "میں بے شک تمہیں واضح طور پر ڈر سنانے والا ہوں"۔ یعنی تم میری اطاعت کرو اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے بچو ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کی وجہ سے تم شدید عذاب میں مبتلا ہو جاؤ۔

۳: کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی کسی خاص قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے تھے؟ ۳: ہر رسول کو اپنی قوم کی طرف بھیجا گیا جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری انسانیت کی طرف اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا آخری رسول بنا کر بھیجا گیا۔ جیسا کہ سورۃ سبا ۳۴، آیت: ۲۸ میں فرمایا گیا کہ "اور (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم!) ہم نے آپ کو پوری انسانیت کے لئے خوشخبری سنانے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔"

آیت نمبر ۲۶: ۱: حضرت نوح علیہ السلام نے قوم کو کیا دعوت دی؟ ۱: صرف ایک اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی عبادت کی دعوت دی۔

عملی پہلو: تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی قوموں کو یہی بنیادی دعوت دیتے رہے۔ ہر پیغمبر علیہ السلام نے اپنی دعوت کا آغاز اسی نکتہ سے کیا۔ دعوتِ توحید کو قبول نہ کرنے والوں اور شرک پر قائم رہنے والوں کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے عذاب سے ڈرانا بھی انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت میں شامل تھا۔ اس لئے لوگوں کو کفر و شرک سے بچنے کی دعوت دینا تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت پر عمل کرنا ہے۔

۲: کیا حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے سب لوگ ان پر ایمان لے لائے تھے؟ ۲: نہیں۔ سوائے چند لوگوں کے ان پر کوئی ایمان نہیں لایا۔ اکثریت کفر و شرک پر قائم رہی۔ ۳: حضرت نوح علیہ السلام نے قوم کو یعنی ایمان نہ لانے والوں کو کس انجام سے ڈرایا؟ ۳: دردناک دن کے عذاب سے ڈرایا۔ ۴: دردناک دن سے کیا مراد ہے؟ ۴: یعنی مصیبت کا دن۔ اس سے مراد قیامت کا دن بھی ہے اور وہ دن بھی جب نوح علیہ السلام کی قوم پر طوفان آیا اور حضرت نوح علیہ السلام کی قوم غرق ہو گئی تھی۔ دونوں صورتوں میں نافرمان قوم کو تباہی و بربادی اور ہلاکت سے ڈر سنانا مقصود ہے۔

آیت نمبر ۲۷: ۱: قوم کو حضرت نوح علیہ السلام پر کیا اعتراضات تھے؟ ۱: قوم کو حضرت نوح علیہ السلام پر درج ذیل اعتراضات تھے: i۔ وہ ہماری ہی قوم کے ایک فرد ہیں۔ ii۔ اُن پر ایمان لانے والے ہمارے کم تر لوگ ہیں۔ iii۔ آپ (علیہ السلام) کوئی امیر انسان (مال و مرتبہ والے) نہیں ہیں۔ iv۔ آپ (علیہ السلام) جھوٹے ہیں (معاذ اللہ)۔ یعنی قوم کے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ کم تر لوگوں کا ایمان لانا آپ (علیہ السلام) کے کسی فضل و کمال کو ظاہر نہیں کرتا۔ ہاں اگر بڑے حسب و نسب والے، امیر لوگ، سردار اور بڑے بڑے دانشور آپ (علیہ السلام) پر ایمان لاتے تو پھر ہم پر آپ (علیہ السلام) کی فضیلت ہوتی۔

علمی بات: ہر پیغمبر علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف سے سب سے پہلے ایسے ہی ردِ عمل کا سامنا کرنا پڑا یعنی اکثر و بیشتر ایک ہی جیسے الزامات لگائے گئے مثلاً اہلِ مکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کرتے تھے کہ یہ نبی ہماری طرح کے انسان ہیں۔ نبی تو انسان کے بجائے فرشتہ کو ہونا چاہیئے تھا۔ جس کا جواب یوں کہلوایا گیا کہ ان سے فرمائیں کہ میں (معبود اور فرشتہ نہ ہونے میں) تمہارے جیسا انسان ہوں۔ لیکن مجھ پر اللہ سبحانہ و تعالیٰ وحی فرماتا ہے (گویا کہ میں اس کا نامزد نمائندہ ہوں اور اسکا پیغام یہ ہے) کہ تمہارا معبود (وہی) ایک معبود ہے۔ (سورۃ الکہف ۱۸، آیت: ۱۱۰)

آیت نمبر ۲۸: ۱: حضرت نوح علیہ السلام نے قوم کے اعتراض کا کیا جواب دیا؟ ۱: آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں واضح دلیل یعنی ہدایت پر ہوں، مجھے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے نبوت عطا فرمائی ہے اور میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف دعوت دینے والا ہوں۔

۲: واضح دلیل پر ہونے سے کیا مراد ہے؟ ۲: حضرت نوح علیہ السلام اس بات کے ذریعے قوم کو یہ سمجھانا چاہتے تھے کہ میں نے اپنی زندگی تمہارے درمیان گزاری ہے، میرا کردار، میرا اخلاق اور میرا رویّہ، سب کچھ تم اچھی طرح جانتے ہو۔ لہٰذا تم لوگ غور کرو کہ میں ایسی شخصیت کا حامل انسان ہوں کہ میرے اوپر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی رحمت سے وحی آتی ہے جس کی کیفیت اور حقیقت کا ادراک تم لوگ نہیں کر سکتے۔ میں اس کے بارے میں تم لوگوں کو بتا ہی سکتا ہوں، دکھا تو نہیں سکتا۔

۳: رحمت یعنی نبوت کے دکھائی نہ دینے سے کیا مراد ہے؟ ۳: حضرت نوح علیہ السلام کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ میں جو دعوت توحید پیش کر رہا ہوں اس کی گہری جڑیں انسانی فطرت کے اندر موجود ہیں۔ میں اسی فطری دلیل اور قلبی بصیرت پر قائم ہوں جس کو ہر وہ شخص دیکھ سکتا ہے جس کے پاس بصیرت کی آنکھیں ہوں۔ لیکن جن کی آنکھوں پر ضد، ہٹ دھرمی اور حق کو نہ ماننے کی پٹی پڑی ہو وہ اس نورِ بصیرت کو پانے سے قاصر ہیں۔ انہیں یہ ہدایت یعنی نبوت نظر نہیں آئے گی۔

۴: زبردستی ہدایت کے لازم کرنے کا مطلب کیا ہے؟ ۴: حضرت نوح علیہ السلام کی مشرک قوم کو ان کے ذریعے بتایا جا رہا ہے کہ کیا آپ علیہ السلام دلیل نبوت کے ساتھ انہیں زبردستی ہدایت کا قائل اور اس رحمت کے سائے میں داخل کریں گے، جب کہ وہ اس سے نفرت کرتے ہیں اور دُور بھاگتے ہیں اور دلائل و شواہد پر وہ غور و فکر کرنا ہی نہیں چاہتے۔

عملی پہلو: جانتے بوجھتے حق کو رد کرنے والوں کو زبردستی ہدایت نہیں دی جاتی۔

۵: رسولوں کا اصل کام کیا ہے؟ ۵: رسولوں کا اصل کام اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دینا ہے تا کہ لوگ بغیر کسی زبردستی کے دل کی آمادگی کے ساتھ اُسے قبول کریں۔

آیت نمبر ۲۹: ۱: حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے دعوتِ توحید کے اجر کے معاملے پر کیا ارشاد فرمایا؟ ۱: فرمایا کہ میں کسی اجر کا مطالبہ نہیں کرتا۔

۲: رسول اپنی دعوت کے عمل پر کس چیز کے طلب گار ہوتے ہیں؟ ۲: رسول قوم سے نہ مال مانگتے ہیں نہ اور کچھ۔ وہ صرف اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب کی اُمید رکھتے ہیں۔

۳: حضرت نوح علیہ السلام نے کس بات کا رد فرمایا؟ ۳: مومنوں کو اپنے سے دور کرنے کا۔ یعنی حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے سرداروں نے معاشرے میں کمزور سمجھے جانے والے اہل ایمان کو حضرت نوح علیہ السلام سے اپنی مجلس یا اپنے قُرب سے دور رکھنے کا مطالبہ کیا جس کو انہوں نے رد فرما دیا۔

علمی بات: مکہ کے سرداروں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس قسم کا مطالبہ کیا تھا، جس پر اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کی آیت نازل فرمائی تھی "اے پیغمبر ان لوگوں کو اپنے سے دور مت کیجیے جو صبح شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔" (سورۃ الانعام ۶: ۵۲)

۴: حضرت نوح علیہ السلام نے کس بات کو قوم کی جہالت قرار دیا؟ ۴: اللہ تعالیٰ اور رسول کے پیروکاروں کو حقیر سمجھنا اور پھر انہیں قربِ نبوت سے دور کرنے کا مطالبہ کرنا، ان کی قوم کی جہالت ہے۔

عملی پہلو: انسان کی قدر اور مرتبہ دنیاوی مال و دولت کی بنیاد پر نہیں ہے۔ بلکہ انسان کی عزت و شان کا معیار تقویٰ ایمان و یقین، عمدہ اخلاق اور پاکیزہ اوصاف پر مبنی کردار ہوتا ہے۔ اس لئے کسی کا انسانی شرف دنیاوی مال و دولت کے پیمانوں پر ناپنا حماقت و جہالت ہے۔

آیت نمبر ۳۰: ۱: غریب اہل ایمان کو اپنے پاس سے ہٹانے کے مطالبہ کا حضرت نوح علیہ السلام نے کیا جواب دیا؟ ۱: حضرت نوح علیہ السلام نے اِس مطالبہ کو رد کر دیا کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اہمیت ایمان کی ہے مال کی نہیں اور فرمایا کہ اگر انہیں ہٹایا تو اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائے گا۔

عملی پہلو: حضرت نوح علیہ السلام کے ارشاد سے ہمیں یہ رہنمائی ملتی ہے کہ داعیِ حق کو غیر مسلموں کو خوش کرنے کے لئے مسلمانوں سے بے تعلقی اختیار نہیں کرنی چاہیئے۔ اسی طرح جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو، اس سے منہ موڑا نہیں جا سکتا۔ کیونکہ اس کی طرف اللہ تعالیٰ کی بھی توجہ ہوتی ہے۔

آیت نمبر ۳۱: ۱: حضرت نوح علیہ السلام نے قوم کے اعتراضات کا کیا جواب دیا؟ ۱: حضرت نوح علیہ السلام نے قوم کے اعتراضات کے یہ جوابات دیئے: i۔ اے میری قوم! میں نے تم سے یہ کب کہا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے خزانوں کا مالک ہوں۔ خزانوں کا اصل مالک تو صرف اللہ تعالیٰ ہے وہ اپنی تقسیم کے مطابق جسے چاہتا ہے عنایت کرتا ہے۔ ii۔ اے میری قوم! میں غیب کو (خود سے) جاننے کا دعویٰ نہیں کرتا۔ غیب کے اصل معاملات اللہ تعالیٰ کو معلوم ہیں۔ iii۔ اے قوم! میں فقط اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں اور میں نے فرشتہ ہونے کا کبھی دعویٰ نہیں کیا ہے اور آپ علیہ السلام ایسا دعویٰ کرتے ہی کیوں جبکہ انسانیت خود اتنا عظیم شرف ہے کہ اسے اشرف المخلوقات قرار دے کر خلافت کے منصب پر فائز کیا گیا اور فرشتوں سمیت ساری کائنات اس کی حفاظت و خدمت پر معمور ہے۔ iv۔ اے لوگو! میں یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ جنہیں تم اپنے سے کم تر سمجھتے ہو اللہ تعالیٰ انہیں کسی خیر سے نہیں نوازے گا۔ اللہ تعالیٰ ان کے ایمان اور اخلاص کو جانتا ہے۔ اگر میں تمہارے مطالبہ پر انہیں اپنے آپ سے دور کر دوں تو یقیناً میں اس وقت ظالموں میں شمار ہوں گا۔ (معاذ اللہ)

۲: غیب سے کیا مراد ہے؟ ۲: غیب اسے کہا جاتا ہے جو حواس اور عقل کے ذریعہ نہ پہچانا جا سکے۔ مثلاً ایسی حقیقتیں جو ہمیں نظر نہیں آتیں مگر ان پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ، فرشتے، جن، جنّت، دوزخ، یومِ آخرت وغیرہ۔

۳: فرشتے کون ہیں اور کس چیز سے بنے ہیں؟ ۳: اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں اور یہ نور سے بنے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے اور اس کے ہر حکم پر عمل کرتے ہیں۔ ۴: عام لوگوں کی نگاہ میں دنیا میں عزت و ذلت کا معیار کیا ہے؟ ۴: مال اور شہرت۔

علمی بات: اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزت کا معیار تقویٰ ہے۔ (سورۃ الحجرات ۴۹، آیت: ۱۳)

آیت نمبر ۳۲: ۱: حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے آپ علیہ السلام کے جوابات پر کیا ردِ عمل ظاہر کیا؟ ۱: قوم نے حضرت نوح علیہ السلام کی ناصحانہ اور حکیمانہ دعوتِ توحید کے انداز، آپ علیہ السلام کی مخلصانہ اور طویل ترین جدوجہد کو بحث و تکرار اور ایک جھگڑے سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں دی۔ (معاذاللہ)

۲: حضرت نوح علیہ السلام اور اُن کی قوم کے درمیان کیا جھگڑا تھا؟ ۲: بتوں کی عبادت کی جائے یا صرف ایک اللہ تعالیٰ کی۔

۳: قوم نے حضرت نوح علیہ السلام سے کیا مطالبہ کیا؟ ۳: اگر وہ واقعی اپنی نبوت میں سچے ہیں تو اس عذاب کو لے آئیں جس سے وہ انہیں ڈرا رہے ہیں۔

آیت نمبر ۳۳: ۱: حضرت نوح علیہ السلام نے قوم کی طرف سے عذاب کے مطالبے پر کیا جواب دیا؟ ۱: میرا کام اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانا ہے۔ عذاب دینے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ ۲: آپ علیہ السلام نے قوم کو کس بات سے متنبہ کیا؟ ۲: اللہ تعالیٰ جب تم پر عذاب بھیجنے کا ارادہ فرمائے گا اور اس کی طرف سے عذاب نازل ہو گا تو تم کسی طرح بھی اس کو ٹال یا روک نہیں سکو گے۔

آیت نمبر ۳۴: ۱: کون لوگ گمراہ ہوتے ہیں؟ ۱: جو انبیاء کرام علیہم السلام کی نصیحت کو نہیں مانتے۔ جو جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہیں۔ (سورۃ الصف ۶۱: آیت ۵)

آیت نمبر ۳۵: ۱: یہاں اللہ تعالیٰ کس سے خطاب فرما رہا ہے؟ ۱: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جن پر اللہ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم نازل فرمایا۔

۲: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآن کے حوالہ سے کیا الزام لگایا؟ ۲: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اِسے گھڑ لیا ہے۔ (معاذاللہ)

آیت نمبر ۳۶: ۱: حضرت نوح علیہ السلام کو کس بات کا غم تھا؟ ۱: اپنی قوم کے ایمان نہ لانے کا۔

۲: اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو کس بات کی خبر دی؟ ۲: اب مزید کوئی اور ایمان نہیں لائے گا۔

آیت نمبر ۳۷: ۱: "ہماری نگاہوں کے سامنے" سے کیا مراد ہے؟ ۱: اللہ تعالیٰ کی رہنمائی، حکم کے مطابق اور اس کی مدد کے ساتھ۔

۲: وحی سے کیا مراد ہے؟ ۲: لغوی اعتبار سے پوشیدہ طریقہ سے خبر دینے کو وحی کہتے ہیں۔ شرعی اصطلاح میں وحی اللہ تعالیٰ کا وہ کلام ہے جو اس نے اپنے انبیاء کرام علیہم السلام سے کسی طریقے سے کیا ہو۔ ۳: حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی بنانا کس نے سکھائی؟ ۳: اللہ تعالیٰ نے۔ اسی طرح انسانوں کو تمام علوم اور صلاحیتیں اللہ تعالیٰ ہی نے عطا فرمائی ہیں۔ ۴: حضرت نوح علیہ السلام نے عذاب سے بچنے کے لئے کس پر بھروسہ کیا؟ اللہ تعالیٰ پر یا کشتی پر؟ ۴: اللہ تعالیٰ پر۔

عملی پہلو: ہمارا بھروسہ بھی اسباب کے بجائے حقیقتاً اللہ تعالیٰ ہی پر ہونا چاہیئے اور مشکلات میں اسی کی طرف رجوع کرنا چاہیئے اور اسباب و وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے کامل اُمید اللہ تعالیٰ سے رکھنی چاہیئے کیوں کہ وہی حقیقتاً اور مستقلاً مددگار ہے۔

۵: ظلم سے کیا مراد ہے؟ ۵: کسی چیز کو اُس کے اصل مقام سے ہٹا دینا مثلاً بتوں کو خدا کہنا یا اللہ تعالیٰ کو عام بادشاہوں کی طرح سمجھنا۔

آیت نمبر ۳۸: ۱: سرداروں نے کیوں حضرت نوح علیہ السلام کا مذاق اُڑایا؟ ۱: اُن کی کشتی بنانے پر مذاق اُڑایا کہ نہ تو پانی ہے، نہ دریا اور نہ سمندر۔ تو پھر کشتی کہاں چلے گی؟ ۲: کیا ہمیشہ اہلِ ایمان کا مذاق اڑایا جاتا رہے گا؟ ۲: نہیں بلکہ قیامت کے دن ایمان والوں کا مذاق اڑانے والے خود رسوا ہوں گے اور اہلِ ایمان ان پر ہنس رہے ہوں گے۔ (سورۃ المطففین ۸۳، آیت: ۳۴)

آیت نمبر ۳۹: ۱: حضرت نوح علیہ السلام کی قوم پر عذاب کیوں آیا؟ ۱: حضرت نوح علیہ السلام کو جھٹلانے کی وجہ سے۔

آیت نمبر ۴۰: ۱: حضرت نوح علیہ السلام کی قوم پر اللہ تعالیٰ کے عذاب کا آغاز کیسے ہوا؟ ۱: زمین سے پانی اُبلنے لگا اور آسمان سے پانی برسنے لگا۔
۲: حضرت نوح علیہ السلام نے کشتی میں کن چیزوں کو سوار کیا؟ ۲: i۔ مختلف جانوروں کے جوڑوں۔ ii۔ اپنے گھر والوں میں سے ایمان لانے والوں۔ iii۔ دیگر اہل ایمان۔ ۳: حضرت نوح علیہ السلام پر کتنے لوگ ایمان لائے؟ ۳: بہت کم۔ تقریباً ۷۰ سے ۸۰ کے قریب افراد۔

آیت نمبر ۴۱: ۱: حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کا چلنا اور رُکنا کس کے حکم سے تھا؟ ۱: اللہ تعالیٰ کے حکم سے۔

عملی پہلو: ہمیں بھی سواری پر سوار ہو کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا چاہیئے اور نبی کریم ﷺ کی سکھائی ہوئی سواری کی مسنون دعا بھی پڑھنی چاہیئے۔

"سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ" "پاک ہے وہ ذات جس نے اِس کو ہمارے تابع کر دیا حالانکہ ہم اسے قابو میں نہیں لا سکتے تھے اور بے شک ہم اپنے رب کی طرف ضرور لوٹ کر جانے والے ہیں۔" (سورۃ الزخرف ۴۳، آیات: ۱۳،۱۴)

آیت نمبر ۴۲: ۱: حضرت نوح علیہ السلام کی قوم پر آنے والے طوفان کی کیفیت کیا تھی؟ ۱: اس کی موجیں پہاڑوں جیسی تھیں۔ ۲: حضرت نوح علیہ السلام کے کتنے بیٹے تھے؟ ۲: چار۔ ۳: حضرت نوح علیہ السلام کے کتنے بیٹے ایمان لانے والے تھے؟ ۳: تین بیٹے ایمان والے تھے، یعنی حام، سام اور یافث۔
۴: حضرت نوح علیہ السلام کے کتنے بیٹے ایمان نہیں لائے؟ ۴: ایک بیٹا جس کا نام کنعان / یام تھا۔
۵: حضرت نوح علیہ السلام نے کنعان / یام کو کیا نصیحت کی؟ ۵: اے میرے بیٹے! کشتی میں سوار ہو جاؤ اور کافروں کے ساتھ نہ ہو۔

آیت نمبر ۴۳: ۱: کنعان / یام نے طوفان سے بچنے کی کیا ترکیب سوچی؟ ۱: اُس نے کہا کہ میں پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا اور وہ مجھے طوفان سے بچا لے گا۔
۲: مصیبت کے وقت بچانے والا کون ہے؟ ۲: صرف اللہ تعالیٰ۔

عملی پہلو: مصیبت کے وقت اسباب استعمال کیئے جائیں لیکن بھروسہ اسباب پر نہیں اللہ تعالیٰ پر ہونا چاہیئے کیوں کہ اللہ تعالیٰ ہی حقیقتاً اور مستقلاً مددگار ہے۔ اسباب میں تاثیر اللہ تعالیٰ ہی ڈالتا ہے۔ مثلاً آگ اللہ تعالیٰ کے حکم سے جلتی ہے اللہ تعالیٰ نہ چاہے تو نہ جل سکتی اور نہ ہی جلا سکتی ہے۔ جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے آگ کو ٹھنڈا کر دیا گیا تھا۔ (سورۃ الانبیاء ۲۱، آیت: ۶۹)

آیت نمبر ۴۴: ۱: طوفان کیسے ختم ہوا؟ ۱: اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تو آسمان تھم گیا اور زمین نے پانی نگل لیا اور یوں پانی خشک ہو گیا۔
۲: حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کہاں جا کر ٹھہری؟ ۲: اراراٹ پہاڑی سلسلے کی چوٹی جُودی پر۔ مشہور ہے کہ یہ پہاڑ ترکی کے مشرقی علاقہ میں ہے۔

آیت نمبر ۴۵: ۱: حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے یام / کنعان کے ڈوبنے پر اللہ تعالیٰ کو کیوں پکارا؟ ۱: کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا کو وہ اُن کے گھر والوں کو بچا لے گا۔

آیت نمبر ۴۶: ۱: اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی پکار کا کیا جواب دیا؟ ۱: اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ آپ کے گھر والوں میں سے نہیں تھا کیوں کہ اُس کا عمل اچھا نہیں تھا۔ ۲: اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ اہمیت ایمان کی ہے یا رشتے ناطے کی؟ ۲: اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ اہمیت ایمان کی ہے۔ چنانچہ ایمان اور نیک اعمال کے بغیر اللہ تعالیٰ کے ہاں نجات ممکن نہیں۔

فرمانِ نبوی ﷺ: "جو عمل میں پیچھے رہ گیا اُس کا نسب اُسے (نجات کے معاملہ میں) آگے نہ بڑھا سکے گا"۔ (صحیح مسلم)

۳: کفار کو کسی نیک آدمی کا تعلق عذاب سے بچا سکتا ہے؟ ۳: نہیں عذاب سے بچنے اور نجات کے لئے ایمان، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت واتباع ضروری ہے۔ کسی کافر کے لئے محض کسی نیک آدمی سے تعلق یا رشتہ داری نجات کا باعث نہیں بن سکتی۔ جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام کے اس بیٹے کے عذاب میں مبتلا ہونے کا ذکر کیا گیا ہے جس نے آپ علیہ السلام کو چھوڑ کر کفار کی معیت اختیار کر لی تھی۔

آیت نمبر ۴۷: ۱: خسارے سے بچانے والی چیزیں کیا ہیں؟ ۱: اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رحمت۔ ۲: ایک بندۂ مومن کو سب سے بڑھ کر کس سے محبت ہونی چاہیئے؟ ۲: مال، دولت، اولاد اور ہر شے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت ہونی چاہیئے۔

علمی بات: فرمان الٰہی ہے "اور ایمان والے سب سے زیادہ اللہ سے محبت رکھتے ہیں۔" (سورۃ بقرہ، آیت:۱۶۵)

فرمانِ نبوی ﷺ: "تم میں سے کوئی شخص (اس وقت تک کامل) مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اسے اس کے والد، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔" (بخاری و مسلم)

فرمانِ نبوی ﷺ: "یہ تین (خصلتیں) جس شخص میں ہوں اس نے ایمان کی مٹھاس کو پالیا۔(۱) جس کو اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ تمام کائنات سے زیادہ محبوب ہوں (۲) اس کی محبت جس شخص سے بھی ہو اللہ ﷻ ہی کے لئے ہو (۳) اور اسے کفر میں لوٹنا ایسے ہی ناپسند ہو جیسا کہ آگ میں ڈالا جانا پسند نہیں کرتا۔" (بخاری و مسلم)

آیت نمبر ۴۸: ا: حضرت نوح علیہ السلام اور اہل ایمان کے ساتھ اللہ ﷻ نے کیا معاملہ فرمایا؟ ا: اللہ ﷻ نے انہیں اپنی رحمت اور فضل سے طوفان سے بچا کر سلامتی اور برکتیں عطا فرمائیں۔

۲: اللہ ﷻ کی نعمتوں کے متعلق کیا رویہ ہونا چاہیئے؟ ۲: اللہ ﷻ کی نعمتوں کی قدر اور ان پر اللہ ﷻ کا شکر ادا کرنا چاہیئے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ ان نعمتوں کو اللہ ﷻ کی اطاعت میں استعمال کرنا چاہیئے۔ نعمتوں کی ناشکری اللہ ﷻ کے عذاب کا مستحق بنا دیتی ہے۔

آیت نمبر ۴۹: ا: اس آیت میں اللہ ﷻ نے کس سے خطاب فرمایا ہے؟ ا: یہاں نبی کریم ﷺ سے خطاب ہے۔ اللہ ﷻ کی طرف سے آپ ﷺ کو تسلی دی جا رہی ہے کہ کفارِ مکّہ کی مخالفتوں پر صبر کریں اور بشارت دی جا رہی ہے کہ بالآخر بہترین انجام اور اصل کامیابی متقّین کے لئے ہے۔

۲: متقّین کون ہوتے ہیں؟ ۲: اللہ ﷻ سے ڈرنے اور اس کی نافرمانی سے بچنے والے۔ ۳: نبی کریم ﷺ کو حضرت نوح علیہ السلام کے واقعہ کی تفصیلات کیسے معلوم ہوئیں؟ ۳: حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ اللہ ﷻ نے وحی کے ذریعے آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے ذریعے آپ ﷺ کی قوم کو بتایا۔

(سورۃ الشعراء آیات: ۱۰۵ تا ۱۲۲)

آیت نمبر ۱۰۵: ا: حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کون تھی اور کہاں آباد تھی؟ ا: وہ قوم جن کی طرف حضرت نوح علیہ السلام کو رسول بنا کر بھیجا گیا۔ یہ قوم عراق کے علاقہ میں آباد تھی۔

آیت نمبر ۱۰۶: ا: حضرت نوح علیہ السلام کو برادری کا فرد کیوں کہا گیا؟ ا: کیوں کہ حضرت نوح علیہ السلام انہی کی قوم میں سے تھے، انہی کی زبان بولنے والے تھے اور ان کے ہم وطن اور ہم قبیلہ تھے نیز برادری کی طرف نسبت کرنے کا مقصد ان کی قوم کو تنبیہ کرنا تھا کہ وہ ان پر اس طرح مشفق اور مہربان ہیں جیسے ایک بھائی اپنے بھائی پر مشفق اور مہربان ہوتا ہے۔

آیت نمبر ۱۰۷: ا: امانت دار رسول سے کیا مراد ہے؟ ا: جو اللہ ﷻ کے پیغام کو بغیر کسی کمی بیشی کے لوگوں تک پہنچا دے۔

علمی بات: امانت داری ایک مومن کی لازمی صفت ہے۔ **فرمانِ نبوی ﷺ:** "اس کا کوئی ایمان نہیں جس میں امانت داری نہیں"۔ (بیہقی)

آیت نمبر ۱۰۸: ا: حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت کیا تھی؟ ا: اللہ ﷻ کی نافرمانی سے بچو اور میری اطاعت اختیار کرو۔

علمی بات: اللہ ﷻ کی اطاعت کے ساتھ رسول کی اطاعت بھی ضروری ہوتی ہے کیوں کہ رسول کی اطاعت ہی اللہ ﷻ کی اطاعت ہے۔ (سورۃ النساء۴: آیت:۸۰) مثلاً نماز اللہ ﷻ کا حکم ہے مگر اس کا طریقہ نبی کریم ﷺ نے بتایا۔

آیت نمبر ۱۰۹: ا: رسول اپنی دعوت کے عمل پر کس چیز کے طلب گار ہوتے ہیں؟ ا: رسول دعوت کا عمل صرف اللہ ﷻ کی رضا اور اسی سے اجر و ثواب کی امید پر کرتے ہیں۔ کوئی دنیاوی مقصد مثلاً مال اور شہرت وغیرہ نہیں ہوتا ہے۔

عملی پہلو: ہمیں بھی دوسروں کو اچھائی کی دعوت صرف اللہ ﷻ کو راضی کرنے کے لئے دینی چاہیئے۔

آیت نمبر ۱۱۰: ا: حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو بار بار کیا دعوت دی؟ ا: حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو بار بار اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے ڈرنے اور اپنی اطاعت کرنے کی دعوت دی۔

آیت نمبر ۱۱۱: ا: کفار نے غریب اہل ایمان پر کیا اعتراض کیا؟ ا: وہ بولے کہ یہ ایمان والے تو کم تر اور حقیر لوگ ہیں۔

علمی بات: ہر دور میں دین کی مخالفت کرنے والے اسی طرح اہل ایمان کا مذاق اڑاتے ہیں۔

آیت نمبر ۱۱۲: ا: کفار کے مطالبے کا حضرت نوح علیہ السلام نے کیا جواب دیا؟ ا: حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا مجھے اس سے کیا غرض جو وہ کرتے ہیں۔

آیت نمبر ۱۱۳: ا: کفار کے مطالبے کا حضرت نوح علیہ السلام نے کیا اور جواب دیا؟ ا: حضرت نوح علیہ السلام نے دوسرا جواب یہ دیا کہ لوگوں کے معاملات اور ان کے اعمال کی اصل حقیقت تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور وہ لوگوں سے ان کا حساب لے لے گا۔

آیت نمبر ۱۱۴: ا: کفار کے مطالبے کا حضرت نوح علیہ السلام نے مزید کیا جواب دیا؟ ا: حضرت نوح علیہ السلام نے تیسرا جواب یہ دیا کہ میں ان غریب اہل ایمان کو اپنے سے دور کرنے والا نہیں۔

عملی پہلو: ہمیں بھی لوگوں کو مال و دولت کے بجائے ایمان اور نیک اعمال کی بنیاد پر اہمیت دینی چاہیئے۔

آیت نمبر ۱۱۵: ا: کفار کے مطالبے کا حضرت نوح علیہ السلام نے کیا جواب دیا؟ ا: حضرت نوح علیہ السلام نے چوتھا جواب یہ دیا کہ میں ایک رسول ہوں جس کی ذمہ داری واضح طور پر پیغام کو پہنچانے کی ہے۔

علمی اور فکری پہلو: واضح رہے کہ یہاں جو بات کہی گئی ہے وہ ان لوگوں کے تعلق سے ہے جو ایمان نہیں لائے۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا ہرگز صحیح نہیں کہ پیغمبر علیہ السلام کی ذمہ داری اہل ایمان کے معاملہ میں بھی پیغام رسانی سے زیادہ کچھ نہیں ہوتی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل کے تعلق سے کیسی کیسی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونا پڑا، حضرت داوٗد علیہ السلام کو خلافت کی ذمہ داریاں سونپی گئیں، حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک شاندار حکومت قائم کرنے کے ساتھ عدالت کے فرائض بھی انجام دیئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تزکیہ و تربیت اور کتاب و حکمت کی تعلیم بھی دی اور عدالتی فیصلے بھی فرمائے نیز کفار کے ساتھ جہاد و قتال جیسی ذمہ داریاں بھی کماحقہٗ ادا فرمائیں۔ مختصر یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پورے دین کی تشریح اور وضاحت اپنے قول و عمل سے فرمائی جس کی اطاعت و اتباع اہل ایمان کے لئے ضروری ہے۔

آیت نمبر ۱۱۶: ا: حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے اُنہیں کیا دھمکی دی؟ ا: رجم یعنی پتھر مار کر ہلاک کرنے کی دھمکی دی۔ (معاذ اللہ)

آیت نمبر ۱۱۷: ا: حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے کیا التجا کی؟ ا: جب قوم نے حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی دعوت کو جھٹلایا تو حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی فریاد رکھی۔ ۲: حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے کیا فریاد کی؟ ۲: حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے فریاد کی کہ ان کے اور کافر قوم کے درمیان فیصلہ فرمادے۔ مزید حضرت نوح علیہ السلام اور اہل ایمان کو ان کافروں سے نجات عطا فرمادے۔

آیت نمبر ۱۱۹: ا: اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی فریاد کس طرح قبول فرمائی؟ ا: اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام اور اہل ایمان کو ایک کشتی میں سوار کر کے بچالیا۔

آیت نمبر ۱۲۰: ا: نافرمان قوم کا کیا انجام ہوا؟ ا: اللہ تعالیٰ نے نافرمان قوم پر طوفان کا عذاب بھیجا اور انہیں ڈبو کر ہلاک کر دیا۔

آیت نمبر ۱۲۱: ا: اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کا قصّہ کیوں بیان فرمایا؟ ا: قرآنِ حکیم میں یہ قصّے ہماری عبرت اور سبق آموزی کے لئے بیان کیئے گئے ہیں۔ ان قصّوں کو اللہ تعالیٰ نے نشانی قرار دیا ہے۔ ان میں نافرمانوں کے بُرے اور اہل ایمان کے بہترین انجام کا ذکر کیا گیا ہے۔ یوں یہ قصّے ہماری نصیحت اور رہنمائی کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہیں۔

علمی بات: اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کے قصّہ کی ایک ایک چیز اور اس دوران ہونے والا ایک ایک واقعہ اور عمل اہل عالم کے لئے عبرت کا سامان بنادیا۔

i۔ سب سے پہلے تو یہ پورا قصہ ہی تمام جہانوں کے لئے نشانی بنایا۔ جو بھی اسے سنے اس سے عبرت حاصل کرے۔ ii۔ اتنی بڑی کشتی تمام جہانوں کے لئے نشانی بنائی کہ پانی میں غرق ہونے سے بچاؤ کا یہ طریقہ ہے۔ چنانچہ اس کے بعد تمام زمانوں میں انسان نے اس کی مانند کشتیاں بنا کر غرق ہونے سے بچنے کا اور سمندر میں سفر کا بندوبست کیا۔ یہ مضمون سورۃ یٰسٓ ۳۶، آیات: ۴۱ تا ۴۴ میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ iii۔ وہ کشتی صدیوں تک جودی کی چوٹی پر موجود رہی اور بعد کی نسلوں کو خبر دیتی رہی کہ اس سرزمین میں کبھی ایسا طوفان آیا تھا جس کی بدولت یہ اتنی بڑی کشتی پہاڑ کی چوٹی پر پہنچی۔ iv۔ اللہ ﷻ نے حضرت نوح علیہ السلام اور کشتی میں سوار لوگوں کو نجات دی اور اس نجات کو کئی لحاظ سے تمام جہانوں کے لئے نشانی بنا دیا مثلاً: ۱۔ ایک یہ کہ طوفان آنے سے پہلے کشتی تیار ہو گئی۔ ۲۔ دوسرا یہ کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنا اور کشتی میں موجود تمام انسانوں اور جانوروں کی خوراک کا ذخیرہ کر لیا۔ ۳۔ تیسرا یہ کہ خوراک ختم ہونے سے پہلے پہلے پانی زمین میں جذب ہو کر خشک ہو گیا۔ اتنا بڑا سمندر جو پہاڑوں کی بلندی کے برابر گہرا ہو، اتنی مدت میں کبھی خشک نہیں ہوتا، اگر اتنی جلدی پانی جذب نہ ہوتا تو ان میں سے کوئی زندہ باقی نہ رہتا۔ ۴۔ یہ کہ وہ کشتی اتنی مدت تک ہوا کے تھپیڑوں اور خطرناک بحری جانوروں کے حملوں سے بھی محفوظ رہی۔ ان تمام باتوں میں کشتی کا یا کشتی والوں کا کچھ کمال نہ تھا، بلکہ یہ محض اللہ ﷻ کا فضل اور اس کی قدرت سے ہوا کہ اس نے ان تمام چیزوں کا اہتمام فرما کر حضرت نوح علیہ السلام اور کشتی والوں یعنی اہل ایمان کو نجات عطا فرما کر تمام جہانوں کے لئے نشانی بنا دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ ان چاروں مطالب میں کوئی تضاد نہیں، چاروں بیک وقت مراد ہو سکتے ہیں۔

آیت نمبر ۱۲۲: ۱: اس آیت میں اللہ ﷻ کے کون سے دو نام بیان ہوئے؟ ۱: اللہ ﷻ کا پہلا نام "العزیز" بیان ہوا۔ اس کا مطلب ہے زبردست، مکمل اختیار اور غلبہ رکھنے والا۔ دوسرا نام "الرحیم" بیان ہوا۔ اس کا مطلب ہے نہایت رحم فرمانے والا۔

علمی بات: اس قصّہ سے ان ناموں کا ایک ربط یہ ہے کہ اللہ ﷻ اگرچہ غالب ہے اور مکمل اختیار بھی رکھتا ہے مگر نافرمانوں کو فوراً سزا نہیں دیتا بلکہ رحیم ہونے کے ناطے لوگوں کو توبہ اور اصلاح کی مہلت بھی دیتا ہے۔

مشقوں کے جوابات

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱: کالم (الف) کے ہر جملہ کو کالم (ب) کے درست جملہ سے لکیر لگا کر ملائیں۔

الف	ب
دنیا میں بت پرستی کا آغاز	کافر سوار نہیں ہو سکے۔
اللہ ﷻ نے حضرت نوح علیہ السلام کو	چند لوگ ایمان لائے۔
حضرت نوح علیہ السلام	کشتی بنانے کا حکم دیا۔
حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی میں	حضرت نوح علیہ السلام کی قوم سے ہوا۔
حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت پر	عراق کے رہنے والے تھے۔

سوال ۲: خالی جگہ پُر کریں۔

(۱) حضرت نوح علیہ السلام پہلے ______ تھے۔ (پہلے رسول)

(۲) حضرت آدم علیہ السلام کے انتقال کے بعد بہت عرصہ تک اُن کی اولاد ______ پر قائم رہی۔ (توحید)

(۳) حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے پانچ ______ بنا کر اپنی عبادت گاہوں میں رکھ لیئے۔ (مجسمے)

(۴) حضرت نوح علیہ السلام کی قوم پر ______ کی صورت میں عذاب آیا۔ (طوفان)

(۵) اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی میں سوار سب ______ کو محفوظ رکھا۔ (اہل ایمان)

سوال ۳: مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

۱- حضرت نوح علیہ السلام سے متعلق کوئی تین باتیں تحریر کریں۔

i۔ حضرت نوح علیہ السلام پہلے رسول تھے۔

ii۔ حضرت نوح علیہ السلام امانت دار رسول تھے۔

iii۔ حضرت نوح علیہ السلام کو آدم ثانی بھی کہا جاتا ہے۔

iv۔ حضرت نوح علیہ السلام نے ۹۵۰ سال اپنی قوم کو دین کی دعوت دی۔

v۔ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم عراق میں آباد تھی۔

vi۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم پر کشتی بنائی۔

vii۔ حضرت نوح علیہ السلام کا کافر بیٹا طوفان میں ڈوب گیا۔

viii۔ حضرت نوح علیہ السلام کے تین ایمان والے بیٹوں حضرت حام، حضرت سام اور حضرت یافث سے انسانوں کی نسل چلی۔

۲- رسول کسے کہتے ہیں؟

رسول وہ خاص بندے ہوتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے کتاب یا شریعت یعنی احکامات عطا فرمائے۔

۳- شرک کسے کہتے ہیں؟

شرک کا مطلب ہے "اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات میں کسی کو شریک کرنا اور اللہ تعالیٰ جیسی صفات کسی میں ماننا۔"

۴- حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے جو بت بنائے تھے ان کے نام لکھیں؟

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے جو بت بنائے تھے ان کے نام یہ ہیں وَد، سواع، یغوث، یعوق اور نَسر۔

۵- طوفان سے بچ جانے والے لوگوں نے کیا کیا؟

کشتی میں بچ جانے والے لوگوں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری میں زندگی گزارنے لگے۔

سوال ۴: مندرجہ ذیل جملوں پر صحیح (✓) یا غلط (×) کا نشان لگائیں۔

نمبر شمار	جملے	صحیح	غلط
۱	حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو صرف رات میں سمجھایا۔		✓
۲	سب سے پہلے دنیا میں بُت پرستی کا آغاز حضرت ہود علیہ السلام کی قوم نے کیا۔		✓
۳	اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کے تین بیٹوں کو عذاب سے بچا لیا۔	✓	
۴	حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے جو بُت بنائے ان کے تین نام بیان ہوئے ہیں۔		✓
۵	حضرت نوح علیہ السلام کے بعد انسانی نسل اُن کے بیٹوں ہی سے چلی اس لئے نوح علیہ السلام کو آدم ثانی کہتے ہیں۔	✓	

سوال۵: حضرت نوح علیہ السلام کے قصہ سے متعلق درج ذیل الفاظ کو نیچے دیئے خانوں میں لکھیے۔

آدمِ ثانی، تین بت، پہاڑ کی چوٹی جودی، دو بیٹے، بتوں کی پوجا، ۹۵۰ سال، عراق، دعوتِ دین،
پتھروں کی بارش، یمن، لوگوں کا مذاق اڑانا، پرندوں کے جوڑے، غریب اہل ایمان

آدمِ ثانی

پہاڑ کی چوٹی جودی

غریب اہل ایمان

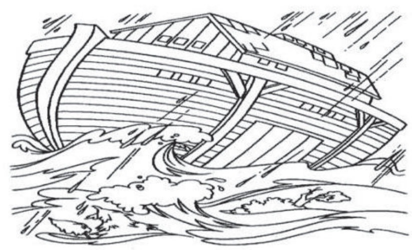

بتوں کی پوجا

لوگوں کا مذاق اڑانا

۹۵۰ سال

دعوتِ دین

عراق

سوال:٦ آیئے ہم اپنا جائزہ لیں: (نوٹ: اس سوال کے کالموں کو اس لئے نہیں بھرا گیا کیونکہ یہ بچوں کا اپنا احتساب ہے)

عملی سرگرمی:

ا۔ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی سے حاصل ہونے والے کوئی پانچ اسباق ایک چارٹ پر تحریر کرائیں۔

۲۔ دوسروں کو دین کی دعوت دینے کے کوئی تین طریقے لکھوائیں۔

۳۔ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی ریسرچ ویڈیو دکھائی جاسکتی ہے۔

قصّہ حضرت ھود علیہ السلام

طریقۂ تدریس:

سبق نمبر ۱: اس قصّہ کا مختصر خلاصہ عام فہم اور کہانی کے انداز میں درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۲: اس قصّہ کا قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ الاعراف ۶۵ سے ۶۹) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۳: اس قصّہ کا قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ الاعراف ۷۰ سے ۷۲) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۴: اس قصّہ کا قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ ھود ۵۰ سے ۵۵) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۵: اس قصّہ کا قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ ھود ۵۶ سے ۶۰) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۶: اس قصّہ کا قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ الشعراء ۱۲۳ سے ۱۳۱) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۷: اس قصّہ کا قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ الشعراء ۱۳۲ سے ۱۴۰) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۸: (i) ”علم و عمل کی باتیں“ وضاحت کے ساتھ طلبہ کو سمجھائیں اور مذاکرہ کے ذریعے ان کو ذہن نشین کرائیں۔

(ii) ”سمجھیں اور حل کریں؟“ طلبہ کو گھر کے کام (Home Work) کے طور پر دیں تاکہ اُن کی قرآن فہمی کا اندازہ ہو اور بعد میں کمرۂ جماعت (Class) میں خود حل کرائیں۔ (تشریحی نکات کے بعد دیئے گئے ”مشقوں کے جوابات“ سے استفادہ کیا جاسکتا ہے)

(iii) ”گھریلو سرگرمی“ کرانے کے لئے طلبہ کے گھر والوں کو پابند کیا جائے۔ (کمرۂ جماعت میں مزید سرگرمیاں کرانے کے لئے ”مشقوں کے جوابات“ کے بعد دی گئی ”عملی سرگرمی“ سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے)

مقاصدِ مطالعہ: اس قصّہ کے اختتام پر طلبہ میں یہ استعداد ہو کہ وہ جانتے ہوں:

۱۔ قومِ عاد کون تھی؟　۲۔ کہاں آباد تھی؟

۳۔ قومِ عاد کو اللہ تعالیٰ نے کیا صلاحیتیں عطا فرمائی تھیں؟　۴۔ ہر نبی اور رسول کی بنیادی اور اولین دعوت کیا ہوتی ہے؟

۵۔ قومِ عاد کا رسول کی دعوتِ توحید پر کیا رویہ تھا؟　۶۔ قوم کے سرداروں کا عموماً رسولوں کی دعوت پر کیا طرزِ عمل رہا ہے؟

۷۔ قوموں پر عذاب بھیجنے کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کا کیا قانون ہے؟ ۸۔ قومِ عاد پر کیا عذاب آیا اور کیوں آیا؟

۹۔ اللہ تعالیٰ کن لوگوں کو عذاب سے نجات عطا فرماتا ہے؟　۱۰۔ قومِ عاد کے انجام میں ہمارے لئے کیا سبق ہے؟

آیت بہ آیت تشریحی نکات

(سورۃ الاعراف، آیات: ۶۵ تا ۷۲)

آیت نمبر ۶۵: ۱: قومِ عاد کون تھی؟ ۱: حضرت نوح علیہ السلام کی قوم پر آنے والے طوفان کے بعد حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹوں کی اولاد سے قومِ عاد وجود میں آئی۔ قوم عاد کو عادِ اولیٰ بھی کہتے ہیں۔ یہ عربوں کی ابتدائی نسل کی ایک قوم تھی جو یمن کے ریتیلے علاقے حضر موت کے آس پاس آباد تھی۔ یہ لوگ اپنی جسمانی طاقت اور

پتھروں کو تراشنے کے ہنر میں مشہور تھے۔ رفتہ رفتہ انہوں نے بت بنا کر ان کی پوجا شروع کر دی اور اپنی طاقت کے گھمنڈ میں مبتلا ہو گئے۔ اس قوم کا اصل مسکن اَحقاف کا علاقہ تھا جو حجاز، یمن اور یمامہ کے درمیان الرَّبع الخالی کے جنوب مغرب میں واقع ہے۔ یہیں سے پھیل کر ان لوگوں نے یمن کے مغربی ساحلوں اور عُمان وحضر موت سے عراق تک اپنی طاقت کا جھنڈا گاڑا تھا۔

۲: قومِ عاد کی طرف حضرت ھود علیہ السلام کو کیوں بھیجا گیا؟ ۲: کیونکہ رفتہ رفتہ قومِ عاد میں توحید کے بجائے شرک آ گیا۔ چنانچہ اُن کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت ھود علیہ السلام کو اُن کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔

۳: حضرت ھود علیہ السلام کو برادری کا فرد کیوں قرار دیا گیا؟ ۳: کیوں کہ حضرت ھود علیہ السلام انہی کی قوم میں سے تھے، انہی کی زبان بولنے والے تھے اور ان کے ہم وطن اور ہم قبیلہ تھے نیز برادری کی طرف نسبت کرنے کا مقصد ان کی قوم کو تنبیہ کرنا تھا کہ وہ ان پر اس طرح مشفق اور مہربان ہیں جیسے ایک بھائی اپنے بھائی پر مشفق اور مہربان ہوتا ہے۔

۴: عموماً رسولوں کو متعلقہ قوم ہی میں سے کیوں منتخب کیا جاتا ہے؟ ۴: عموماً اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں قوم ہی میں سے ایک رسول کو منتخب فرمایا تاکہ وہ رسول ان لوگوں کو انہی کی زبان میں اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا سکے اور رسول کی سیرت و کردار کی بہترین مثال بھی لوگوں کے سامنے رہے۔ جیسا کہ سورۃ ابراہیم ۱۴، آیت: ۴ میں فرمایا "اور ہم نے ہر رسول اس کی قوم ہی کی زبان میں بھیجا تاکہ وہ ان کے سامنے حق کو اچھی طرح واضح کر سکے۔"

۵: حضرت ھود علیہ السلام نے اپنی قوم کو کیا تبلیغ فرمائی؟ ۵: توحید کی دعوت دی۔ بت پرستی سے منع فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنے کی تلقین فرمائی۔

آیت نمبر ۶۶: ۱: قوم نے حضرت ھود علیہ السلام پر کیا الزامات لگائے؟ ۱: i۔ بیوقوف ہیں ii۔ جھوٹوں میں سے ہیں۔ (معاذ اللہ)

۲: قوم کے نزدیک حضرت ھود علیہ السلام کی بیوقوفی کیا تھی؟ ۲: اپنے آباؤ اجداد کی صدیوں سے ہونے والے بت پرستی کے طریقے کو چھوڑ کر سب برادری سے الگ ہو کر ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی دعوت دینا۔ کیوں کہ ان کے گمان کے مطابق وہ سب کم عقلی کی بنیاد پر بتوں کی پوجا نہیں کر رہے تھے۔

۳: قوم نے انہیں جھوٹا کیوں کہا؟ ۳: کیوں کہ ان کے نزدیک اتنا بڑا نظام کائنات اکیلا اللہ تعالیٰ چلا نہیں سکتا۔ جیسا کہ دنیا کے بادشاہوں کو سلطنت کے نظام سنبھالنے کے لئے معاونین اور مشیروں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے جب ھود علیہ السلام نے انہیں سمجھایا کہ اللہ تعالیٰ اکیلا ہی تمہارے سارے کے سارے کام سنوار سکتا ہے، اسے کسی معاون کی ضرورت نہیں تو انہوں نے جواب میں کہا کہ دو ہی باتیں ہیں یا تو تم کم عقل ہو جسے یہ موٹی سی بات یعنی دنیاوی قانون سمجھ نہیں آ رہا یا پھر (معاذ اللہ) تم جھوٹے ہو جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں ایسی باتیں منسوب کر رہے ہو۔

عملی پہلو: آپ علیہ السلام کی شفقت بھری دعوت کا ردِ عمل یہ ہوا کہ آپ علیہ السلام کی قوم کے سرداروں نے آپ علیہ السلام کو بے وقوف اور جھوٹا تک کہنا شروع کر دیا لیکن آپ علیہ السلام کے چہرے پر ذرہ برابر ناگواری نہیں آئی۔ حضرت ھود علیہ السلام نے بھی حضرت نوح علیہ السلام کی طرح بڑی نرمی اور وضاحت سے اپنی سچائی اور اپنی دعوت کی صداقت کو واضح فرمایا۔ جو لوگ حق و صداقت کی راہ پر شفقت وخلوص کے ساتھ چلتے ہیں ان پر طرح طرح کے الزامات لگائے جاتے ہیں لیکن وہ ان الزامات پر کان دھرنے کے بجائے بڑے حوصلے اور ہمت سے اپنا کام کرتے چلے جاتے ہیں۔

آیت نمبر ۶۷: ۱: حضرت ھود علیہ السلام نے قوم کے الزامات کا کیا جواب دیا؟ ۱: i۔ مجھ میں بے وقوفی کی کوئی بات نہیں۔ ii۔ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔

عملی پہلو: اپنے اوپر لگنے والے غلط الزامات کا جواب ضرور دینا چاہیئے اور اصل حقیقت سے دوسروں کو آگاہ کرنا چاہیئے۔ ورنہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جو انہوں نے الزام لگایا وہ بالکل صحیح ہے۔

آیت نمبر ۶۸: ۱: اس آیت میں حضرت ھود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی جانب سے اپنی کن ذمہ داریوں کا ذکر کیا؟ ۱: i۔ میں تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچاتا ہوں۔ ii۔ میں تمہارے لئے امانت دار خیر خواہ ہوں۔

۲: حضرت ھود علیہ السلام نے اپنی امانت داری اور خیر خواہی کا ذکر کیوں فرمایا؟ ۲: حضرت ھود علیہ السلام نے امانت داری کا ذکر فرما کر قوم کو یہ سمجھانا چاہا کہ آج تک وہ ان میں امین رہے ہیں اور ہمیشہ ان کی بھلائی چاہتے رہے ہیں تو اب وہ لوگ ایسی بدگمانی کیوں کر رہے ہیں۔

عملی پہلو: اہل علم و کمال کو ضرورت اور موقع کی مناسبت سے اپنے منصب و کمال کا اظہار کرنا چاہیئے نیز لوگوں سے گفتگو کرتے وقت سختی کے بجائے شفقت و نرمی ، ہمدردی اور حسن اخلاق کے پہلو کو مد نظر رکھنا چاہیئے۔

عملی پہلو: انبیاء کرام علیہم السلام ہمیشہ سے اُمت کے خیر خواہ بن کر آئے ہیں ان کی دعوتِ حق صدق و اخلاص پر مبنی ہوتی ہے۔ انہوں نے پوری امانت داری اور ذمہ داری سے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا پیغام بغیر کسی کمی بیشی کے لوگوں تک پہنچایا۔لہٰذا ان پر الزام تراشی کرنا اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور اس کے رسول کے منکروں کی عادت رہی ہے۔ ہماری کامیابی اسی میں ہے کہ ہم ان کی تعلیمات پر عمل کریں جو وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے انسانوں کی حقیقی فلاح کے لئے لائے ہیں۔

آیت نمبر ۶۹: ا: قومِ عاد نے حضرت ھود علیہ السلام کے رسول ہونے پر کیوں تعجب کیا؟ ا: کیونکہ وہ انہی کی قوم کے ایک فرد اور انسان تھے۔ گویا ان کے خیال میں کسی فرشتے کا یا ایسی مخلوق میں سے نبی آنا چاہیئے تھا جو ان سے برتر ہو یا ان جیسی نہ ہو۔

۲: قومِ عاد پر اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے کیا انعامات فرمائے؟ ۲: i ۔ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کا جانشین بنایا۔ ii۔ لمبے چوڑے مضبوط جسم والا بنایا۔

علمی بات: حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے بعد اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے قومِ عاد کو دنیاوی طور بڑا عروج عطا فرمایا تھا۔ یہ بڑے قد آور اور مضبوط جسم والے لوگ تھے۔ احادیث کے مطابق ان کے قد ساٹھ، اسی اور سو ہاتھ تک تھے۔ شداد اسی قوم کا بادشاہ تھا جس نے "بہشت ارضی" یعنی دنیاوی جنت بنائی تھی۔ قرآن حکیم میں دوسرے مقام پر اس قوم کے بارے میں ارشاد فرمایا گیا کہ "کہ ان جیسی قوم کسی بھی ملک میں پیدا نہیں کی گئی۔" (سورۃ الفجر ۸۹، آیت:۸) اور یہ کہ عذاب کے بعد وہ یوں گرے ہوئے تھے جیسے کھجوروں کے گرے ہوئے تنے۔ (سورۃ الحاقہ ۶۹، آیت:۷)۔

عملی پہلو: اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کا تقاضا ہے کہ شکر و احسان کے ساتھ اس کی اطاعت و فرماں برداری کی جائے نہ کہ غرور و تکبر اور طاقت میں آکر انسان سرکشی پر اُتر آئے۔

آیت نمبر ۷۰: ا: قومِ عاد نے صرف ایک اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی عبادت کرنے سے کیوں انکار کیا؟ ا: وہ چاہتے تھے کہ وہ اپنے باپ دادا کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے بہت سارے بتوں کی عبادت کرتے رہیں۔

علمی بات: قوم عاد کی یہ بات دوسرے مقام پر اس طرح بیان ہوئی ہے: "انہوں نے کہا اے ھود! تم ہمارے پاس کوئی واضح دلیل لے کر نہیں آئے اور ہم اپنے معبودوں کو تمہارے کہنے سے ہرگز چھوڑنے والے نہیں اور نہ کسی طرح تم پر ایمان لانے والے ہیں۔" (سورۃ ھود ۱۱، آیت:۵۳)

۲: قوم نے حضرت ھود علیہ السلام سے کیا مطالبہ کیا؟ ۲: قوم نے کہا جس عذاب سے تم ہمیں ڈراتے ہو وہ لے آؤ۔

عملی پہلو: جب بھی کسی قوم پر زوال آتا تھا تو ان کے عقائد بگڑ جاتے تھے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے رسول کے بتائے ہوئے سیدھے راستے کو چھوڑ کر وہ قوم بت پرستی اور شرک جیسے جرائم میں مبتلا ہو جاتی تھی۔ ان حالات میں جب بھی کوئی رسول آکر ایسی مجرم قوم کو بت پرستی اور شرک سے منع کرتا اور انہیں ایک اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی بندگی کی تلقین کرتا، تو اپنے ماحول کے مطابق ان کا پہلا جواب یہی ہوتا کہ اپنے سارے خداؤں کو ٹھکرا کر صرف ایک اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو کیسے اپنا معبود بنالیں۔ ہمیں بھی اپنے عقائد کی فکر کرنی چاہیئے اس حوالے سے قرآنِ حکیم اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرتِ مطہرہ سے رہنمائی لینی چاہیئے۔

آیت نمبر ۷۱: ا: حضرت ھود علیہ السلام نے قوم کے مطالبہ پر کیا جواب دیا؟ ا: انہوں نے قوم کو بتایا کہ تمہارے لئے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے عذاب کا فیصلہ فرمادیا ہے۔

علمی بات: رجس کے معنی گندگی کے ہیں۔ لیکن یہاں یہ لفظ بدلا ہوا ہے "رِجز" سے جس کے معنی عذاب کے ہیں۔ یا پھر رِجس، یہاں ناراضگی اور غضب کے معنی میں ہے۔ بتانا ان کو یہ مقصود تھا کہ جس گندگی اور ناپاکی سے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا عذاب بھڑکتا ہے اس کا بہت بڑا ڈھیر ان لوگوں نے اپنے اوپر لاد رکھا ہے اور "رجس" کا اتنا بڑا انبار جمع کر لینے کے بعد اب وہ لوگ خدا کے ہولناک اور شدید عذاب کو دور نہ سمجھیں۔

۲: حضرت ھود علیہ السلام نے بتوں کی کیا حقیقت بیان فرمائی؟ ۲: آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اُن بتوں کی محض چند ناموں سے زیادہ کوئی حقیقت نہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے گھڑ لیئے ہیں۔

علمی بات: قوم عاد نے اپنے معبودوں کے نام رکھے ہوئے تھے جن کی حقیقت حضرت ہود علیہ السلام نے واضح فرمائی۔ مثلاً صدا، صمود، ھبا وغیرہ جیسے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے پانچ بت تھے۔ ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر اور جیسے مشرکین عرب کے بتوں کے نام تھے۔ لات، عزّیٰ، مَنَات ھُبَل وغیرہ

۳: کیا آسمانی کتابوں میں بت پرستی کی کوئی دلیل کبھی نازل کی گئی ہے؟ ۳: جی نہیں۔ بلکہ ہر آسمانی کتاب اور ہر رسول کی تعلیم میں بت پرستی اور شرک کی نفی اور مذمت کی گئی ہے۔

۴: حضرت ہود علیہ السلام نے قوم کو کس بات کا انتظار کرنے کا کہا؟ ۴: اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے حکم (یعنی عذاب) کا انتظار کرنے کا کہا۔ یعنی دیکھو کب تک اللہ سبحانہ و تعالیٰ تمہیں مہلت دیتا ہے اور کب اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے عذاب تمہیں ہلاک کر کے تباہ و برباد کرتا ہے۔

عملی پہلو: اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے دی ہوئی زندگی مہلتِ عمل ہے ہمیں اس احساس کے ساتھ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی فرماں برداری میں زندگی گزارنی چاہیئے۔ موت کے ساتھ ہی یہ مہلت ختم ہو جائے گی اور موت کا مقرر وقت معلوم نہیں، نہ جانے کب یہ مہلت ختم ہو جائے۔

آیت نمبر ۷۲: ۱: قومِ عاد کا کیا انجام ہوا؟ ۱: حضرت ہود علیہ السلام اور اہل ایمان کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنی رحمت سے نجات عطا فرمائی اور کافروں کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے عذاب (آندھی) نے ہلاک کر دیا۔

عملی پہلو: جب کوئی قوم سرکشی و نافرمانی، گستاخی و بے حیائی اور ہٹ دھرمی میں اس حد تک آگے چلی جائے کہ حق سننے کو بھی گوارا نہ کرے تو پھر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا عذاب اور غضب اس قوم کو پہنچ کر ہی رہتا ہے۔

(سورۃ ھود، آیات: ۵۰ تا ۶۰)

آیت نمبر ۵۰: ۱: حضرت ہود علیہ السلام کو برادری کا فرد کیوں کہا گیا؟ ۱: کیوں کہ حضرت ہود علیہ السلام انہی کی قوم میں سے تھے، انہی کی زبان بولنے والے تھے اور ان کے ہم وطن اور ہم قبیلہ تھے نیز برادری کی طرف نسبت کرنے کا مقصد ان کی قوم کو تنبیہ کرنا تھا کہ وہ ان پر اس طرح مشفق اور مہربان ہیں جیسے بھائی اپنے بھائی پر مشفق اور مہربان ہوتا ہے۔

۲: برادری کا فرد کہنے میں کیا حکمت نظر آتی ہے؟ ۲: ہر پیغمبر کی بعثت کے سلسلے میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی سنت بالعموم یہی رہی ہے کہ جس قوم کی طرف کوئی پیغمبر بھیجا گیا وہ انہی میں سے بھیجا گیا۔ تاکہ وہ ان کو انہی کی زبان میں اور انہی کے لب و لہجے اور انداز و اسلوب میں سمجھا سکے۔ اس سے قوم اور نبی کے درمیان کوئی اجنبیت نہیں رہتی بلکہ وہ اس سے مانوس ہوتے ہیں۔

۳: حضرت ہود علیہ السلام نے قوم کو کیا دعوت دی؟ ۳: ایک اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی عبادت کرنے کی دعوت دی۔

۴: قومِ عاد نے کیا جھوٹ گھڑا تھا؟ ۴: ایک اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ساتھ بتوں کو معبود بنا لیا تھا۔

آیت نمبر ۵۱: ۱: حضرت ہود علیہ السلام تبلیغ پر کس سے اَجر کی توقع رکھتے تھے؟ ۱: اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے، جو سب کا پیدا فرمانے والا ہے۔ جو ساری حاجات و ضروریات پوری فرمانے والا ہے۔ وہ غنی بھی ہے اور کریم بھی۔

علمی بات: قرآن حکیم نے یہ بات تقریباً سب ہی انبیاء کرام علیہم السلام کی زبان سے نقل کی ہے کہ "ہم تم سے اپنی تبلیغ رسالت و دعوت کا کوئی اجر اور بدلہ نہیں مانگتے۔" تاکہ ان کی نصیحت بے لوث اور موثر رہے۔ لوگ ان کی شفقت و خیر خواہی کو دنیاوی غرض نہ سمجھیں۔ لہٰذا انبیاء کرام علیہم السلام کا بے لوث اور بے غرض ہونا ہی ان کی صداقت کی دلیل ہے۔

عملی پہلو: اس آیت سے کئی سبق ملتے ہیں: i ۔ معلوم ہوا ہے کہ دعوت و تبلیغ کا اگر معاوضہ لیا جائے تو دعوت مؤثر نہیں رہتی، اکثر دیکھا گیا ہے کہ وعظ و نصیحت پر اجرت لینے والوں کی بات سامعین پر اثر انداز نہیں ہوتی۔ ii۔ جو شخص بغیر کسی لالچ کے بے غرض ہو کر محض دردمندی اور خیر خواہی سے فلاح دارین کی بات کرے

اسے دشمن اور بدخواہ سمجھنے کے بجائے اس کی بات کو غور و فکر سے سننا اور سمجھنا چاہیئے۔ iii۔ ہمیں بھی تبلیغ اور ہر نیک کام کرتے ہوئے صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے اجر یعنی بہترین بدلہ کی توقع رکھنی چاہیئے۔

آیت نمبر ۵۲: ۱: استغفار کا کیا مطلب ہے؟ ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے گناہوں کی بخشش مانگنا تاکہ وہ اپنی رحمت سے ہمارے گناہوں کو معاف فرمادے۔

۲: توبہ کا کیا مفہوم ہے؟ ۲: پلٹنا اور لوٹنا یعنی گناہوں سے پلٹ آنا اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی فرمانبرداری اختیار کرنا۔

۳: حضرت ھود علیہ السلام نے اپنی قوم کو استغفار اور توبہ کرنے کے کیا فوائد بیان کیئے؟ ۳: i۔ بارش جو خوشحالی لائے۔ ii۔ اسباب و قوت میں اضافہ۔

علمی بات: قوم عاد کو کھیتی باڑی سے بڑی دلچسپی تھی اور زیادہ تر زراعت ہی ان کا ذریعۂ معاش تھا وہ تین سال سے خشک سالی کی مصیبت میں گرفتار تھے اور بارش نہیں ہو رہی تھی۔ اس مصیبت سے چھٹکارے کے لئے حضرت ھود علیہ السلام نے انہیں اپنے گناہوں سے توبہ و استغفار کرنے کی تلقین فرمائی۔

جیسا کہ دوسرے مقام پر ارشاد ہوا: ”اور اگر واقعی بستیوں والے ایمان لے آتے اور گناہوں سے بچتے تو ہم ضرور ان پر آسمان اور زمین سے بہت سی برکتیں کھول دیتے لیکن انہوں نے جھٹلایا تو ہم نے انہیں اس کی وجہ سے پکڑ لیا جو وہ کمایا کرتے تھے۔“ (سورۃ الاعراف ۷، آیت: ۹۶)

عملی پہلو: رزق میں خیر و برکت اور خوشحالی استغفار اور توبہ کے دنیاوی فوائد ہیں۔ سب سے اہم فائدہ یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ بندے سے راضی ہو جائے گا۔

آیت نمبر ۵۳: ۱: قومِ عاد نے حضرت ھود علیہ السلام کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا رسول نہ ماننے کا کیا بہانہ بنایا؟ ۱: قوم نے کہا کہ تم کوئی واضح دلیل (معجزہ) نہیں لائے ہو اس لئے ہم بتوں کی عبادت چھوڑنے والے نہیں ہیں۔

عملی پہلو: جو لوگ حق سے منہ موڑ لیتے ہیں اور حق سننا بھی گوارا نہیں کرتے ان کے سامنے جتنے بھی دلائل پیش کیئے جائیں وہ نہ ماننے کی رٹ لگائے رکھتے ہیں اور طرح طرح کے بحث مباحثہ اور کٹ حجتی میں پڑے رہتے ہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ ہمارے سامنے جب بھی کوئی قرآن و حدیث کی بات آئے تو فضول بحثوں میں پڑنے کے بجائے اس میں اپنی نجات اور خیر کے پہلو تلاش کریں۔

آیت نمبر ۵۴: ۱: قومِ عاد نے حضرت ھود علیہ السلام کی توحید کی دعوت پیش کرنے پر کیا الزام لگایا؟ ۱: قوم نے کہا کہ ہمارے کسی معبود نے تمہیں کسی بُرائی (یعنی دماغی بیماری) میں مبتلا کر دیا ہے۔ (معاذ اللہ) ۲: حضرت ھود علیہ السلام نے کس شے سے اعلانِ بیزاری کا اظہار کیا؟ ۲: شرک یعنی بُت پرستی سے۔

عملی پہلو: گمراہ اور جاہل لوگوں کا ہمیشہ یہ طریقہ رہا ہے وہ دعوتِ حق کے جواب میں الزام تراشی اور دھمکی آمیز رویہ اختیار کرتے ہیں۔ لہٰذا ہمیں کبھی بھی ان کے اس رویہ سے ہمت ہار کر خوف زدہ یا مایوس نہیں ہونا چاہیئے اور نہ حق بات سے پیچھے ہٹنا چاہیئے۔

آیت نمبر ۵۵: ۱: حضرت ھود علیہ السلام نے اپنی قوم کو کس بات کا چیلنج دیا؟ ۱: تم سب اور تمہارے بت مل کر جو چالیں چل سکتے ہو میرے خلاف استعمال کر لو۔

علمی بات: یہ حضرت ھود علیہ السلام کا معجزہ ہے کہ آپ علیہ السلام نے ایک زبردست، صاحب قوت و شوکت قوم سے جو آپ علیہ السلام کی جان کی دشمن ہو گئی اس طرح کے کلمات فرمائے اور کوئی خوف نہ کیا اور وہ قوم باوجود انتہائی عداوت، طاقت کے آپ علیہ السلام کو ضرر پہنچانے سے عاجز رہی۔

۲: حضرت ھود علیہ السلام نے یہ چیلنج کیوں دیا؟ ۲: کیوں کہ آپ علیہ السلام کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات پر پورا بھروسہ تھا۔ آپ علیہ السلام کو اپنے مقصد بعثت کی صداقت پر اس قدر یقین تھا کہ آپ علیہ السلام نے ایمان و یقین اور اعتماد کے ساتھ گمراہ اور کافر قوم کو للکار کر چیلنج دیا کہ تم سب مل کر جو چاہو کر لو۔ مجھے اس کی کوئی پروا نہیں مجھے یقین ہے کہ تم مجھے کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

عملی پہلو: i۔ ایمان و یقین کی قوت سے محرومی کی صورت میں انسان ہر چیز سے، یہاں تک کہ فرضی اور وہمی چیزوں سے بھی ڈرتا ہے۔

ii۔ گمراہ لوگ اور ان کے جھوٹے معبود حق و صداقت کی راہ پر چلنے والوں کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے۔ iii۔ ہمیں لوگوں کی چالوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر مکمل بھروسہ اور یقین رکھنا چاہیئے کیوں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی حقیقتاً اور مستقلاً مددگار اور فائدہ و نقصان پہنچانے والا ہے۔

آیت نمبر۵۶: ۱: حضرت ہود علیہ السلام نے کس پر بھروسہ کیا؟　　۱: اللہ تعالیٰ پر۔

عملی پہلو: ہمیں بھی اپنے معاملات کے حوالہ سے بھروسہ اسباب پر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ پر کرنا چاہیئے کیوں کہ اللہ تعالیٰ ہی حقیقتاً اور مستقلاً مدد گار ہے۔

۲: پیشانی پکڑنے سے کیا مراد ہے؟　　۲: یہ ایک محاورہ بھی ہے اور ایک حقیقت بھی۔ جب کسی کی طاقت کا اعتراف اور اپنی وفاداری جتلانا مقصود ہو تو آدمی کہتا ہے کہ میرے سر کے بال تیرے ہاتھ میں ہیں۔ میری پیشانی تمہارے سامنے جھکی ہوئی ہے یعنی میں تیرا غلام ہوں۔ دوسرا اس کا مطلب ہے کسی کو مغلوب کرنا، قبضہ و قدرت میں کرنا گویا یہ بتانا مقصود ہے کہ ہر شے مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کی قدرت و اختیار میں ہے۔

۳: اللہ تعالیٰ کو کون سا راستہ پسند ہے؟　　۳: صراط مستقیم یعنی سیدھا راستہ۔

۴: سیدھا راستہ کیا ہے؟　　۴: وہ راستہ جو اللہ تعالیٰ کی طرف لے جاتا ہے۔ اس سے مراد اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنا ہے جس سے انسان اللہ تعالیٰ کی رضا اور جنت کی نعمتیں حاصل کر سکتا ہے۔　　۵: سیدھے راستے کی دعا ہم کس سورت میں مانگتے ہیں؟　　۵: سورۃ الفاتحہ میں۔

آیت نمبر۵۷: ۱: نافرمانی پر حضرت ہود علیہ السلام نے قوم کو کیسے تنبیہ کی؟　　۱: فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم کو عذاب سے ہلاک کر کے کسی اور قوم کو جانشین بنا دے گا۔

۲: ہر شے کی حفاظت کون کرتا ہے؟　　۲: اللہ تعالیٰ۔

۳: حضرت ہود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی صفت "حفیظ" کا ذکر فرما کر کیا سمجھایا ہے؟　　۳: حضرت ہود علیہ السلام نے یہاں اللہ تعالیٰ کی صفت "حَفِیْظٌ" کا ذکر کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے علم اور اس کی طاقت سے باہر نہیں۔ بے شک قوم عاد کے لوگ دنیاوی وسائل، افرادی قوت اور جسمانی طاقت کے اعتبار سے ساری دنیا سے بڑھ کر ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی گرفت کے مقابلے میں ان کا کوئی بس نہیں۔

عملی پہلو: i۔ انبیاء کرام علیہم السلام کسی کے اعمال کے ذمہ دار نہیں ہوتے۔ ii۔ انبیاء کرام علیہم السلام کا کام اللہ تعالیٰ کے پیغامات پہنچانا ہوتا ہے۔ iii۔ اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے ایک قوم کی جگہ دوسری قوم لے آتا ہے۔ iv۔ کوئی بھی اللہ تعالیٰ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ v۔ اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز پر نگہبان ہے۔

فرمانِ نبوی ﷺ: "نبی کریم ﷺ فرض نماز کے بعد اکثر یہ کلمات ادا فرمایا کرتے تھے "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَعَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَاالْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ" صرف ایک اللہ تعالیٰ ہی معبود ہے اس کا کوئی شریک نہیں اس کی بادشاہت ہے، وہی تعریف کے لائق ہے اور وہ ہر چیز پر خوب قدرت رکھنے والا ہے۔ اے اللہ! جسے تو کوئی چیز عنایت فرمائے اسے کوئی نہیں روک سکتا اور جو تو روک لے وہ کوئی دے نہیں سکتا۔ تیری کبریائی کے مقابلہ میں کسی بڑے کی بڑائی فائدہ نہیں دے سکتی۔" (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

آیت نمبر۵۸: ۱: قومِ عاد کے نافرمانوں کا کیا انجام ہوا؟　　۱: اللہ تعالیٰ کا شدید عذاب آندھی کی صورت میں آیا جس نے انہیں ہلاک کر دیا۔

۲: قومِ عاد کے فرماں بردار لوگوں کا کیا انجام ہوا؟　　۲: اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے انہیں عذاب سے بچا لیا۔

علمی بات: قرآن حکیم میں دیگر مقامات پر حضرت ہود علیہ السلام کی قوم عاد کے لئے دعائے ضرر اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس قوم پر آنے والے عذاب کا بیان یوں ہوا ہے: i۔ اے میرے رب ان لوگوں نے جو مجھے جھٹلایا ہے تو اس پر میری مدد فرما۔ (سورۃ المومنون ۲۳، آیت:۳۹) ii۔ اللہ تعالیٰ نے اس (آندھی) کو ان پر مسلسل سات راتیں اور آٹھ دن مسلّط رکھا۔ (سورۃ الحاقۃ ۶۹، آیت :۷) iii۔ سخت تیز آندھی، ہوا کا طوفان آیا۔ (سورۃ الاحقاف ۴۶، آیت: ۲۴) iv۔ آندھی نے انہیں کھجور کے تنوں کی طرح پٹخ پٹخ کر دے مارا۔ (سورۃ الحاقۃ ۶۹، آیت:۷) v۔ انہیں ریزہ ریزہ کر دیا گیا۔ (سورۃ الذاریات ۵۱، آیت:۴۱ تا ۴۲) vi۔ دنیا اور آخرت میں ان پر پھٹکار برستی رہے گی۔ (سورۃ حٰم السجدۃ ۴۱، آیت:۱۶) vii۔ قومِ عاد کو نیست و نابود کر دیا گیا۔ (سورۃ الاعراف ۷، آیت:۷۲) viii۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ہود (علیہ السلام) اور ایمانداروں کو اس عذاب سے محفوظ رکھا۔ (سورۃ ہود ۱۱، آیت :۵۸)

آیت نمبر۵۹: ۱: قومِ عاد کے کیا جرائم تھے؟　　۱: i۔ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کرنا۔ ii۔ رسولوں کی نافرمانی کرنا۔ iii۔ سرکش اور مغرور لوگوں کی پیروی کرنا۔

۲: یہاں کیوں فرمایا گیا کہ "انہوں نے رسولوں کی نافرمانی کی" جبکہ ان کی طرف صرف ایک ہی رسول یعنی ہود علیہ السلام کو بھیجا گیا تھا؟ ۲: کسی ایک رسول کو جھٹلانا اور اس کی نافرمانی دراصل سب ہی انبیاء کرام علیہم السلام کو جھٹلانا اور نافرمانی کرنا ہے کیونکہ ان سب حضراتِ انبیاء علیہم السلام کی دعوت اور ان کا مشن ایک ہی ہوتا ہے۔ پھر تمام رسولوں کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا۔ چنانچہ ایک رسول کو جھٹلانا اللہ تعالیٰ کے اختیار کو جھٹلانے کے برابر ہے اور یوں ایک رسول کو جھٹلانا تمام رسولوں علیہم السلام کو جھٹلانے کے مترادف ہے۔

عملی پہلو: اس قصہ سے یہ واضح ہو گیا کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کے لائے ہوئے دین حق کو جھٹلانے کا آخری انجام ہلاکت و تباہی ہے۔ ان پر ایمان ویقین اور ان کی اطاعت واتباع باعثِ نجات اور فوز وفلاح کا ذریعہ ہے۔

آیت نمبر ۶۰: ۱: قوم عاد کا کیا انجام ہوا؟ ۱: دنیا اور آخرت میں ان کے پیچھے لعنت لگا دی گئی۔

۲: لعنت کسے کہتے ہیں؟ ۲: لعنت کا معنی ناراض ہو کر دور کر دینا ہے۔ یہ رحمت کی ضد ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور اور محروم ہو جانا۔

علمی بات: اللہ تعالیٰ کی لعنت سے مراد آخرت میں عذاب اور دنیا میں رحمت اور توفیق سے محروم کر دینا ہے اور انسان کی طرف سے لعنت کا مطلب ہے کسی کے لئے دنیا اور آخرت میں رحمت سے محرومی کی بددعا کرنا۔

۳: دنیا و آخرت میں لعنت سے کیا مراد ہے؟ ۳: دنیا میں ان کا ذکر ملامت و بیزاری کے ساتھ ہو گا اور آخرت میں شدید عذاب دیا جائے گا، یعنی دنیا میں آنے والا ہر پیغمبر اور مومن ان کے کفر کی وجہ سے ان پر لعنت کرتا رہے گا اور آخرت میں وہ سب کے سامنے رسوا اور عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

۴: قوم عاد کے لئے دوری سے کیا مراد ہے؟ ۴: قومِ عاد رحمت سے دور کر کے دنیا میں بھی عبرت ناک انداز سے ہلاک کی گئی اور آخرت میں بھی ان کے لئے لعنت اور دائمی عذاب ہے۔

(سورۃ الشعراء آیات: ۱۲۳ تا ۱۴۰)

آیت نمبر ۱۲۳: ۱: قومِ عاد نے کسے جھٹلایا؟ ۱: رسولوں یعنی حضرت ہود علیہ السلام کو۔ گویا ان کو جھٹلانا سب رسولوں کو جھٹلانا ہے کیونکہ تمام رسولوں اور انبیاء کرام علیہم السلام کی تعلیمات ایک ہی تھیں۔

۲: ان کو قومِ عاد کیوں کہا جاتا ہے؟ ۲: عاد ایک قبیلے کا نام تھا جو ان کے جدّ اعلیٰ (یعنی قوم کا وہ فرد جس سے پھر ان کا نسب چلا) کے نام پر تھا، اسی وجہ سے اس قبیلے اور قوم کا نام "قومِ عاد" پڑ گیا۔

۳: قرآنِ حکیم میں قوم عاد کے متعلق چند نمایاں باتیں کیا بیان ہوئی ہیں؟ ۳: قرآن حکیم میں اس قوم کے متعلق کچھ باتیں مختلف مقامات پر یوں بیان کی گئی ہیں: i۔ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کی تباہی کے بعد اس قوم کو عروج عطا ہوا۔ (سورۃ الاعراف ۷، آیت: ۶۹) ii۔ جسمانی لحاظ سے یہ لوگ بڑے تنومند اور زور آور تھے۔ (سورۃ الاعراف ۷، آیت: ۶۹) iii۔ اس قوم جیسی کوئی قوم پیدا نہیں کی گئی۔ (سورۃ الفجر ۸۹، آیت: ۸) iv۔ وہ نہایت ترقی یافتہ تھے، اونچے اونچے ستونوں والی بلند و بالا عمارتیں بنانے کی وجہ سے ان کی شہرت ہی "ستونوں والے" کے نام سے تھی۔ (سورۃ الفجر ۸۹، آیات: ۶، ۷) v۔ مادی ترقی اور جسمانی قوت کی وجہ سے وہ سخت متکبر تھے اور کسی کو اپنے سے طاقتور نہیں مانتے تھے۔ (سورۃ حٰم السجدہ ۴۱ : ۱۵) vi۔ ان کا سیاسی نظام بڑے بڑے سرکش ظالم و جابر لوگوں کے ہاتھ میں تھا۔ (سورۃ ہود ۱۱، آیت: ۵۹) vii۔ مذہبی لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے منکر نہیں تھے بلکہ مشرک تھے، ایک اللہ تعالیٰ کو معبود ماننے کے لئے تیار نہ تھے۔ (سورۃ الاعراف ۷، آیت: ۷۰)۔

آیت نمبر ۱۲۴: ۱: حضرت ہود علیہ السلام نے قومِ عاد کو کس بات کی نصیحت کی؟ ۱: تقویٰ یعنی پرہیزگاری اختیار کرنے کی۔

۲: تقویٰ سے کیا مراد ہے؟ ۲: اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنا، اس کی نافرمانی سے بچنا اور اس کے احکامات پر عمل کرنا۔

آیت نمبر ۱۲۵: ا: حضرت ہود علیہ السلام نے قوم کو اپنے بارے میں کیا بتایا؟ ا: یہی کہ وہ ایک امانت دار رسول ہیں۔

۲: امانت دار رسول سے کیا مراد ہے؟ ۲: جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے پیغام کو بغیر کسی کمی بیشی کے لوگوں تک پہنچادے۔

۳: حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی امانت داری کا ذکر کیوں فرمایا؟ ۳: جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعوتِ توحید کا آغاز فرمایا تو اپنی سابقہ حیات کو بطورِ دلیل و گواہ پیش فرمایا کہ "یقیناً میں نے تم میں اپنی عمر کا بہت بڑا حصہ گزارا ہے کیا تم سمجھتے نہیں؟" (سورۃ یونس، آیت ۱۰:۱۶) اسی طرح حضرت ہود علیہ السلام نے بھی اپنی صداقت و امانت کے لئے اپنی گذشتہ زندگی کو بطور گواہ پیش کیا کہ اے قوم! تم خود میری اخلاقی برتری اور دیانت کو تسلیم کرتے آرہے ہو، میں حسب سابق آج بھی تم سے سچی بات کہہ رہا ہوں اور تمہاری بھلائی ہی میرے پیش نظر ہے۔

عملی پہلو: امانت داری ایک مومن کی لازمی صفت ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ اپنے تمام معاملات میں امانت داری کا خاص خیال رکھیں۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منافق کی ایک علامت یہ بیان فرمائی ہے کہ جب بھی اس کے پاس امانت رکھوائی جاتی ہے تو وہ اس میں خیانت کرتا ہے۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

آیت نمبر ۱۲۶: ا: حضرت ھود علیہ السلام کی دعوت کیا تھی؟ ا: اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی نافرمانی سے بچو اور میری اطاعت کرو۔

عملی پہلو: اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی اطاعت کے ساتھ رسول کی اطاعت بھی ضروری ہوتی ہے۔ کیوں کہ رسول کی اطاعت ہی اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ (سورۃ النساء ۴: آیت ۸۰)۔ مثلاً نماز نماز قائم کرنا اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا حکم ہے مگر اس کا طریقہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتایا۔

آیت نمبر ۱۲۷: ا: رسول اپنی دعوت کے عمل پر کس چیز کے طلب گار ہوتے ہیں؟ ا: رسول دعوت کا عمل صرف اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی رضا اور اسی سے اجر و ثواب کی امید پر کرتے ہیں۔ کوئی دنیاوی غرض، مال و منصب اور شہرت ان کا مقصد ہرگز نہیں ہوتا۔

عملی پہلو: ہمیں بھی دوسروں کو اچھائی کی دعوت صرف اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے دینی چاہیئے۔ دین حق کی دعوت دینے والوں کے لئے یہ ایک اہم اور بنیادی تعلیم ہے کہ وہ اپنی دعوت و تبلیغ کے کام پر کسی دنیاوی مفاد کی طمع، لالچ اور غرض نہ رکھیں۔ اس طرح ایک تو ان کا اجر و ثواب محفوظ رہے گا اور دوسرے اس سے دنیاوی مشکلات ان کے لئے حوصلہ شکنی کا باعث نہیں بنیں گی۔ تیسرے اس طرح انہیں لوگوں کے درمیان ایک خاص عزت و عظمت بھی نصیب ہوگی۔

آیت نمبر ۱۲۸: ا: حضرت ھود علیہ السلام نے قومِ عاد کو کس بات پر توجہ دلائی؟ ا: بلا ضرورت عمارتیں بنانا۔ اس سے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری اور وسائل ضائع ہوتے ہیں۔

عملی پہلو: معلوم ہوا کہ ضرورت و مقصد کے تحت عمارت بنانا مذموم و ممنوع نہیں البتہ بغیر کسی مقصد اور ضرورت کے اور یونہی فخر و ریاکاری اور نمود و نمائش کے لئے ایسے ہی عمارتیں بناتے چلے جانا بلاشبہ تباہی اور ہلاکت کا راستہ ہے۔ اس سے ایک طرف تو مال اور وقت دونوں کا ضیاع ہے اور دوسری طرف اس سے آخرت کی تیاری کے اصل مقصد سے غفلت پیدا ہوتی ہے جو کہ خرابیوں اور فسادات کی بنیادی جڑ ہے۔

آیت نمبر ۱۲۹: ا: حضرت ھود علیہ السلام نے قومِ عاد کو کس بات پر توجہ دلائی؟ ا: ان کا اس ارادے سے مکانات اور محلات بنانا کہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: "جو شخص ضرورت سے زیادہ عمارت بنائے گا تو وہ قیامت کے دن اس پر وبال ہوگی۔" (بیہقی) ایک دوسری حدیث شریف میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر امت کا ایک فتنہ ہوتا ہے میری امت کا فتنہ مال ہے۔ (جامع ترمذی)

عملی پہلو: دنیا کی زندگی کو ترجیح دینے اور اسی کو سب کچھ سمجھنے کی بات اس لئے بُری ہے کہ دنیا ایک عارضی ٹھکانا ہے اور اصل زندگی آخرت کی ہے۔ جیسا قرآنِ حکیم کی بہت سی آیات اور احادیث میں دنیا کے عارضی اور کم تر ہونے اور آخرت کے اعلیٰ اور ہمیشہ باقی رہنے کے بارے میں بتایا گیا ہے۔

آیت نمبر ۱۳۰: ا: حضرت ہود علیہ السلام نے قومِ عاد کو کس بات پر تنبیہ فرمائی؟ ا: وہ لوگ کمزوروں پر ظلم و زیادتی کے ساتھ چڑھائی کرتے تھے۔ حضرت ہود علیہ السلام نے اس بات سے ان کو روکا۔ یعنی ایک طرف تو تمہارا حال یہ ہے کہ ان نام و نمود کی عمارتوں پر پانی کی طرح پیسہ بہاتے ہو، اور دوسری طرف غریبوں کے ساتھ تمہارا رویہ انتہائی ظالمانہ ہے کہ ذرا سی بات پر کسی کی پکڑ کر لی تو اس کی جان عذاب میں آگئی۔

عملی پہلو: حضرت ہود علیہ السلام کی یہ باتیں نقل کر کے قرآن حکیم نے ہم سب کو توجہ دلائی ہے کہ کہیں ہمارا طرزِ عمل بھی اس زمرے میں تو نہیں آتا کہ بس دنیا کی شان و شوکت ہی کو سب کچھ سمجھ کر آخرت سے غافل ہوں، اور دولت مندی کے نشے میں غریبوں کو اپنے ظلم و ستم کی چکی میں پیس رکھا ہو۔ ہمیں بھی اپنے سے کمزور اور ماتحت لوگوں سے ظلم و زیادتی کے بجائے شفقت و رحم سے پیش آنا چاہیئے۔

فرمانِ نبوی ﷺ: "مسلمان مسلمان کا بھائی ہے وہ نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ ہی اسے کسی ہلاکت میں ڈالتا ہے۔ جو آدمی اپنے کسی مسلمان بھائی کی ضرورت پوری کرتا ہے تو اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) اس کی ضرورت پوری فرمائے گا اور جو آدمی اپنے کسی مسلمان بھائی سے کوئی مصیبت دور کرے گا تو قیامت کے دن اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) اس کی مصیبتوں میں سے کوئی مصیبت دور فرمائے گا اور جو آدمی اپنے کسی مسلمان بھائی کی پردہ پوشی کرے گا تو اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

آیت نمبر ۱۳۱: ا: حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی دعوت کے خلاصہ کے طور پر قوم سے کیا فرمایا؟ ا: اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے ڈرنے اور اپنی اطاعت کرنے کی دعوت دی۔

۲: رسول اپنی ذاتی اطاعت کا مطالبہ کیوں کرتے ہیں؟ ۲: i۔ رسول کی اطاعت ہی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی اطاعت ہے۔ (سورۃ النساء۴، آیت:۸۰)
ii۔ رسول اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا نمائندہ ہوتا ہے۔ iii۔ اصلاً اطاعت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی جبکہ عملاً اطاعت رسول کی کی جاتی ہے۔ جیسا کہ نماز آپ ﷺ کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے پڑھی جاتی ہے۔

آیت نمبر ۱۳۲: ا: حضرت ہود علیہ السلام نے قوم کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی کس قسم کی مدد یاد دلائی؟ ا: اُن نعمتوں کے ذریعے مدد فرمانے کی یاد دلائی جن سے وہ لوگ خوب واقف تھے۔ یعنی اولاد، مال و اسباب، خوشحالی، وسیع سبز و شاداب خطۂ زمین جیسی عظیم نعمتیں بخشیں جنہیں یہ خوب جانتے تھے کہ یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے ہیں۔

آیت نمبر ۱۳۳: ا: حضرت ہود علیہ السلام نے قوم کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی کن نعمتوں کو یاد دلایا؟ ا: مویشیوں اور بیٹوں جیسی نعمتیں جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انہیں عطا فرمائیں۔

آیت نمبر ۱۳۴: ا: حضرت ہود علیہ السلام نے قوم کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی اور کن نعمتوں کو یاد دلایا؟ ا: باغات اور چشمے جو قوموں کی خوشحالی کا ذریعہ بنتے ہیں۔

عملی پہلو: ہمیں لوگوں کے مال و اسباب کو دیکھ کر اپنی کسی دنیاوی کمی پر افسوس نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ ہر حال میں صبر و شکر کا دامن تھامے رکھنا چاہیئے۔ اور تمام معاملات میں انبیاء کرام علیہم السلام کی سیرت کو سامنے رکھنا چاہیئے۔ ہمارا طرزِ عمل اس حدیث شریف کے مطابق ہونا چاہیئے۔

فرمانِ نبوی ﷺ: دو خصلتیں ایسی ہیں کہ جس شخص میں ہوں گی اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) اسے صابر و شاکر لکھ دے گا اور جس میں نہیں ہوں گی اسے صابر شاکر نہیں لکھے گا۔ ایک یہ کہ دین کے معاملات میں اپنے سے بہتر کو دیکھے اور اس کی پیروی کرنے کی کوشش کرے دوسرے یہ کہ دنیاوی معاملات میں اپنے سے کمتر کی طرف دیکھے اور اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) کا شکر ادا کرے کہ اس نے اسے اس پر فضیلت دی ہے۔ ایسے شخص کو اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) شاکر اور صابر لکھ دیتا ہے۔ (جامع ترمذی)

آیت نمبر ۱۳۵: ا: حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کو کس بات ڈرایا؟ ا۔ ان کو آخرت کے عذاب سے ڈرایا کہ بے شک مجھے تم پر عظیم دن کے عذاب کا خطرہ ہے۔ یعنی جیسے پہلی قوموں پر نافرمانی کی وجہ سے عذاب آیا ہے کہیں تم پر بھی کوئی عذاب نہ آجائے۔

علمی بات: عموماً انسان یا تو کسی انعام اور اکرام کی وجہ سے رب کی اطاعت کرتا ہے یا اس کے ڈر اور خوف کی وجہ سے اس کی اطاعت کرتا ہے۔

عملی پہلو: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں پر شکر نہ کرنا اور نافرمانی و سرکشی پر ڈٹے رہنا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے غضب کو دعوت دیتا ہے جس کی وجہ سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا سخت اور عبرت ناک عذاب آکر ہی رہتا ہے جیسا کہ سابقہ قوموں کے انجام ہمارے سامنے ہیں۔

۲: دعوتِ دین کے دو انداز کیا ہیں؟ ۲: i۔ انذار یعنی نافرمانی پر عذاب سے ڈرانا۔ ii۔ تبشیر یعنی فرمانبرداری پر انعامات کی خوش خبری دینا۔

علمی بات: تمام رسولوں کی یہ بنیادی ذمہ داری تھی کہ وہ لوگوں کو عذاب سے ڈرانے والے اور جنت کی خوشخبری دینے والے تھے۔ (سورۃ النساء۴، آیت:۱۶۵)

آیت نمبر ۱۳۶: ۱: حضرت ھود علیہ السلام کی دعوت پر قوم کا کیا جواب تھا؟ ۱: تمہارا سمجھانا یا نہ سمجھانا ہمارے لئے برابر ہے یعنی ہم تمہاری بات ماننے والے نہیں ہیں۔

عملی پہلو: جب کوئی قوم کفر وشرک اور گمراہی میں اس قدر آگے بڑھ کر آخری حدود تک پہنچ جاتی ہے تو پھر حق بات سننا بھی گوارا نہیں کرتی۔ کسی بھی قوم کی تباہی وبربادی کی یہی بڑی وجہ ہوتی ہے کہ وہ لوگ اپنے سچے مصلح کو بھی نہیں پہچانتے بلکہ اُلٹا اس کی نصیحت آموز باتوں کا مذاق اُڑاتے ہیں اور اپنے قول وفعل سے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ وہ ان کی باتوں سے کچھ اثر لینے والے نہیں۔ مشرکین مکہ کے لئے درسِ عبرت ہے کہ اگر وہ بھی اپنے کفر پر ڈٹے رہے اور نبی آخر الزماں سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلاتے رہے، تو کہیں ان کا انجام بھی قوم عاد جیسا نہ ہو۔

۲: وعظ ونصیحت میں کیا فرق ہے؟ ۲: i۔ نصیحت: کسی کی بھلائی کی خاطر تاکید سے کوئی بات کہنا۔ ii۔ وعظ: ایسی بات جو دلوں میں نرمی پیدا کر دے۔

آیت نمبر ۱۳۷: ۱: حضرت ھود علیہ السلام کی دعوت پر قوم کا کیا جواب تھا؟ ۱: یہ تو پہلے گزرے ہوئے لوگوں کا طریقہ ہے یعنی ہم ان سے اثر لینے والے نہیں ہیں۔

۲: خُلُق سے کیا مراد ہے؟ ۲: خُلُق کے معنی اخلاق، عادات اور طریقے کے ہیں۔

آیت نمبر ۱۳۸: ۱: حضرت ھود علیہ السلام کی دعوت پر قوم نے مزید کیا جواب دیا؟ ۱: ہمیں کوئی عذاب نہیں دیا جائے گا یعنی ہمیں اپنے شرک پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے عذاب کا کوئی خوف نہیں ہے۔ (معاذ اللہ)

آیت نمبر ۱۳۹: ۱: قومِ عاد کا کیا انجام اور کیوں ہوا؟ ۱: حضرت ھود علیہ السلام کو جھٹلانے پر ہلاک کیئے گئے۔

۲: قومِ عاد پر کیا عذاب آیا؟ ۲: تیز آندھی جو ۷ رات اور ۸ دن چلی جس نے نافرمانوں کو ہلاک کر دیا۔ (سورۃ الحاقہ ۶۹، آیت: ۷)

۳: یہاں آیت (نشانی) سے کیا مراد ہے؟ ۳: عبرت کی نشانی بعد میں آنے والوں کے لئے۔ ۴: قوم عاد کی اکثریت کا حال کیا رہا؟

۴: ان کی اکثریت ایمان نہیں لائی۔ ۵: مومن سے کیا مراد ہے؟ ۵: جو رسول کی تعلیمات پر ایمان لائے اور ان پر عمل بھی کرے۔

آیت نمبر ۱۴۰: ۱: اس آیت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی کون سی صفات بیان ہوئی ہیں؟ ۱: دو صفات یعنی العزیز اور الرّحیم۔

۲: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی صفت العزیز کا تعلق کن لوگوں سے ہے؟ ۲: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نافرمان بندوں سے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان پر غالب ہے اور وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے عذاب سے بچ نہیں سکتے۔ ۳: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی صفت الرّحیم کا تعلق کن لوگوں سے ہے؟ ۳: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فرماں بردار بندوں سے کہ وہی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت کے اصل مستحق ہیں۔

مشقوں کے جوابات

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱: خالی جگہ پُر کریں:

(۱) حضرت ھود علیہ السلام ______ کے بیٹے ______ کی نسل سے تھے۔ (حضرت نوح علیہ السلام، حضرت سام)

(۲) قومِ عاد کے سرداروں نے حضرت ھود علیہ السلام سے کہا تم ______ ہو ہم تمہیں ______ نہیں مانتے۔ (نادان، رسول)

(۳) قوم عاد پر ______ کی صورت میں ______ آیا۔ (بادل، عذاب)

(۴) اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے عذاب کی آندھی ______ دنوں اور ______ راتوں تک مسلسل چلتی رہی۔ (آٹھ، سات)

(۵) آندھی نے ______ کو اٹھا کر ایسے پھینک دیا جیسے ______ ہوں۔ (قوم عاد، کھوکھلے تنے)

سوال ۲: مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے:

۱- حضرت ہود علیہ السلام کے بارے میں کوئی تین باتیں تحریر کریں۔

i۔ حضرت ہود علیہ السلام کو قوم عاد کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا۔ ii۔ حضرت ہود علیہ السلام قوم عاد ہی میں سے تھے۔

iii۔ حضرت ہود علیہ السلام کی قوم اَحقاف میں آباد تھی۔ iv۔ حضرت ہود علیہ السلام امانت دار رسول تھے۔

v۔ حضرت ہود علیہ السلام کی قوم کے لوگ لمبے لمبے ستونوں والے محل بناتے تھے۔

۲- قومِ عاد کو اور کس نام سے پکارا جاتا ہے؟

قومِ عاد کو "قومِ اِرَم" کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

۳- حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کو کیا دعوت دی اور کس بات سے منع فرمایا؟

حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کو ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی دعوت دی۔ آپ علیہ السلام نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے سے منع فرمایا۔

۴- قوم کے سرداروں نے حضرت ہود علیہ السلام کی دعوت کا کیا جواب دیا؟

قوم کے سرداروں نے (معاذ اللہ) حضرت ہود علیہ السلام سے کہا کہ "تم نادان ہو اور ہم تمھیں اللہ تعالیٰ کا رسول نہیں مانتے"۔

۵- عذاب سے بچ جانے والے اہلِ ایمان کہاں آباد ہوئے؟

عذاب سے بچ جانے والے لوگ مَدیَن اور شام کے درمیانی علاقے میں جا کر آباد ہوئے۔

سوال ۳: کالم (الف) کے ہر جملہ کو کالم (ب) کے درست جملہ سے لکیر لگا کر ملائیں:

الف	ب
حضرت ہود علیہ السلام کو	نوح علیہ السلام کی قوم کے بعد آئی۔
قومِ عاد	شرک اور اپنے رسول کو جھٹلانا تھا۔
اللہ تعالیٰ نے سب اہلِ ایمان کو	اَحقاف تھا۔
قومِ عاد کا جرم	قومِ عاد کی طرف بھیجا گیا۔
قومِ عاد کا علاقہ	عذاب سے بچا لیا۔

سوال ۴: مندرجہ ذیل جملوں کے بارے میں بتائیے کہ وہ کس کا قول ہے۔

نمبر شمار	جملے	اللہ تعالیٰ کا	ہود علیہ السلام کا	قوم کا
۱	میں تمھیں اپنے رب کے پیغامات پہنچاتا ہوں۔		✓	
۲	ہم سے بڑھ کر قوّت و طاقت میں کون ہے؟			✓
۳	اور ہم نے اُنھیں شدید عذاب سے نجات عطا فرمائی۔	✓		
۴	پس اللہ تعالیٰ (کی نافرمانی) سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔		✓	
۵	تمھیں ہمارے معبودوں میں سے کسی نے (دماغی) خرابی میں مبتلا کر دیا ہے۔			✓

سوال۵: آیئے ہم اپنا جائزہ لیں: (**نوٹ:** اس سوال کے کالموں کو اس لئے نہیں بھرا گیا کیونکہ یہ بچوں کا اپنا احتساب ہے)

سوال۶: حضرت ہود علیہ السلام کے قصہ سے متعلق درج ذیل الفاظ نیچے دیئے گئے خانوں میں لکھیے۔

حضرت سام کی نسل، پانچ دن اور سات راتیں، احقاف، استغفار کا حکم، لمبے چوڑے جسم، اولاد کی کثرت، بادل کو دیکھ کر رونا، قومِ ارم، بتوں کی پوجا، چھوٹے قد کے لوگ، قوم کا مذاق اُڑانا، عراق میں آباد ہونا

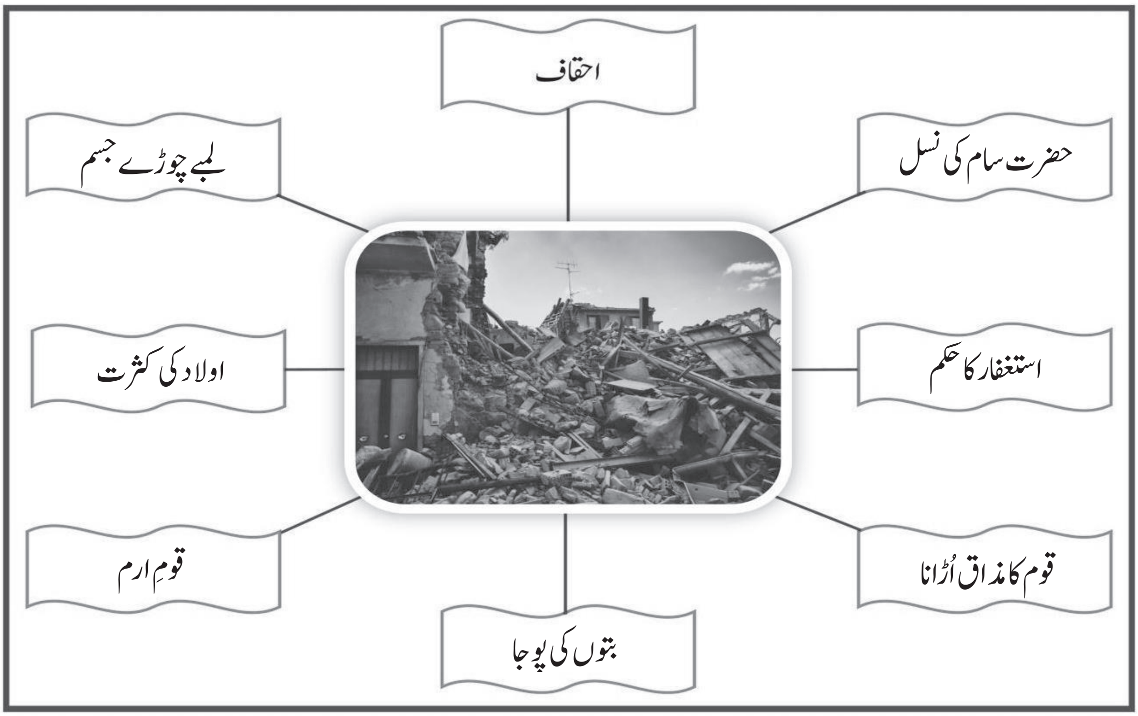

عملی سرگرمی:

۱۔ اس قصے میں دی گئی سورتوں کے علاوہ کوئی اور مقام تلاش کریں جہاں قومِ عاد کو قومِ ارم سے مخاطب کیا گیا ہے۔

۲۔ صحت مند جسم، مال، اولاد اور گھر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی نعمتیں ہیں۔ ہم ان نعمتوں کا اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی راہ میں کیا کیا استعمال کر سکتے ہیں؟ نعمتوں اور ان کے استعمالات پر مبنی الگ الگ فہرست بنایئے۔

۳۔ قصّہ حضرت ہود علیہ السلام کے لئے دی گئی سورتوں کی آیات کو سامنے رکھتے ہوئے مشترک باتوں کو حوالہ جات کے ساتھ لکھیں۔ مثلاً

مشترک بات	سورت	آیت
امانت داری	الاعراف الشعراء	۶۸ ۱۲۵

قصّہ حضرت صالح علیہ السلام

طریقۂ تدریس:

سبق نمبر ا: اس قصّہ کا مختصر خلاصہ عام فہم اور کہانی کے انداز میں درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۲: اس قصّہ کا قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ الاعراف ۷۳ سے ۷۴) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۳: اس قصّہ کا قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ الاعراف ۷۵ سے ۷۹) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۴: اس قصّہ کا قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ ھود ۶۱ سے ۶۳) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۵: اس قصّہ کا قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ ھود ۶۴ سے ۶۸) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۶: اس قصّہ کا قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ الشعراء ۱۴۱ سے ۱۵۰) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۷: اس قصّہ کا قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ الشعراء ۱۵۱ سے ۱۵۹) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۸: (i) "علم و عمل کی باتیں" وضاحت کے ساتھ طلبہ کو سمجھائیں اور مذاکرہ کے ذریعے ان کو ذہن نشین کرائیں۔

(ii) "سمجھیں اور حل کریں؟" طلبہ کو گھر کے کام (Home Work) کے طور پر دیں تاکہ اُن کی قرآن فہمی کا اندازہ ہو اور بعد میں کمرۂ جماعت (Class) میں خود حل کرائیں۔ (تشریحی نکات کے بعد دیئے گئے "مشقوں کے جوابات" سے استفادہ کیا جاسکتا ہے)

(iii) "گھریلو سرگرمی" کرانے کے لئے طلبہ کے گھر والوں کو پابند کیا جائے۔ (کمرۂ جماعت میں مزید سرگرمیاں کرانے کے لئے "مشقوں کے جوابات" کے بعد دی گئی "عملی سرگرمی" سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے)

مقاصدِ مطالعہ:

اس قصّہ کے اختتام پر طلبہ میں یہ استعداد ہو کہ وہ جانتے ہوں:

ا۔ قومِ ثمود کون تھی؟

۲۔ قومِ ثمود کہاں آباد تھی؟

۳۔ قومِ ثمود کو اللہ تعالیٰ نے کیا صلاحیتیں اور نعمتیں عطا فرمائیں؟

۴۔ قومِ ثمود کا جرم اور حضرت صالح علیہ السلام کی دعوت کیا تھی؟

۵۔ قومِ ثمود نے اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے معجزے کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

۶۔ قومِ ثمود کا کیا انجام ہوا؟

۷۔ قومِ ثمود کے انجام میں ہمارے لئے کیا سبق ہے؟

۸۔ معاشرتی بُرائیوں پر ہمارا طرزِ عمل کیا ہونا چاہیئے؟

۹۔ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی صلاحیتیں کہاں استعمال ہونی چاہئیں؟

۱۰۔ حق کا مذاق اُڑانے والوں کے ساتھ کیا طرزِ عمل ہونا چاہیئے؟

۱۱۔ دیانت اور امانت کے حوالے سے سیرتِ انبیاء کرام علیہم السلام سے کیا رہنمائی ملتی ہے؟

آیت بہ آیت تشریحی نکات

(سورۃ الاعراف آیات: ۷۳ تا ۷۹)

آیت نمبر ۷۳: ا: قومِ ثمود کون تھی؟ ا: قومِ عاد کے نیک لوگ جو عذاب سے بچ گئے تھے ان کی اولادوں سے قومِ ثمود وجود میں آئی۔ ثمود عربوں کا ایک قبیلہ تھا، یہ لوگ ثمود بن عامر بن ارم بن سام بن نوح کی اولاد سے تھے۔

۲: قومِ ثمود کہاں آباد تھی؟ ۲: اس قوم کا مسکن شمالی مغربی عرب کا وہ علاقہ تھا جو آج بھی اَلحجر کے نام سے ہے۔ موجودہ زمانہ میں مدینہ اور تبوک کے درمیان حجاز ریلوے پر ایک اسٹیشن پڑتا ہے جسے مدائنِ صالح کہتے ہیں۔ یہی ثمود کا صدر مقام تھا اور قدیم زمانہ سے حجر کہلاتا ہے۔ حجر ایک بارونق شہر تھا۔ اب تک وہاں ہزاروں ایکڑ کے رقبے میں ان عمارتوں کے کھنڈرات موجود ہیں جن کو ثمود کے لوگوں نے پہاڑوں میں تراش تراش کر بنایا تھا۔ انہیں قرآن کریم نے اصحاب الحجر بھی کہا ہے۔

۳: حضرت صالح علیہ السلام کو برادری کا فرد کیوں قرار دیا گیا؟ ۳: کیونکہ وہ قومِ ثمود ہی کے ایک فرد تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ قوم ہی میں سے ایک فرد کو رسول منتخب فرمایا تاکہ وہ رسول ان لوگوں کو انہی کی زبان میں اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا سکے اور رسول کی سیرت و کردار کی بہترین مثال بھی لوگوں کے سامنے رہے۔

۴: قومِ ثمود کی طرف صالح علیہ السلام کو کیوں بھیجا گیا؟ ۴: کیونکہ رفتہ رفتہ قومِ ثمود میں توحید کے بجائے شرک آ گیا۔ چنانچہ اُن کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کو اُن کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔ ۵: حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم کو کیا تبلیغ کی؟ ۵: توحید کی دعوت دی۔ بت پرستی سے منع کیا۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنے کی تلقین کی۔ ۶: بَیِّنَة سے کیا مراد ہے؟ ۶: اللہ تعالیٰ کی نشانی اور معجزہ یعنی اونٹنی۔

۷: اسے اللہ تعالیٰ کی اونٹنی کیوں کہا گیا؟ ۷: کیوں کہ یہ اونٹنی اللہ تعالیٰ کے حکم سے معجزانہ طور پر پہاڑ سے نکلی اور اسے اللہ تعالیٰ نے اپنی ایک نشانی قرار دیا تھا۔

۸: حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم کو اونٹنی کے بارے میں کیا نصیحت کی؟ ۸: یہ اونٹنی اللہ تعالیٰ کی ایک نشانی ہے، اس اونٹنی کو چھوڑ دو تاکہ وہ زمین میں چرے پھرے اور انہیں ڈرایا کہ اس اونٹنی کو تکلیف نہ پہنچانا ورنہ اللہ تعالیٰ کا عذاب آ جائے گا۔

آیت نمبر ۷۴: ا: قومِ ثمود کس کے جانشین تھے؟ ا: اللہ تعالیٰ نے انہیں قومِ عاد کا جانشین بنا کر زمین پر آباد کیا۔

علمی بات: قومِ ثمود کا زمانہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پہلے اور قومِ عاد کے بعد تھا۔ اس طرح قومِ ثمود کا زمانہ آج سے تقریباً چھ ہزار سال پہلے کا ہے جبکہ قومِ عاد کو گزرے تقریباً سات ہزار سال ہو چکے ہیں۔

۲: اللہ تعالیٰ نے قومِ ثمود کو کون سی خصوصی نعمتیں عطا کیں؟ ۲: اللہ تعالیٰ نے انہیں بڑے بڑے محل بنانے اور پہاڑوں کو تراش کر گھر بنانے کی صلاحیت عطا فرمائی۔

۳: حضرت صالح علیہ السلام نے قوم کو کس بات سے منع فرمایا؟ ۳: زمین میں فساد مچانے سے منع فرمایا۔ فساد کا مطلب اللہ تعالیٰ کی نافرمانی، سرکشی اور لڑائی جھگڑا کرنا ہے۔

آیت نمبر ۷۵: ا: حضرت صالح علیہ السلام کی دعوت کی مخالفت کن لوگوں نے کی؟ ا: قوم کے سرداروں نے جو تکبر کرتے تھے۔

عملی پہلو: ہمیشہ قوم کے سردار اور امیر لوگ ہی دعوت الی اللہ ٹھکراتے ہیں کیوں کہ اللہ تعالیٰ ہی کی بڑائی کو ماننے سے ان کی سرداری، طاقت و گھمنڈ سب ختم ہوتا نظر آتا ہے۔ معاشرے کے محروم طبقات کو حق دینے سے ان کے سارے مفادات پر کاری ضرب پڑتی ہے۔ اس لئے ہمیشہ تکبر سے بچنا چاہیئے۔

فرمانِ نبوی ﷺ: "جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی تکبر ہو گا وہ جنت میں داخل نہ ہو گا۔" (صحیح مسلم)۔

۳: متکبر لوگوں نے حضرت صالح علیہ السلام کے رسول ہونے کے بارے میں کس سے پوچھا؟ ۳: معاشرے کے کمزور لوگوں سے۔

۴: کمزور کن لوگوں کو کہا گیا ہے؟ ۴: وہ اہل ایمان جو غریب تھے، جن کے پاس طاقت و اختیار نہیں تھا۔

۵: کمزور لوگوں نے سرداروں کے طنزیہ سوال کا کیا جواب دیا؟ ۵: انہوں نے نہ صرف حضرت صالح علیہ السلام کو بطورِ رسول جاننے کا اقرار کیا بلکہ سرداروں کو واضح طور پر بتا دیا کہ ہم تو اس حق و ہدایت کے پیغام پر ایمان رکھتے ہیں، جس کے ساتھ ان کو بھیجا گیا ہے۔

علمی بات: حق و ہدایت کا راستہ صرف وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کے رسولوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے بندوں کو بتایا گیا ہے۔

۶: عام طور پر معاشرے کا کون سا طبقہ حق کو جلدی قبول کر لیتا ہے؟ ۶: حق کو تسلیم کرنے والوں میں سب سے پہلا طبقہ غریبوں اور کمزوروں کا ہی ہوتا ہے۔ جو پختہ ایمان و یقین کے ساتھ نہ صرف اسے دل سے تسلیم کرتے ہیں بلکہ اس کے لئے ہر قربانی کے بھی لئے تیار رہتے ہیں۔

۷:کیوں کہ عموماً وہ سرداروں اورامیروں کے ظلم وتشدد کا شکار رہتا ہے۔ ۷:غریب طبقہ جلدی حق کی دعوت کو کیوں قبول کرتا ہے؟ وہ ایسے مسیحا کی تلاش میں ہوتا ہے جو نہ صرف انہیں متکبروں سے نجات دلائے بلکہ کامیابی کے سفر پر بھی گامزن کرے۔اس لئے وہ دینِ حق کو قبول کرنے میں کوئی دیر نہیں کرتے وہ جانتے ہیں کہ یہی دین ہر قسم کے ظلم وستم سے نجات دلا سکتا ہے۔

عملی پہلو: قوتِ ایمان اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم الشان اور بے مثال عنایت ہے جس سے وہ سچے مومن کو اپنے بے پناہ کرم سے نوازتا ہے۔جس سے اس کے لئے کامیابی کی راہیں ہموار ہو جاتی ہیں۔اس کے دل ودماغ ایسے روشن ہو جاتے ہیں کہ اس کی زبان سے حق بات اور حکمت ودانش ہی نکلتی ہے۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں راہِ حق وہدایت پر ہمیشہ ثابت قدم رکھے۔آمین۔

آیت نمبر ۷۶: ا:قوم کے سرداروں کا کیارویہ بیان ہوا؟ ا:انہوں نے تکبر کا اظہار کیا اور جانتے بوجھتے حضرت صالح علیہ السلام کو رسول ماننے سے انکار کیا۔

عملی پہلو: بغض وعناد اور ہٹ دھرمی اور گھمنڈ انسان کو حق سے محروم کر دیتے ہیں۔ایسا انسان دلائل حق کے سامنے لاجواب ہو جانے کے باوجود حق کو ماننے اور قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔یہ چیز محرومی اور خرابی وفساد کی بنیادی جڑ ہے۔

آیت نمبر ۷۷: ا:قومِ ثمود نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی اونٹنی کے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ ا:اس کی کونچیں یعنی ٹانگیں کاٹ کر اسے ہلاک کر دیا۔

علمی بات: ان کے انتہائی مجرمانہ عمل کو قرآن حکیم ساری قوم کا عمل قرار دے رہا ہے حالانکہ اونٹنی کے مارنے میں ظاہر ہے کہ گنتی کے ۹ افراد شریک ہوں گے،لیکن یہ عمل ساری قوم کی رضامندی اور اتفاقِ رائے سے ہوا اس لئے اسے منسوب بھی پوری قوم کی جانب کیا گیا۔

۲:قومِ ثمود نے اپنی سرکشی کا اظہار کیسے کیا؟ ۲:اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نافرمانی کر کے،رسول کو جھٹلا کر اور عذاب کا مطالبہ کر کے۔

عملی پہلو: جب لوگ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے قہر وغضب سے بالکل بے خوف ہو جاتے ہیں۔اس کے احکامات کو پس پشت ڈال کر نافرمانی اور سرکشی کی آخری حدود تک پہنچ جاتے ہیں تو اس وقت عذابِ الٰہی کو دعوت دینے والے کلمات ہی ان لوگوں کی زبان سے نکلتے ہیں۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہم سب کو اپنی اور اپنے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی سے بچائے اور ہمیشہ فرماں برداری کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

آیت نمبر ۷۸: ا:قومِ ثمود کا کیا انجام ہوا؟ ا:زلزلہ سے ہلاک کر دیئے گئے۔

آیت نمبر ۷۹: ا:حضرت صالح علیہ السلام نے قوم کے افسوس ناک انجام پر کیا اظہار فرمایا؟ ا:کاش کہ قوم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے پیغامات پر عمل کرتی،رسول کی نصیحت پر عمل کرتی اور انہیں اپنا خیر خواہ مانتی۔

عملی پہلو: حضرات انبیاء ورسل علیہم السلام کو جھٹلانا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے عذاب کو دعوت دینا ہے گویا مخلص خیر خواہوں کی ہدایات اور مخلصانہ تعلیمات جو کہ قرآن وسنت کی بنیاد پر ہوں،ان سے منہ موڑنے کا نتیجہ بالآخر ہولناک تباہی کی صورت میں ہی نکلتا ہے،اس لئے ایسے سرکش لوگوں کو ملنے والی مہلت اور ڈھیل سے کبھی دھوکے میں نہیں پڑنا چاہیئے کہ وہ بہر حال ایک مہلت اور ڈھیل ہی ہوتی ہے جس نے بالآخر اپنے وقت مقرر پر ختم ہو کر ہی رہنا ہوتا ہے۔

(سورۃ ھود آیات:۶۱ تا ۶۸)

آیت نمبر ۶۱: ا:حضرت صالح علیہ السلام نے قوم کو کیا دعوت دی؟ ا:ہر پیغمبر کا اپنی قوم کے نام سب سے پہلا خطاب اور بنیادی پیغام دعوتِ توحید تھا۔اس سے عقیدہ توحید کی اہمیت وعظمت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

۲:انسان کو زمین سے پیدا کرنے سے کیا مُراد ہے؟ ۲: ایک مطلب یہ ہے کہ ابتدا میں انسان کو زمین سے پیدا فرمایا۔اس طرح کہ سب کے والد آدم علیہ السلام کی تخلیق مٹی سے ہوئی اور تمام انسان آدم علیہ السلام کی نسل سے ہیں۔گویا تمام انسانوں کی پیدائش زمین سے ہوئی۔دوسرا مطلب یہ ہے کہ انسان جو کچھ کھاتا ہے، سب

زمین ہی سے پیدا ہوتا ہے جس سے جسم پرورش پاتا ہے۔ اسی خوراک سے وہ نطفہ بنتا ہے۔ جو انسان کے وجود کا باعث بنتا ہے۔

۳: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے زمین کو کیسے آباد کیا؟ ۳: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انسانوں کے اندر زمین کو بسانے اور آباد کرنے کی استعداد اور صلاحیت پیدا فرمائی، جس سے وہ رہائش کے لئے مکان تعمیر کرتے ہیں، خوراک کے لئے کاشت کاری کرتے ہیں اور دیگر ضروریات زندگی مہیا کرنے کے لئے صنعت و حرفت سے کام لیتے ہیں۔ اس طرح آج بھی اربوں لوگ زمین کو آباد کیئے ہوئے ہیں بارش برسا کر زمین پر نباتات اور حیوانات بسائے جو انسان کے لئے مفید ہیں اور خدمت میں لگے ہیں۔

۴: حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم کو کن تین چیزوں کی نصیحت فرمائی؟ ۴: i۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت کرو۔ ii۔ اُس سے بخشش طلب کرو۔ iii۔ اُس کے حضور توبہ کرو۔

۵: توبہ کے کیا معنی ہیں؟ ۵: توبہ کے معنی پلٹنا اور لوٹنا کے آتے ہیں۔ جب اس کی نسبت بندہ کی طرف ہو تو اس کے معنی ہوتے ہیں اپنے گناہ کی معافی مانگتے ہوئے نیکی کی طرف لوٹنا۔

عملی پہلو: اس آیت سے مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوئیں: i۔ دنیاوی تعمیر و ترقی بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی کی توفیق و عنایت کا نتیجہ ہے۔ ii۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نہ صرف انسان کو زندگی گزارنے کے اسباب و وسائل عطا فرمائے بلکہ ان سے فائدہ اٹھانے کی بے شمار صلاحیتیں بھی بخشیں۔ iii۔ جب پیدا فرمانے والا اور زندگی گزارنے کے سامان بخشنے والا اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے تو پھر عبادت و بندگی اس کے سوا اور کسی کی کس طرح جائز ہو سکتی ہے؟ iv۔ قیامت کا روزِ حساب ضرور قائم ہوگا تاکہ انسان سے ان عظیم الشان اور جلیل القدر نعمتوں اور ان کی قدر دانی کے بارے میں پوچھ گچھ کی جائے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ عدل و انصاف کے تقاضے پورے فرمائے۔

آیت نمبر ۶۲: ۱: حضرت صالح علیہ السلام کو اُن کی قوم نے کیا جواب دیا؟ ۱: i۔ ہمیں تم سے بڑی امیدیں تھیں کہ تم باپ دادا کے طریقوں کو آگے بڑھاؤ گے۔

علمی بات: i۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے دنیا میں جتنے پیغمبر علیہم السلام بھیجے وہ حسن و جمال، فہم و فراست اور اپنے بلند و پاکیزہ کردار کے اعتبار سے بچپن میں ہی اپنی قوم میں منفرد اور ممتاز ہوا کرتے تھے۔

حضرت صالح علیہ السلام بھی اپنی قوم میں ہر حوالے سے ممتاز اور منفرد تھے۔ اس بنا پر قوم ان کے بارے میں بڑی توقعات رکھتی تھی۔ قومِ ثمود کی حضرت صالح علیہ السلام سے یہ امیدیں بھی تھیں کہ وہ عقل و فہم، نیکی، پرہیزگاری اور دیانت داری کی بنیاد پر ان کے سردار بنیں گے قوم کو ان کی اس بزرگی سے فائدہ پہنچے گا، وہ اپنے انفرادی و اجتماعی امور میں آپ علیہ السلام سے مشورہ لیا کریں گے، لیکن بتوں کی نفی اور توحید کی دعوت سے ان کی ساری امیدوں پر پانی پھر گیا۔ ii۔ تم ہمیں ان بتوں کی عبادت سے روکتے ہو جن کی عبادت ہمارے باپ دادا کرتے آئے ہیں۔

عملی پہلو: معبودانِ باطل کی عبادت سے روکنا مشرکین کو ناگوار گزرتا ہے۔ iii۔ جس ایک اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو ہم اُس کے بارے میں شک میں ہیں۔

۲: شک سے کیا مراد ہے؟ ۲: "شک" ذہن کی وہ کیفیت ہے جس میں آدمی دو چیزوں میں سے کسی ایک چیز کو ترجیح نہ دے سکے یعنی وہ بے چینی اور بے قراری کی حالت میں رہے۔ ۳: حضرت صالح علیہ السلام کی دعوت کے بعد قومِ ثمود کی کیا کیفیت تھی؟ ۳: حضرت صالح علیہ السلام کی دلیل پر مبنی دعوت نے ان کے دل و دماغ میں ہلچل مچا دی تھی اور انہیں بے چین رکھنے والے شک میں مبتلا کر دیا تھا۔

آیت نمبر ۶۳: ۱: حضرت صالح علیہ السلام نے قوم کے جواب پر کیا فرمایا؟ ۱: میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے واضح دلیل پر ہوں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مجھ پر رحمت فرمائی ہے اور اگر میں بالفرض تمہاری بات مان کر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نافرمانی کر بیٹھوں تو کون مجھے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے عذاب سے بچائے گا اور اس صورت میں مجھے نقصان کے سوا کچھ نہیں ملے گا۔

علمی بات: معلوم ہوا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نافرمانی کا لازمی نتیجہ عذاب جیسے شدید نقصان کی صورت میں نکلتا ہے۔

عملی پہلو: انبیاء کرام علیہم السلام اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سوا کسی کو مددگار نہیں سمجھتے تھے۔ ہمیں بھی صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی پر پورا بھروسہ کرنا چاہیئے کیوں کہ حقیقتاً اور مستقلاً مددگار اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی ہے۔ نافرمان لوگوں کی جھوٹی باتوں میں آکر کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہیئے جس سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ ناراض ہو۔

آیت نمبر ۶۴: ۱: قومِ ثمود کو حضرت صالح علیہ السلام کے ذریعے کیا معجزہ عطا کیا گیا؟ ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی اونٹنی۔

علمی بات: اس قوم نے جس معجزے یعنی اونٹنی کا مطالبہ کیا تھا وہ ان کے لئے وبالِ جان بن گئی کیونکہ جتنا پانی ان کے تمام جانور پیتے تھے اتنا وہ اونٹنی اکیلے ہی پی جاتی تھی اور ان کے ہاں پانی کی قلت بھی تھی اسی لئے پانی کی باری مقرر کی گئی تھی اور جتنا سب جانور کھاتے تھے اتنا وہ اونٹنی اکیلی کھا جاتی تھی۔

۲: حضرت صالح علیہ السلام نے اونٹنی کے بارے میں اپنی قوم کو کیا نصیحت کی؟ ۲: اونٹنی اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی ایک نشانی ہے، اس اونٹنی کو چھوڑ دو تاکہ وہ زمین میں چرے پھرے اور انہیں ڈرایا کہ اس اونٹنی کو تکلیف نہ پہنچانا ورنہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا عذاب آجائے گا۔

آیت نمبر ۶۵: ا: قومِ ثمود نے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے عطا کردہ معجزے کے ساتھ کیا کیا؟ ا: اُونٹنی کی ٹانگیں (کونچیں) کاٹ ڈالیں اور اسے ہلاک کر دیا۔

علمی بات: قومِ ثمود کے ایک شخص مصدع بن مہرج نے گھات لگا کر اسے تیر مار کر زخمی کیا ایک اور بدبخت شخص قِدار بن سالف نے اونٹنی کی کونچیں (یعنی ٹانگیں) کاٹ ڈالیں اور ہلاک کر دیا۔ اونٹنی کے بچے نے اونٹنی کی چیخ سن کر تین چیخیں ماریں اور بھاگ کر معجزانہ طور پر پہاڑ میں غائب ہو گیا۔

۲: قومِ ثمود کو عذاب سے پہلے کتنے دن کی مہلت دی گئی؟ ۲: قومِ ثمود کو ۳ دن کی مہلت دی گئی۔

علمی بات: جب حضرت صالح علیہ السلام نے انہیں تین دن بعد عذاب کی وعید سنائی تو بدنصیب قوم نے یہ سن کر بھی توبہ واستغفار کی طرف متوجہ ہونے کے بجائے یہ فیصلہ کیا کہ صالح (علیہ السلام) ہی کو قتل کر دیا جائے۔ (معاذاللہ) کیونکہ اگر صالح (علیہ السلام) سچے ہیں اور ہم پر عذاب آنا ہی ہے تو ہم اپنے سے پہلے ان کا کام تمام کیوں نہ کریں اور اگر جھوٹے ہیں تو اپنے جھوٹ کا خمیازہ بھگتیں۔ (معاذاللہ)

آیت نمبر ۶۶: ا: اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام پر ایمان لانے والوں کو کن دو چیزوں سے بچا لیا؟ ا: i۔ اُس عذاب سے جو قومِ ثمود پر آیا۔ ii۔ قیامت کی رسوائی سے۔

۲: اس آیت میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی کون سی صفات بیان ہوئی ہیں؟ ۲: دو صفات یعنی القویّ اور العزیز۔ القویّ کے معنی ہیں طاقت رکھنے والا اور العزیز کے معنی ہیں زبردست یعنی غالب رہنے والا۔

عملی پہلو: یہاں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی ان دو صفات کا ذکر کر کے یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ رب العالمین نہایت قوت والا ہے، وہ جو چاہے اور جیسا چاہے کر سکتا ہے، اس کے لئے کچھ بھی مشکل نہیں۔ وہ غالب بھی ہے نہ تو کوئی اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی پکڑ سے نکل کر بھاگ سکتا ہے، اور نہ کوئی اس کی راہ میں رکاوٹ بن سکتا ہے۔

آیت نمبر ۶۷: ا: قومِ ثمود پر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا کیا عذاب آیا؟ ا: چنگھاڑ یعنی زوردار چیخ سے ہلاک کر دیئے گئے۔

علمی بات: حضرت صالح علیہ السلام کو (معاذاللہ) قتل کرنے کے متفقہ فیصلے کے ماتحت قومِ ثمود کے کچھ لوگ رات کو حضرت صالح علیہ السلام کے مکان پر قتل کے ارادہ سے گئے۔ مگر اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے راستہ ہی میں ان پر پتھر برسا کر ہلاک کر کے عبرت کا نشان بنا دیا۔ ان کا ذکر سورۃ النمل ۲۷ کی آیات: ۴۸ تا ۵۲ میں آیا ہے۔

آیت نمبر ۶۸: ا: قومِ ثمود کا عذاب کے بعد کیا حال ہو گیا؟ ا: وہ ایسے مٹ گئے جیسے کبھی زمین پر بسے ہی نہ تھے۔

۲: قومِ ثمود کا بُرا انجام کیوں ہوا؟ ۲: کیونکہ انہوں نے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا تھا۔ ۳: کفر سے کیا مراد ہے؟ ۳: کفر کا لغوی مفہوم ہے حق کو چھپانا اور اس کا انکار کرنا اور اصطلاحی مفہوم ہے اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ ماننا اور مسلمات دین (مثلاً ارکان اسلام، قرآن وحدیث وغیرہ) کا انکار کرنا۔

۴: قومِ ثمود کے لئے کس چیز سے دوری کا ذکر کیا گیا ہے؟ ۴: اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی رحمت سے دور ہونے کا ذکر کیا گیا ہے۔

عملی پہلو: کفر و شرک تمام خرابیوں کی جڑ، بنیاد اور ہلاکت و تباہی کا باعث ہے۔ ایمان و یقین اور عقیدہ توحید ورسالت ہر خیر کی اصل، اساس اور رحمت، سلامتی و نجات کا ذریعہ ہے۔

(سورۃ الشعراء آیات: ۱۴۱ تا ۱۵۹)

آیت نمبر ۱۴۱: ا: قومِ ثمود نے کسے جھٹلایا تھا؟ ا: حضرت صالح علیہ السلام کو۔

۲: اس آیت میں پیغمبروں کو جھٹلانے کا ذکر کیوں کیا گیا ہے؟ ۲: ایک پیغمبر کو جھٹلانا تمام پیغمبروں کو جھٹلانے کے برابر ہے۔ کیونکہ سب کی دعوت ایک ہی تھی یعنی

ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت اوراس کے رسول کی اطاعت۔

آیت نمبر ۱۴۲: ۱: حضرت صالح علیہ السلام نے قوم سے کیا فرمایا؟ ا: اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس کی نافرمانی سے بچو۔

آیت نمبر ۱۴۳: ۱: حضرت صالح علیہ السلام نے قوم سے کیا فرمایا؟ ا: میں تمہاری طرف امانت دار رسول ہوں۔

علمی بات: حضرت صالح علیہ السلام کی امانت و دیانت اور غیر معمولی قابلیت کی شہادت خود اس قوم کے لوگوں نے دی۔ "انہوں نے کہا اے صالح! اس سے پہلے تو تم ہمارے درمیان ایسے آدمی تھے جس سے ہماری بڑی امیدیں وابستہ تھیں۔" (سورۃ ھود، آیت: ۶۲)

۲: امانت دار رسول سے کیا مراد ہے؟ ۲: جو اللہ تعالیٰ کے پیغام کو بغیر کسی کمی بیشی کے لوگوں تک پہنچادے۔

عملی پہلو: امانت داری ایک مومن کی لازمی صفت ہے۔ ایک حدیث شریف میں ہے کہ "اس کا کوئی ایمان نہیں جس میں امانت داری نہیں"۔ (بیہقی)

آیت نمبر ۱۴۴: ۱: حضرت صالح علیہ السلام نے قوم سے کیا فرمایا؟ ا: اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچو اور میری اطاعت کرو۔

علمی بات: اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے ساتھ رسول علیہم السلام کی اطاعت بھی ضروری ہوتی ہے کیوں کہ رسول کی اطاعت ہی اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ (النساء۴، آیت: ۸۰) مثلاً زکوۃ ادا کرنا اللہ تعالیٰ کا حکم ہے مگر اس کا طریقہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا۔

آیت نمبر ۱۴۵: ۱: حضرت صالح علیہ السلام نے قوم سے کیا فرمایا؟ ا: میں اپنی اس دعوت و تبلیغ پر تم سے کچھ نہیں مانگتا۔ میرا اجر تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔

علمی بات: رسول دعوتِ حق کا عمل صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور اسی سے اجر و ثواب کی امید پر کرتے ہیں۔ کوئی دنیاوی مقصد، مال اور منصب وغیرہ نہیں ہوتا۔

عملی پہلو: ہمیں بھی دوسروں کو اچھائی کی دعوت صرف اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے دینی چاہیئے۔

آیت نمبر ۱۴۶: ۱: کیا دنیا کی نعمتیں ہمیشہ کے لئے ہیں؟ ا: نہیں، یہ عارضی ہیں اور امتحان کے لئے ہیں۔

آیت نمبر ۱۴۷: ۱: قومِ ثمود کو اللہ تعالیٰ نے کیا نعمتیں عطا کی تھیں؟ ا: i۔ باغات ii۔ چشمے

آیت نمبر ۱۴۸: ۱: قومِ ثمود کو اللہ تعالیٰ نے اور کیا نعمتیں عطا کی تھیں؟ ا: iii۔ کھیت iv۔ عمدہ کھجوریں

آیت نمبر ۱۴۹: ۱: قومِ ثمود کو اللہ تعالیٰ نے مزید کیا نعمتیں عطا کی تھیں؟ ا: v۔ پہاڑوں کو تراش کر گھر بنانے کی صلاحیت۔

۲: انہیں کس بات پر غرور تھا؟ ۲: اپنی صلاحیتوں اور ہنر پر۔

عملی پہلو: ہمیں اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں پر غرور، گھمنڈ اور تکبر نہیں کرنا چاہیئے۔ انہیں اللہ تعالیٰ کا فضل سمجھتے ہوئے اس کی مرضی کے مطابق استعمال کرنا چاہیئے۔

آیت نمبر ۱۵۰: ۱: نعمتوں کی یاددہانی کروانے کے بعد حضرت صالح علیہ السلام نے قوم کو کیا سمجھایا؟ ا: اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔

آیت نمبر ۱۵۱: ۱: قومِ ثمود حضرت صالح علیہ السلام کے بجائے کس کی اطاعت کرتے تھے؟ ا: حد سے بڑھنے والے سرکش لوگوں کی۔

۲: مفسدین سے کیا مراد ہے؟ ۲: فساد مچانے والے اور بگاڑ پیدا کرنے والے۔

آیت نمبر ۱۵۲: ۱: مفسدین کی کیا علامات بیان کی گئی ہیں؟ ا: i۔ زمین میں فساد مچانا۔ ii۔ برائی کی اصلاح نہ کرنا۔

۲: زمین میں سب سے بڑا فساد کیا ہے؟ ۲: اللہ تعالیٰ کے احکامات کو چھوڑ کر اپنی مرضی سے زندگی کے معاملات طے کرنا۔

آیت نمبر ۱۵۳: ۱: قومِ ثمود نے حضرت صالح علیہ السلام پر کیا الزام لگایا؟ ا: آپ (علیہ السلام) جادو زدہ ہیں۔ (معاذ اللہ)

آیت نمبر ۱۵۴: ۱: قومِ ثمود نے کیا کہہ کر حضرت صالح علیہ السلام کی دعوت کو مسترد کر دیا؟ ا: کہ وہ ہم جیسے بشر ہیں۔

۲: قومِ ثمود نے حضرت صالح علیہ السلام سے کیا مطالبہ کیا؟ ۲: اگر وہ سچے ہیں تو کوئی معجزہ دکھائیں۔ یعنی ہماری آنکھوں کے سامنے اس پہاڑ سے اونٹنی نکلے تب ہم ایمان لائیں گے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے انہیں بہت سمجھایا کہ دیکھو اپنے منہ سے مانگا ہوا معجزہ فیصلہ کن ہوتا ہے اگر اونٹنی تمہارے مطالبہ پر پہاڑ سے نکل آئی اور پھر بھی ایمان نہ لائے تو سمجھ لو کہ پھر جلدی ہی عذاب آجائے گا۔

آیت نمبر ۱۵۵: ا: حضرت صالح علیہ السلام کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کیا معجزہ عطا فرمایا؟ ا: پہاڑ سے ایک زندہ اونٹنی نکال کر دکھائی۔

علمی بات: یہ اونٹنی دیگر اونٹنیوں جیسی نہ تھی بلکہ وہ اُونٹنی اس قدر بڑی جسامت اور ڈیل ڈول کی تھی کہ جس جنگل میں چرتی دوسرے مویشی ڈر کر بھاگ جاتے اور اپنی باری کے دن جس کنویں سے پانی پیتی کنواں خالی کر دیتی۔ گویا جیسے اس کی پیدائش غیر معمولی طریقہ سے ہوئی تو اسی لحاظ سے اس کا کھانا پینا وغیرہ سب کچھ غیر معمولی اور مختلف تھا۔

۲: معجزہ کسے کہتے ہیں؟ ۲: "معجزہ ایک غیر معمولی اور خلافِ عادت کام ہے جو کسی نبی و رسول علیہ السلام سے نبوت و رسالت کے دعویٰ کی دلیل اور تصدیق کے لئے صادر اور ظاہر ہوتا ہے جسے دیکھ کر منکرین عاجز ہو جاتے ہیں۔ معجزہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغمبروں کو ہی عطا فرمایا جاتا ہے۔" ۳: اونٹنی کے بارے میں حضرت صالح علیہ السلام نے قوم کو کس بات کا پابند کیا؟ ۳: ایک دن اونٹنی کے پانی پینے کے لئے مقرر ہے اور ایک دن تمہارے لئے مقرر ہے۔

آیت نمبر ۱۵۶: ا: اونٹنی کے بارے میں حضرت صالح علیہ السلام نے قوم کو کیا نصیحت کی؟ ا: اُسے تکلیف نہ پہنچانا ورنہ اللہ تعالیٰ کا عذاب آجائے گا۔

آیت نمبر ۱۵۷: ا: اللہ تعالیٰ کی اونٹنی کے ساتھ قومِ ثمود نے کیا سلوک کیا؟ ا: اس کی ٹانگیں کاٹ کر اسے ہلاک کر دیا۔

علمی بات: قومِ ثمود کے باہمی مشورے اور اتفاق رائے سے ان میں سے ایک تنومند اور سب سے زیادہ بدبخت انسان نے اس بات کا ذمہ لیا کہ اس اونٹنی کو وہ ٹھکانے لگائے گا۔ مفسرین کرام بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبہ کے دوران فرمایا کہ "یہ شخص اپنی قوم کا ایک زور آور، شریر، مضبوط شخص تھا جو اونٹنی کو زخمی کرنے کی مہم پر اٹھ کھڑا ہوا اس کا نام قدار تھا"۔

علمی بات: اسی حوالے سے سورۃ النمل ۲۷ کی آیات ۴۸ تا ۵۲ میں فرمایا گیا ہے کہ نو(۹) آدمیوں نے اس کی مدد کی جو فسادی تھے۔

عملی پہلو: اگرچہ مارا ایک شخص نے تھا، جیسا کہ سورۃ القمر اور سورۃ الشمس میں ارشاد ہوا ہے، لیکن چونکہ پوری قوم اس مجرم کی پشت پر تھی اور وہ قوم کی مرضی سے یہ قتل کر رہا تھا اس لئے الزام پوری قوم پر عائد کیا گیا ہے۔ ہر وہ گناہ جو قوم کی خواہش کے مطابق کیا جائے، یا جس کے کرنے پر قوم کی رضا اور پسندیدگی حاصل ہو، ایک قومی گناہ ہے، خواہ اس کا کرنے والا ایک فرد ہی کیوں نہ ہو۔ صرف یہی نہیں، بلکہ قرآن حکیم کہتا ہے کہ جو گناہ قوم کے درمیان علی الاعلان کیا جائے اور قوم اسے گوارا کرے وہ بھی پوری قوم کا گناہ ہے۔

آیت نمبر ۱۵۸: ا: اونٹنی کے ہلاک کرنے کا کیا نتیجہ نکلا؟ ا: ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آگیا۔

۲: یہ قصہ اللہ تعالیٰ نے کیوں بیان فرمایا؟ ۲: اس میں لوگوں کے لئے عبرت کی نشانی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آتا ہے۔

۳: قومِ ثمود کے اکثر لوگوں کا کیا حال تھا؟ ۳: ان میں سے اکثر ایمان نہیں لائے تھے۔

عملی پہلو: جس قوم کا بُرا وقت آجاتا ہے اس کے لئے کوئی نصیحت و تنبیہ کارگر نہیں ہوتی۔ حضرت صالح علیہ السلام کے ان کو کئی بار عذاب کی وعید سنانے کے باوجود انہوں نے کوئی اثر نہیں لیا بلکہ اس ارشاد پر بھی ان بدبخت لوگوں نے مذاق اُڑانا شروع کیا اور کہنے لگے کہ یہ عذاب کیسے اور کہاں سے آئے گا اور اس کی علامت کیا ہوگی۔

آیت نمبر ۱۵۹: ا: اِس آیت میں اللہ تعالیٰ کی کتنی صفات بیان ہوئی ہیں؟ ا: دو صفات یعنی العزیز اور الرّحیم۔ ۲: اللہ تعالیٰ کی صفت العزیز کا تعلق کن لوگوں سے ہے؟ ۲: اللہ تعالیٰ کے نافرمان بندوں سے کہ اللہ تعالیٰ ان پر غالب ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ نہیں سکتے۔

۳: اللہ تعالیٰ کی صفت الرّحیم کا تعلق کن لوگوں سے ہے؟ ۳: اللہ تعالیٰ کے فرماں بردار بندوں سے کہ وہی اللہ تعالیٰ کی رحمت کے اصل مستحق ہیں۔

مشقوں کے جوابات

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱: کالم (الف) کے ہر جملہ کو کالم (ب) کے درست جملہ سے لکیر لگا کر ملائیں:

الف	ب
حضرت صالح علیہ السلام کا معجزہ	شرک اور اپنے رسول کو جھٹلانا تھا۔
قومِ عاد کے بعد	بڑے بڑے محل بناتی تھی۔
قومِ ثمود کا جرم	عذاب سے پہلے تین دن کی مہلت دی۔
قومِ ثمود	اُونٹنی تھا۔
حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم کو	قومِ ثمود آئی۔

سوال ۲: مندرجہ ذیل جملوں کے بارے میں بتایئے کہ وہ کس کا قول ہے۔

نمبر شمار	جملے	اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا	صالح علیہ السلام کا	قوم کا
۱	یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی اُونٹنی ہے (جو) تمہارے لئے ایک نشانی ہے۔		✓	
۲	یقیناً تم اس سے پہلے ہماری امیدوں کا مرکز تھے۔			✓
۳	پھر جب ہمارا حکم (یعنی عذاب) آ گیا (تو) ہم نے صالح (علیہ السلام) کو نجات عطا فرمائی۔	✓		
۴	ہم اُن کی عبادت کریں گے جن کی عبادت ہمارے باپ دادا کرتے تھے۔			✓
۵	تم اس اُونٹنی کو نقصان نہ پہنچانا ورنہ تم پر عذاب آ جائے گا۔		✓	

سوال ۳: مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے:

۱- حضرت صالح علیہ السلام کے بارے میں تین باتیں تحریر کریں۔

i- حضرت صالح علیہ السلام کو قومِ ثمود کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا۔

ii- حضرت صالح علیہ السلام امانت دار رسول تھے۔

iii- حضرت صالح علیہ السلام کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اونٹنی کا معجزہ عطا فرمایا۔

iv- حضرت صالح علیہ السلام پر چند لوگ ایمان لائے۔

v- حضرت صالح علیہ السلام نے قوم کو شرک سے منع کیا۔

vi- حضرت صالح علیہ السلام قومِ ثمود ہی کے ایک فرد تھے۔

vii- اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام اور اہلِ ایمان کو عذاب سے بچا لیا۔

viii- حضرت صالح علیہ السلام نے ایک اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت کی دعوت دی۔

۲- اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے قومِ ثمود کو عطا کی جانے والی تین نعمتیں بیان کریں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اُنہیں مویشی، بیٹے، باغات اور چشموں جیسی بہترین نعمتیں عطا فرمائی تھیں۔

۳- حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی ہلاک شدہ قوم پر افسوس کا اظہار کن الفاظ میں کیا؟

حضرت صالح علیہ السلام نے افسوس کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے تمہیں اپنے رب کے پیغامات پہنچا دیئے تھے اور تمہاری بھلائی چاہی تھی لیکن تم بھلائی چاہنے والوں کو پسند ہی نہیں کرتے۔

سوال ۴: خالی جگہ پُر کریں:

(۱) قومِ ثمود کے ایک بُرے آدمی نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی اُونٹنی کی ______ کاٹ کر ہلاک کیا۔ (ٹانگیں)

(۲) حضرت صالح علیہ السلام کی قوم حجاز اور ______ کے درمیانی علاقے میں آباد تھی۔ (شام)

(۳) قومِ ثمود کو عادِ ثانی اور ______ بھی کہا گیا ہے۔ (اصحابُ الحِجر)

(۴) قومِ ثمود کے ______ آج بھی عبرت کے لئے موجود ہیں۔ (کھنڈرات)

(۵) اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی اطاعت کے ساتھ ______ کی اطاعت بھی ضروری ہے۔ (رسول)

سوال ۵: مندرجہ ذیل جملوں پر صحیح (✓) یا غلط (×) کا نشان لگائیں:

نمبر شمار	جملے	صحیح	غلط
۱	قومِ ثمود ایک نہر سے پانی حاصل کرتے تھے۔		✓
۲	قومِ ثمود نے نہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا شکر ادا کیا اور نہ اس کی عبادت کی۔	✓	
۳	قومِ ثمود پر اُن کی نافرمانیوں کی وجہ سے زلزلہ کا عذاب آیا۔	✓	
۴	قومِ ثمود کے کھنڈرات موجود نہیں ہیں۔		✓
۵	قومِ ثمود، حضرت نوح علیہ السلام کی قوم سے بچ جانے والے لوگوں پر مشتمل تھی۔		✓

سوال ۶: نیچے دیئے گئے جملوں کے ساتھ بنے ہوئے خانوں میں قصے کی ترتیب کے لحاظ سے نمبر ڈالیئے:

(۴) حضرت صالح علیہ السلام نے قوم کو ڈرایا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی اونٹنی کو نقصان نہ پہنچانا۔

(۳) قومِ ثمود نے پہاڑ سے زندہ اونٹنی نکالنے کا مطالبہ کیا۔

(۱۰) اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام اور اہلِ ایمان کو عذاب سے بچا لیا۔

(۵) حضرت صالح علیہ السلام نے اونٹنی کے پانی پینے کے دن مقرر فرمائے۔

(۱) اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کو قومِ ثمود کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔

(۲) قومِ ثمود نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ شرک کیا اور اپنے رسول کو جھٹلایا۔

(۹) قومِ ثمود کے عالی شان محلات کھنڈرات بن گئے۔

(۶) قومِ ثمود کے ایک بہت ہی بُرے آدمی نے اونٹنی کو ہلاک کر دیا۔

(۸) قومِ ثمود پر تین دن بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا عذاب آیا۔

(۷) حضرت صالح علیہ السلام نے قوم کو تین دن کی مہلت دی۔

عملی سرگرمی:

۱۔ مویشیوں، باغات اور چشموں کی نعمتوں سے ہمیں کیا کیا فائدے حاصل ہوتے ہیں؟ ہر ایک کے الگ الگ فائدوں کی فہرست بنایئے۔

۲۔ مدائن صالح علیہ السلام کے کھنڈرات کی تصاویر تلاش کر کے ایک چارٹ پر لگائیں۔ مدائن صالح علیہ السلام وڈیو بھی دکھائی جا سکتی ہے۔

۳۔ حضرت صالح علیہ السلام کے واقعہ کو کارڈز پر جملوں کی صورت میں لکھیں۔ طلبہ کے گروپ بنا کر ترتیب وار جوڑنے کے لئے کہیں۔ جلدی جوڑنے والے گروپ کی حوصلہ افزائی کریں۔

قصّہ حضرت شعیب علیہ السلام

طریقۂ تدریس:

سبق نمبر ۱: اس قصّہ کا مختصر خلاصہ عام فہم اور کہانی کے انداز میں درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۲: اس قصّہ کا قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ الاعراف ۸۵ سے ۸۷) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۳: اس قصّہ کا قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ الاعراف ۸۸ سے ۹۳) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۴: اس قصّہ کا قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ ھود ۸۴ سے ۸۸) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۵: اس قصّہ کا قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ ھود ۸۹ سے ۹۵) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۶: اس قصّہ کا قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ الشعراء ۱۷۶ سے ۱۸۴) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۷: اس قصّہ کا قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ الشعراء ۱۸۵ سے ۱۹۱) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۸: (i) "علم و عمل کی باتیں" وضاحت کے ساتھ طلبہ کو سمجھائیں اور مذاکرہ کے ذریعے ان کو ذہن نشین کرائیں۔

(ii) "سمجھیں اور حل کریں؟" طلبہ کو گھر کے کام (Home Work) کے طور پر دیں تاکہ اُن کی قرآن فہمی کا اندازہ ہو اور بعد میں کمرۂ جماعت (Class) میں خود حل کرائیں۔ (تشریحی نکات کے بعد دیئے گئے "مشقوں کے جوابات" سے استفادہ کیا جاسکتا ہے)

(iii) "گھریلو سرگرمی" کرانے کے لئے طلبہ کے گھر والوں کو پابند کیا جائے۔ (کمرۂ جماعت میں مزید سرگرمیاں کرانے کے لئے "مشقوں کے جوابات" کے بعد دی گئی "عملی سرگرمی" سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے)

مقاصدِ مطالعہ:

اس قصّہ کے اختتام پر طلبہ میں یہ استعداد ہو کہ وہ جانتے ہوں:

۱۔ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کون تھی اور کہاں آباد تھی؟

۲۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کو کیا کیا نعمتیں عطا فرمائی تھیں؟

۳۔ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کے جرائم کیا تھے؟

۴۔ قوم نے حضرت شعیب علیہ السلام کی دعوت کا کیا جواب دیا؟

۵۔ قوم نے حضرت شعیب علیہ السلام کو کیا دھمکی دی؟

۶۔ زمین میں فساد کیسے پھیلتا ہے؟

۷۔ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کا کیا انجام ہوا؟

۸۔ عذاب سے بچنے کی شرائط کیا ہیں؟

۹۔ امانت داری اور تقویٰ کی اہمیت کیا ہے؟

۱۰۔ سابقہ قوموں کے انجام میں کیا سبق ہے؟

آیت بہ آیت تشریحی نکات

سورۃ الاعراف آیات: ۸۵ تا ۹۳

آیت نمبر ۸۵: ا: حضرت شعیب علیہ السلام کو کس قوم کی طرف بھیجا گیا تھا؟ ا: اہلِ مدین کی طرف۔

علمی بات: یہ لوگ دراصل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صاحبزادے مدین کی طرف منسوب ہیں جو ان کی تیسری بیوی قطورا کے بطن سے تھے۔ پھر انہی کی نسل پر مبنی قبیلے کو مدین کہا جانے لگا اور جس بستی میں یہ رہائش پذیر تھے اس کا نام بھی مدین پڑ گیا۔ یوں اس کا اطلاق قبیلے اور بستی دونوں پر ہوتا ہے۔ مدین کا علاقہ بھی اس زمانے کی بین الاقوامی تجارتی شاہراہ پر واقع تھا۔ یہ شاہراہ شمالاً جنوباً فلسطین سے یمن کو جاتی تھی۔ اس لحاظ سے اہلِ مدین بہت خوشحال لوگ تھے۔ نتیجتاً ان میں بہت سی کاروباری اور تجارتی خرابیاں پیدا ہو گئی تھیں۔ لہٰذا ان کی اصلاح کے لئے حضرت شعیب علیہ السلام کو بھیجا گیا۔

۲: حضرت شعیب علیہ السلام نے قوم کو کیا نصیحت فرمائی؟ ۲: صرف ایک اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی عبادت کرو۔ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ہدایت کے لئے دلیل آچکی ہے۔ ناپ اور تول پورا کرو اور زمین میں اصلاح کے بعد فساد نہ مچاؤ۔

عملی پہلو: ناپ تول میں کمی کرنا بہت خطرناک گناہ ہے اس گناہ میں ملوث ہونے سے قوم کی اخلاقی پستی کا پتہ چلتا ہے۔ یہ بدترین خیانت ہے کہ پیسے پورے لیئے جائیں اور چیز کم دی جائے۔ اس لئے سُوْرَۃُ الْمُطَفِّفِیْن ۸۳، آیات: ۱ تا ۶ میں ایسے لوگوں کی ہلاکت کی خبر دی گئی ہے۔

آیت نمبر ۸۶: ا: اہلِ مدین کے جرائم پر حضرت شعیب علیہ السلام نے انہیں کیا نصیحت فرمائی؟ ا: لوٹ مار نہ کرو، لوگوں کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے راستہ سے نہ روکو، دین میں ٹیڑھ نہ نکالو، اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا احسان یاد کرو کہ اس نے تمہیں تعداد میں کثرت دی اور فساد کرنے والوں کے بھیانک انجام سے عبرت حاصل کرو۔

۲: نافرمان لوگ لوٹ مار کے کیا کیا طریقے اختیار کرتے ہیں؟ ۲: لُوٹنا کئی قسم کا ہوتا ہے: i۔ ایک تو عام صورت ہے کہ جیسے کوئی رہزن، چور ڈاکو کسی کمزور کا مال چھین لیتا ہے۔ ii۔ تجارتی منڈی میں پہنچنے سے پہلے ہی مال کا سودا کر لینا جبکہ اس تاجر کو منڈی کے بھاؤ کی خبر نہ ہو اس طرح فریب کے ساتھ تاجر سے سستا مال لے لینا بھی لوٹنے کے مترادف ہے۔ اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سختی سے منع فرمایا ہے۔ iii۔ تیسرا یہ کہ اپنی سیاسی پوزیشن کی بنا پر تاجروں کو بلیک میل کرنا۔

۳: دین میں ٹیڑھ تلاش کرنے سے کیا مراد ہے؟ ۳: اہلِ ایمان کو ڈرانا دھمکانا یا ان کے ذہنوں میں شکوک و شبہات پیدا کر کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بتائے ہوئے سیدھے راستے سے ہٹا دینا۔

علمی بات: اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے راستے سے روکنے کے لئے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے راستے میں کمی تلاش کرنا اور چالیں چلنا ہر دور کے نافرمانوں کا طریقہ رہا ہے۔

عملی پہلو: اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منکر ہر طرح سے لوگوں کو دین سے روکنے، اسلامی احکام میں خرابیاں نکالنے اور شبہ پیدا کرنے میں لگے رہتے ہیں اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے کہ یہ سیدھا نہیں بلکہ غلط راستہ ہے (معاذ اللہ)۔ ایسے لوگ اسلام کے احکام کا مذاق اُڑانے اور ان کو غلط ثابت کرنے کی آئے دن ناکام کوشش کرتے رہتے ہیں۔ ہمیں ہرگز ایسے لوگوں کی باتوں میں نہیں آنا چاہیئے۔

آیت نمبر ۸۷: ا: حضرت شعیب علیہ السلام نے نافرمانوں کو کس بات سے ڈرایا ہے؟ ا: آپ علیہ السلام نے انہیں عذابِ الٰہی سے ڈرایا ہے۔ جیسا کہ دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا "اور اے میری قوم! تم اپنی جگہ عمل کرو، بے شک میں (بھی) عمل کرنے والا ہوں۔ تم جلد ہی جان لوگے کہ کون ہے جس پر وہ عذاب آتا ہے جو اسے رسوا کرے گا اور کون جھوٹا ہے، اور انتظار کرو، بے شک میں (بھی) تمہارے ساتھ انتظار کرنے والا ہوں۔" (سورۃ ھود ۱۱، آیت: ۹۳) اسی طرح کا مفہوم سورۃ التوبہ ۹، آیت: ۵۲ میں بھی ہے۔

۲: اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے فیصلے سے کیا مراد ہے؟ ۲: اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے فرماں برداروں پر رحمت اور نافرمانوں پر عذاب۔

آیت نمبر ۸۸ ۱: سرداروں نے حضرت شعیب علیہ السلام کو کیا دھمکی دی؟ ۱: انہیں اور اہل ایمان کو بستی سے نکالنے کی دھمکی دی۔

۲: سرداروں نے حضرت شعیب علیہ السلام سے کیا مطالبہ کیا؟ ۲: کفر میں لوٹنے کا۔ (معاذاللہ)

علمی بات: تمام انبیاءِ کرام علیہم السلام اللہ تعالیٰ کی خاص توفیق اور حفاظت کی وجہ سے اظہار و اعلانِ نبوت سے پہلے بھی کفر و شرک کی ہر صورت سے بالکل پاک اور بیزار ہوتے ہیں۔

۳: قوم نے حضرت شعیب علیہ السلام سے کفر میں لوٹنے کا مطالبہ کس بنیاد پر کیا (معاذاللہ)؟ ۳: چونکہ اظہار و اعلانِ نبوت سے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام ایک قسم کی خاموش زندگی گزارتے ہیں اور اس دوران ان کی طرف سے حق کی کوئی دعوت و تبلیغ نہیں ہوتی اس لئے ان کی اس خاموشی کی بناء پر منکرین و مشرکین اپنے طور پر یہ سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ یہ حضرات بھی انہی کے دین کفر و شرک اور انہی کی ملت پر ہیں۔ لیکن جب اعلانِ نبوت کے بعد یہ انبیاء کرام علیہم السلام ان لوگوں کو حق کی دعوت دیتے ہیں تو اس وقت وہ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ لوگ ان کے دین اور طریقہ سے الگ ہو گئے ہیں۔

۴: حضرت شعیب علیہ السلام نے اس مطالبہ کا کیا جواب دیا؟ ۴: ہمیں تمہارا یہ مطالبہ ہرگز پسند نہیں ہے۔

عملی پہلو: دین کے راستے پر چلنے والوں کو اکثر و بیشتر مخالفت اور مختلف دھمکیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ لہذا اس سے گھبرانا نہیں چاہیئے بلکہ مستقل مزاجی کے ساتھ اللہ تعالیٰ پر مکمل بھروسہ کرتے ہوئے دین پر قائم رہنا چاہیئے۔ ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ انبیاء کرام علیہم السلام پر ہم سے زیادہ آزمائشیں آئی ہیں اور یہی حق پر ہونے کی دلیل ہیں۔

آیت نمبر ۸۹: ۱: حضرت شعیب علیہ السلام نے قوم کے مطالبہ کا کیا جواب دیا؟ ۱: اگر ہم بفرض محال کفر اختیار کر لیں (معاذاللہ) تو یہ حق کو جھٹلانا ہو گا۔

۲: حضرت شعیب علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے کس احسان کا ذکر فرمایا؟ ۲: اللہ تعالیٰ کے اس احسان کا کہ اس نے ہدایت عطا فرما کر کفر و شرک سے نجات دی۔

علمی بات: ملتِ کفر سے نجات اور سلامتی اللہ تعالیٰ کا ایک عظیم الشان احسان ہے کیونکہ کفر و شرک کے اندھیرے دونوں جہانوں میں تباہی کا سبب ہیں اور ان سے نجات اللہ تعالیٰ کی توفیق و عنایت کے بغیر ممکن نہیں۔

۳: حضرت شعیب علیہ السلام نے قوم کے مطالبہ کے مزید کیا جوابات دیئے؟ ۳: i۔ ہمارے لئے ہدایت مل جانے کے بعد کُفر اختیار کرنا ممکن نہیں۔ ii۔ ہم نے اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کیا ہے۔ iii۔ اللہ تعالیٰ ہی ہمارے درمیان خود فیصلہ فرما دے گا۔

۴: اہلِ ایمان کو کُفر کے غلبہ کی صورت میں کیا کرنا چاہیئے؟ ۴: i۔ اللہ تعالیٰ پر توکل۔ ii۔ اللہ تعالیٰ سے دعائیں۔

علمی بات: نبی کریم ﷺ اکثر یہ دعا مانگتے تھے یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِی عَلٰی دِیْنِكَ "اے دلوں کو پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ"۔ ہمیں بھی اس کو پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہیئے۔

عملی پہلو: ایک بندۂ مومن کی سوچ اور طرزِ عمل یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے فکر و فلسفہ اور عقل و استقامت کے بجائے اللہ تعالیٰ کی توفیق، رحمت اور فضل پر توکل و بھروسہ کرتا ہے اس لئے اس کو کوئی بھی نیکی کرتے وقت بھروسہ اپنے عزم اور عمل کے بجائے اللہ تعالیٰ پر کرنا چاہیئے کیوں کہ اللہ تعالیٰ ہی حقیقتاً اور مستقلاً مددگار ہے۔

آیت نمبر ۹۰: ۱: سرداروں نے اپنی قوم کو حضرت شعیب علیہ السلام کی دعوت سے روکنے کی کس طرح کوشش کی؟ ۱: سرداروں نے کہا کہ اگر تم نے شعیب (علیہ السلام) کی بات مانی تو نقصان اُٹھاؤ گے۔

۲: حضرت شعیب علیہ السلام کی کیا دعوت تھی جس سے سردار روک رہے تھے؟ ۲: قوم کے سردار دراصل اپنی قوم کو اس بات کا یقین دلا رہے تھے کہ شعیب (علیہ السلام) کی دعوت کو اگر مان لیا جائے اور ان کے بتائے ہوئے اخلاقی اصولوں کی پابندی کی جائے تو وہ تباہ ہو جائیں گے۔

عملی پہلو: ہر دور میں بگڑے ہوئے لوگوں نے حق و صداقت اور دیانت و امانت کے راستہ پر چلنے میں ایسے ہی خطرات محسوس کیئے ہیں۔ ان کے خیال کے مطابق تجارت، سیاست اور دوسرے دنیاوی معاملات جُھوٹ، بے ایمانی، دھوکہ دہی اور بد اخلاقی کے بغیر نہیں چل سکتے۔ ہر جگہ دعوتِ حق کے مقابلہ میں یہ بھی عذر اور بہانہ پیش کیا گیا کہ دنیا میں چلتی ہوئی بے ایمانی، سود خوری، دغابازی کو چھوڑ کر صاف صاف اور سچی بات کہنے سے کاروبار تباہ ہو جاتے ہیں اور قومیں بھاری نقصان اُٹھاتی ہیں۔

آیت نمبر ۹۱: ا: حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کا انجام کیا ہوا؟ ا: زلزلہ میں سب ہلاک ہو گئے۔

عملی پہلو: جو قومیں اپنے دینی اور دنیاوی معاملات میں حق و صداقت کے راستہ کو چھوڑ کر جھوٹ، مکر و فریب، بد نیتی اور دھوکہ اور خیانت کی راہ پر چل پڑتی ہیں ان کا بالآخر یہی انجام ہوتا ہے۔

آیت نمبر ۹۲: ا: حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کا انجام کیا ہوا؟ ا: وہ ایسے اجڑے گویا کہ کبھی بسے ہی نہ تھے۔

۲: اصل خسارہ اُٹھانے والے کون تھے؟ ۲: حضرت شعیب علیہ السلام کو جھٹلانے والے۔

علمی بات: نافرمانوں کے عبرت ناک انجام سے یہ بتایا گیا کہ نقصان اُٹھانے والے تو یقیناً وہ لوگ خود تھے نہ کہ اہلِ ایمان جن کو نافرمان یہ کہہ کر ورغلانے کی کوشش کرتے تھے کہ شعیب (علیہ السلام) کی باتوں پر عمل کرنے میں نقصان ہے۔ (معاذ اللہ) اور اپنی بستیوں سے نکالنے اور نقصان اُٹھانے کی دھمکیاں دے رہے تھے۔

عملی پہلو: انبیاء کرام علیہم السلام کو جھٹلانے والے اور ان کے احکامات پر عمل نہ کرنے والے دنیا اور آخرت میں نقصان اٹھاتے ہیں۔

آیت نمبر ۹۳: ا: حضرت شعیب علیہ السلام نے قوم کے انجام پر کیا تبصرہ فرمایا؟ ا: انہوں نے فرمایا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے پیغامات اور رسولوں سے رُخ موڑنے والوں کی تباہی پر کیوں غم کیا جائے۔ ۲: حضرت شعیب علیہ السلام نے یہ تبصرہ کیوں فرمایا؟ ۲: کیوں کہ آپ علیہ السلام نے ان لوگوں تک رب کے پیغامات پہنچا دیئے تھے، اُن کی خیر خواہی کی پوری کوشش کی تھی لیکن ان لوگوں نے آپ علیہ السلام کی بات پر کوئی توجہ نہ دی اور اپنا نقصان کرنے پر تُل گئے۔ اس لئے ان کافروں کے اس ہولناک انجام پر آپ علیہ السلام کہاں تک افسوس کرتے۔ وہ لوگ کفر پر ڈٹے رہنے اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے اپنے آخری انجام کو پہنچ گئے۔

علمی بات: حضرت شعیب علیہ السلام کے اِن الفاظ سے واضح ہو رہا ہے کہ آپ علیہ السلام کو اپنی قوم کے انجام پر شدید رنج و غم اور صدمہ تھا اور ایسے موقع پر ایسے الفاظ کہنا اپنے دل کی ڈھارس بندھانے کا ایک انداز ہے۔ بہر حال حقیقت یہ ہے کہ نبی علیہ السلام اپنی قوم اور بنی نوع انسان کے لئے بہت شفیق، مہربان اور ہمدرد ہوتے ہیں اور اپنی قوم پر عذاب آنے پر انہیں بہت زیادہ صدمہ ہوتا ہے۔

سورۃ ھود آیات: ۸۴ تا ۹۵

آیت نمبر ۸۴: ا: اہلِ مدین کی طرف کسے رسول بنا کر بھیجا گیا؟ ا: حضرت شعیب علیہ السلام کو۔

۲: حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو کیا نصیحت فرمائی؟ ۲: صرف ایک اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی عبادت کرو اور ناپ اور تول پورا کرو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو میں تمہارے بارے میں عذاب سے ڈرتا ہوں۔

علمی بات: انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت دو اہم بنیادوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ i۔ حقوق اللہ کی ادائیگی۔ ii۔ حقوق العباد کی ادائیگی۔

۳: حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے کس احسان کی یاد دہانی کرائی؟ ۳: اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے مال و اسباب کے ذریعے خوشحالی عطا ہونے کا ذکر فرمایا۔

۴: حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو کس بات سے ڈرایا؟ ۴: کفرانِ نعمت پر روزِ قیامت اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا۔

عملی پہلو: اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی نعمتوں کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ انسان اپنے رب کو پہچانے جس نے اس پر اتنا فضل و کرم فرمایا۔ لہٰذا اس کی عبادت کرنا اور اپنے تمام معاملات میں اس کے احکامات پر عمل کرنا اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی نعمتوں پر شکر کے اظہار کا ذریعہ ہے۔

آیت نمبر ۸۵: ۱: حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو کیا نصیحت فرمائی؟ ۱: ناپ اور تول پورا کرو، لوگوں کو ان کی چیزوں میں نقصان مت پہنچاؤ اور زمین میں فساد نہ مچاؤ۔

علمی بات: حقوق العباد کو پورا نہ کرنے کی وجہ سے معاشرے میں فساد اور بگاڑ پیدا ہوتا ہے جس سے منع کیا گیا ہے۔

عملی پہلو: ناپ تول کا وسیع تصور یہ ہے کہ اشیاء کے ناپ تول کے علاوہ ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے میں کمی نہیں کرنی چاہیئے۔ انسان جو بات اپنے لئے پسند کرے وہی دوسروں کے لئے پسند کرنی چاہیئے۔

آیت نمبر ۸۶: ۱: اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا فرمایا ہوا نفع سے کیا مراد ہے؟ ۱: جائز منافع جو صحیح ناپ تول کے بعد حاصل ہو۔

علمی بات: جائز منافع چونکہ حلال اور پاک ہوتا ہے اور اس میں خیر وبرکت ہوتی ہے اس لئے اسے اللہ تعالیٰ کا عطا فرمایا ہوا نفع کہا گیا ہے۔

۲۔ رسول کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ کا پیغام پورا پورا لوگوں تک پہنچانے کی ہے۔ کسی سے زبردستی حق کو قبول کرانا ان کی ذمہ داری نہیں۔

آیت نمبر ۸۷: ۱: قوم نے حضرت شعیب علیہ السلام کا ذکر کس طرح کیا؟ ۱: ان کے نمازی ہونے کا ذکر کیا۔ ۲: قوم نے حضرت شعیب علیہ السلام کو کیا طعنہ دیا؟ ۲: کیا تمہاری نماز بتوں کی پوجا سے روکتی ہے جن کی پوجا ہمارے باپ دادا کرتے رہے ہیں۔ اور کیا ہم اپنے مال اپنی مرضی سے استعمال نہ کریں۔

عملی پہلو: اللہ تعالیٰ کی عبادت کو نماز تک محدود نہیں سمجھنا چاہیئے۔ نماز تو تمام زندگی میں اللہ تعالیٰ کی بندگی کی یاد دلاتی ہے۔ ہمیں ہر وقت اور ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرنا چاہیئے۔

آیت نمبر ۸۸: ۱: یہاں رزقِ حسن سے کیا مراد ہے؟ ۱: نبوت / وحی۔

علمی بات: رزق کا لفظ عربی میں صرف مال کے لئے ہی نہیں بلکہ دیگر نعمتوں کے لئے بھی آتا ہے۔

۲: حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو کیا نصیحت فرمائی؟ ۲: جن بُرے کاموں سے میں تمہیں روک رہا ہوں میں خود بھی ان سے بچتا ہوں۔ اپنی استطاعت کے مطابق یہ ساری دعوت اور محنت میں تمہاری اصلاح کے لئے کر رہا ہوں اور اس کی توفیق اللہ تعالیٰ نے مجھے دی ہے۔

۳: حضرت شعیب علیہ السلام نے کس پر بھروسہ کا اظہار فرمایا؟ ۳: اللہ تعالیٰ پر

عملی پہلو: ہمیں اپنے کاموں کو پورا کرنے کے لئے اسباب ضرور اختیار کرنے چاہئیں مگر امید اور بھروسہ صرف اللہ تعالیٰ پر کرنا چاہیئے کیوں کہ اللہ تعالیٰ ہی حقیقتاً اور مستقلاً مددگار ہے۔

آیت نمبر ۸۹: ۱: حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو کن قوموں کے انجام سے ڈرایا؟ ۱: انہوں نے فرمایا کہ میری دشمنی میں وہ کام نہ کرو جو حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ھود علیہ السلام، حضرت صالح علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کی قوموں کے بُرے انجام کا سبب بنے۔

علمی بات: جو قومیں تاریخ سے عبرت حاصل کر کے اپنی اصلاح نہیں کرتیں ان کا بھی وہی انجام ہوتا ہے جو سابقہ نافرمان قوموں کا ہوا۔

عملی پہلو: بعض اوقات لوگ اچھائی کی دعوت دینے والے کے ساتھ ذاتی بغض وعناد اور دشمنی کی وجہ سے اس کی اصولی دعوت کو بھی ٹھکرا دیتے ہیں۔ یہ انسانی رویّے کا ایک بہت خطرناک پہلو ہے کیونکہ اس میں اس دعوت دینے والے کا تو کوئی نقصان نہیں ہوتا مگر صرف ذاتی تعصب کی بنیاد پر اس کی دعوتِ حق کو ٹھکرانے والے خود کو برباد کر لیتے ہیں۔

آیت نمبر ۹۰: ۱: حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو کس بات کی تلقین کی؟ ۱: اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ اور استغفار کرنے کی تلقین فرمائی تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ سکیں۔ ۲: عذاب سے بچنے کی دو شرائط کیا ہیں؟ ۲: i۔ استغفار کرنا ii۔ توبہ کرنا۔

۳: استغفار کا کیا مطلب ہے؟ ۳: اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی بخشش مانگنا تاکہ وہ اپنی رحمت سے ہمارے گناہوں کو معاف فرمادے۔

۴: توبہ کا کیا مفہوم ہے؟ ۴: پلٹنا اور لوٹنا یعنی گناہوں سے پلٹ آنا اور اللہ ﷻ کی فرمانبرداری اختیار کرنا۔ ۵: اللہ ﷻ توبہ کرنے والوں کے ساتھ کیا معاملہ فرماتا ہے؟ ۵: اللہ ﷻ توبہ کرنے والوں کو معاف فرما دیتا ہے کیونکہ اللہ ﷻ اپنی مخلوق پر انتہائی رحم فرمانے اور مدد فرمانے والا ہے۔

عملی پہلو: توبہ کا طریقہ یہ ہے کہ انسان اپنے گزشتہ گناہوں اور جرائم کی اس سے معافی مانگے۔ آئندہ کے لئے اپنے رویّے کی عملی طور پر اصلاح کرے، صدقِ دل سے اللہ ﷻ کی طرف رجوع کرے۔

آیت نمبر ۹۱: ا: قوم نے حضرت شعیب علیہ السلام کے سمجھانے پر کیا کہا؟ ا: i۔ ہمیں تمہاری باتیں سمجھ میں نہیں آتیں۔ ii۔ تم کمزور ہو۔

۲: قوم نے حضرت شعیب علیہ السلام کو کیا دھمکی دی؟ ۲: i۔ تمہارا خاندان نہ ہوتا تو ہم تمہیں رَجم کر دیتے۔ (معاذ اللہ) ii۔ تم ہم پر غالب نہیں ہو سکتے۔

۳: قوم نے حضرت شعیب علیہ السلام کے قبیلہ کا کیوں لحاظ رکھا؟ ۳: حضرت شعیب علیہ السلام کا قبیلہ آپ علیہ السلام کا حمایتی اور مددگار نہیں تھا۔ لیکن وہ قبیلہ چونکہ کفر و شرک میں اپنی ہی قوم کے ساتھ تھا، اس لئے اپنے ہم مذہب ہونے کی وجہ سے اس قبیلے کا لحاظ رکھتے ہوئے حضرت شعیب علیہ السلام کے ساتھ سخت رویہ اختیار نہیں کر رہے تھے۔ پھر نافرمانوں کو ایسے موقعوں پر اللہ ﷻ کا ڈر تو نہیں ہوتا مگر لوگوں کا خوف ہوتا ہے۔

آیت نمبر ۹۲: ا: قوم نے اللہ ﷻ کے بجائے کس کو اہمیت دی؟ ا: حضرت شعیب علیہ السلام کے خاندان کو۔

علمی بات: گزشتہ اقوام کے واقعات میں ان باتوں کو نمایاں کیا گیا ہے جن میں نبی کریم ﷺ اور اہل ایمان کے لئے رہنمائی اور دلجوئی کا سامان موجود ہے۔ حضرت شعیب علیہ السلام کے خاندان اور قبیلے کی حمایت کی بات اس لئے ہوئی ہے کہ مکہ میں حضور ﷺ کو بھی کچھ ایسے ہی حالات کا سامنا تھا۔ اس زمانے میں بنو ہاشم کے سردار آپ ﷺ کے چچا جناب ابو طالب تھے گویا یہ سمجھایا گیا کہ جس طرح اللہ ﷻ نے مکہ میں بنو ہاشم کی حمایت سے محمد رسول اللہ ﷺ کو ایک محفوظ قلعہ مہیا فرما دیا ہے، بالکل اسی نوعیت کی ظاہری حفاظت اس وقت اللہ ﷻ نے حضرت شعیب علیہ السلام کو ان کے خاندان کی حمایت کی صورت میں بھی عطا فرمائی تھی۔

عملی پہلو: ہمیں دعوتِ دین کے معاملہ میں اس وجہ سے پیچھے نہیں ہٹنا چاہیئے کہ کسی کی برادری، قبیلہ بہت طاقتور ہے یا اس کا اثر و رسوخ ہے۔ اصل خوف تو اس اللہ ﷻ کا رکھنا چاہیئے جس کے قبضہ قدرت میں کائنات کی ایک ایک چیز ہے۔

آیت نمبر ۹۳: ا: قوموں کی مسلسل نافرمانی پر رسولوں کی طرف سے آخری حجت کیا ہوتی ہے؟ ا: جب رسول دعوتِ توحید و رسالت کا فریضہ پوری طرح مکمل کر لیتے ہیں تو وہ قوم کی مسلسل ہٹ دھرمی اور انکارِ رسالت پر بالآخر پکار اُٹھتے تھے کہ اے قوم! تم اپنا کام یعنی کفر و شرک کرتے رہو ہم اپنا کام یعنی ایک اللہ ﷻ کی عبادت اور اسی کی طرف دعوت دیتے رہیں گے عنقریب سب کو معلوم ہو جائے گا کہ عذاب کس پر آتا ہے۔

۲: حضرت شعیب علیہ السلام نے قوم کو کس چیز کے انتظار کرنے کا کہا؟ ۲: اچھے اور بُرے انجام کا انتظار کرنے کو کہا۔

علمی بات: انجام سے مراد یہ ہے کہ جو سچا ہو گا اللہ ﷻ اسے اپنی رحمت سے نجات عطا فرمائے گا اور جو جھوٹا ہو گا اس پر اللہ ﷻ کا دردناک اور عبرت ناک عذاب آئے گا۔

آیت نمبر ۹۴: ا: حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کا کیا انجام ہوا؟ ا: اللہ ﷻ نے حضرت شعیب علیہ السلام اور اہل ایمان کو بچا لیا اور نافرمانوں کو ایک زوردار چیخ کے عذاب سے ہلاک کر دیا۔ ۲: جَاثِمِيْنَ سے کیا مُراد ہے؟ ۲: گھٹنوں کے بل گرے ہوئے یعنی لاچار اور بے بس لوگ۔

عملی پہلو: نیک لوگوں کے ساتھ ہمیشہ اللہ ﷻ کی مدد شامل ہوتی ہے بُرے لوگ دنیا و آخرت میں ذلیل و رسوا ہونے والے ہیں۔

آیت نمبر ۹۵: ا: حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کا کیا انجام ہوا؟ ا: وہ ایسے برباد کیئے گئے گویا زمین میں کبھی بسے ہی نہیں تھے۔

۲: حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کے لئے دوری سے کیا مُراد ہے؟ ۲: یعنی وہ قوم ثمود کی طرح اللہ ﷻ کی رحمت سے دور کر دیئے گئے۔

عملی پہلو: نیکی اور بدی کا نتیجہ لازمی نکلتا ہے۔ نجات ہمیشہ اللہ ﷻ کے فضل اور رحمت سے ملتی ہے۔ ہمیں سابقہ قوموں کے انجام کو سامنے رکھتے ہوئے ہمیشہ اپنی اصلاح کی فکر کرنی چاہیئے۔

سورۃ الشعراء آیات: ۱۷۶تا۱۹۱

آیت نمبر ۱۷۶: ۱: اصحابُ الایکہ سے کون لوگ مراد ہیں؟ ۱: حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کے لوگ۔

۲: اس آیت میں پیغمبروں کو جھٹلانے کا ذکر کیوں کیا گیا ہے؟ ۲: کیونکہ ایک پیغمبر کو جھٹلانا گویا تمام پیغمبروں کو جھٹلانا ہے۔

آیت نمبر ۱۷۷: ۱: حضرت شعیب علیہ السلام نے قوم سے کیا فرمایا؟ ۱: اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے ڈرو اس کے نافرمانی سے بچو۔

عملی پہلو: ہر نبی علیہ السلام نے اپنی قوم کو یہی بنیادی دعوت دی۔ ہمیں خود بھی تقویٰ یعنی پرہیز گاری اختیار کرنی چاہیئے، گناہوں سے بچنے کا اہتمام کرنا چاہیئے اور دوسروں کو بھی پرہیز گاری اختیار کرنے کی دعوت دینی چاہیئے۔

آیت نمبر ۱۷۸: ۱: حضرت شعیب علیہ السلام نے قوم سے کیا فرمایا؟ ۱: میں تمہاری طرف امانت دار رسول ہوں۔

۲: حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنے امانت دار ہونے کے بارے میں قوم کو کیوں بتایا؟ ۲: حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنے لئے رسول امین کا لفظ بول کر یہ واضح کیا کہ نبوت کا دعویٰ کرنے اور اس کا پیغام پہنچانے میں وہ پوری طرح ذمہ دار اور امانت دار ہیں اور پھر اگر لوگ انہیں کردار اور امانت کے حوالے سے امین تسلیم کرتے ہیں تو پھر ان کی دعوت کو ماننے میں کیوں پس و پیش کرتے ہیں۔

علمی بات: انبیاء کرام علیہم السلام کا ہمیشہ سے یہ کردار رہا ہے کہ وہ ظہورِ نبوت سے پہلے بھی اپنی قوم میں صادق یعنی سچے اور امین یعنی امانت دار سمجھے جاتے تھے۔ جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوم نے آغازِ وحی سے پہلے ہی صادق اور امین کا لقب دیا۔

۳: امانت دار رسول کسے کہتے ہیں؟ ۳: جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے پیغام کو بغیر کسی کمی بیشی کے لوگوں تک پہنچادیں۔

عملی پہلو: امانت داری ایک مومن کی لازمی صفت ہے۔ اہل جنت کی صفات میں سے یہ بھی ہے کہ "وہ اپنی امانتوں اور وعدوں کی حفاظت کرتے ہیں"۔ (سورۃ المعارج ۷۰: آیت: ۳۲)

آیت نمبر ۱۷۹: ۱: حضرت شعیب علیہ السلام نے قوم سے کیا فرمایا؟ ۱: اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔

علمی بات: اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی اطاعت کے ساتھ رسول کی اطاعت بھی ضروری ہوتی ہے کیوں کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے رسول کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔ "جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا وہی عظیم کامیابی حاصل کرے گا"۔ (سورۃ الاحزاب ۳۳: آیت: ۷۱)

۲: تقویٰ یعنی پرہیز گاری سے کیا مراد ہے؟ ۲: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے تقویٰ کے متعلق سوال کیا تو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا آپ کبھی خار دار راستے پر نہیں گزرے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ کیوں نہیں، حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کہنے لگے تو اس وقت آپ کیا کرتے ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے میں کپڑے سمیٹ کر اور کانٹوں سے بچتے ہوئے اس راستہ سے گزرتا ہوں۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا یہی تقویٰ ہے۔" (بیہقی)

۳: اسلام میں تقویٰ کی کیا اہمیت ہے؟ ۳: "حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے پاس ایک آدمی نے آکر کہا، مجھے نصیحت کیجیئے، ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا تم نے مجھ سے اس چیز کا سوال کیا ہے جس کے متعلق میں نے تم سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی نصیحت کرتا ہوں کیونکہ تقویٰ ہر خیر کا سرچشمہ ہے۔" (مسند احمد)

آیت نمبر ۱۸۰: ۱: حضرت شعیب علیہ السلام نے قوم سے کیا فرمایا؟ ۱: میں اپنی اس دعوت و تبلیغ پر تم سے کچھ نہیں مانگتا۔ میرا اجر تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ذمہ ہے۔

علمی بات: رسول دعوتِ حق کا عمل صرف اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی رضا اور اسی سے اجر و ثواب کی امید پر کرتے ہیں۔ کوئی دنیاوی مقصد مثلاً مال اور منصب وغیرہ نہیں ہوتا۔

عملی پہلو: ہمیں بھی دوسروں کو اچھائی کی دعوت صرف اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو راضی کرنے اور آخرت کے اجر و ثواب کے حصول کے لئے دینی چاہیئے۔

آیت نمبر ۱۸۱: ا: اس آیت میں حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کا کیا جرم بیان کیا گیا ہے؟ ا: ناپ تول میں کمی کرنا۔

عملی پہلو: ناپ تول کا وسیع تصور یہ ہے کہ اشیاء کے ناپ تول کے علاوہ ایک دوسرے کے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حقوق ادا کرنے میں کمی نہیں کرنی چاہیئے۔ لینے اور دینے کا معیار ایک جیسا ہونا چاہیئے۔

آیت نمبر ۱۸۲: ا: حضرت شعیب علیہ السلام نے قوم سے کیا فرمایا؟ ا: سیدھے ترازو کے ساتھ پورا تولا کرو۔

عملی پہلو: انسان جو بات اپنے لئے پسند کرے وہی دوسروں کے لئے پسند کرنی چاہیئے۔

آیت نمبر ۱۸۳: ا: حضرت شعیب علیہ السلام نے قوم سے کیا فرمایا؟ ا: لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دیا کرو اور زمین میں فساد نہ کرتے پھرو۔

عملی پہلو: حقوق العباد پورے نہ کرنے سے معاشرے میں بدامنی اور فتنہ وفساد پھیلتا ہے۔

آیت نمبر ۱۸۴: ا: حضرت شعیب علیہ السلام نے قوم سے اور کیا فرمایا؟ ا: اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے ڈرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔

آیت نمبر ۱۸۵: ا: قوم نے حضرت شعیب علیہ السلام کی دعوت کا کیا جواب دیا؟ ا: تم جادو زدہ لوگوں میں سے ہو۔ ۲: جادو زدہ ہونے سے کیا مراد ہے؟ ۲: جس پر جادو کیا گیا ہو اور وہ اپنے ہوش وحواس میں نہ ہو بلکہ اس کی دماغی کیفیت کسی دوسرے کے زیرِ اثر ہو جس نے جادو کیا ہو۔

۳: قوم نے حضرت شعیب علیہ السلام نے کو ایسا کیوں کہا؟ ۳: نافرمان قوموں کا ہمیشہ سے یہ شیوہ رہا ہے کہ وہ رسولوں کی دعوت کو ماننے کے بجائے ضد اور ہٹ دھرمی میں انہیں بُرا بھلا کہنا شروع کر دیتی تھیں۔ شعیب علیہ السلام کی قوم نے وہی زبان اور انداز اختیار کیا جو حضرت نوح علیہ السلام کی قوم اور قوم ثمود نے اختیار کیا تھا۔ انہوں نے کہا اے شعیب! تم پر جادو ہو گیا ہے اس وجہ سے بہکی بہکی باتیں کرتے ہو۔ (معاذاللہ)

آیت نمبر ۱۸۶: ا: قوم نے حضرت شعیب علیہ السلام کی دعوت کا کیا جواب دیا؟ ا: i۔ تم تو صرف ہم جیسے بشر ہو۔ ii۔ تم جھوٹے ہو۔ (معاذاللہ)

علمی بات: قوم کے خیال میں کسی نورانی مخلوق یعنی فرشتوں وغیرہ کو نبی بن کر آنا چاہیئے۔ جو انسانوں سے ہر لحاظ سے مختلف ہو۔ گویا ان کے خیال میں کوئی بشر یعنی انسانوں میں سے کوئی شخص نبی بن ہی نہیں سکتا۔ لہٰذا آپ علیہ السلام کے نبوت کے دعویٰ کو جھوٹا کہتے تھے۔ (معاذاللہ)

آیت نمبر ۱۸۷: ا: قوم نے حضرت شعیب علیہ السلام کی دعوت کا کیا جواب دیا؟ ا: تم وہ عذاب لے آؤ اگر تم سچے ہو۔

آیت نمبر ۱۸۸: ا: حضرت شعیب علیہ السلام نے قوم سے کیا فرمایا؟ ا: اللہ سبحانہ وتعالیٰ تمہارے اعمال سے خوب واقف ہے۔

عملی پہلو: اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہماری تمام باتوں اور کاموں سے واقف ہے۔ قیامت کے دن ہمیں ان کا جواب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سامنے دینا ہو گا۔

آیت نمبر ۱۸۹: ا: قوم نے حضرت شعیب علیہ السلام کی دعوت کا کیا جواب دیا؟ ا: قوم نے ان کی دعوت کا انکار کیا۔ ۲: حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کا کیا انجام ہوا؟ ۲: ان پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا عذاب آیا اور وہ ہلاک کر دیئے گئے۔ ۳: ان پر عذاب کس شکل میں آیا؟ ۳: سائبان یعنی بادل کی شکل میں۔

آیت نمبر ۱۹۰: ا: یہ قصّہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کیوں بیان فرمایا؟ ا: اس میں لوگوں کے لئے عبرت کی نشانی ہے۔

۲: قوم مدین کے اکثر لوگوں کا کیا حال تھا؟ ۲: ان میں سے اکثر ایمان لانے والے نہیں تھے۔

آیت نمبر ۱۹۱: ا: اِس آیت میں االلہ سبحانہ وتعالیٰ کی کتنی صفات بیان ہوئیں اور کون سی؟ ا: دو یعنی العزیز اور الرّحیم۔

۲: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی صفت "العزیز" کا تعلق کن لوگوں سے ہے؟ ۲: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نافرمان بندوں سے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان پر غالب ہے اور وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے عذاب سے نہیں بچ سکتے۔

۳: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی صفت "الرّحیم" کا تعلق کن لوگوں سے ہے؟ ۳: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فرماں بردار بندوں سے کہ وہی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت کے اصل مستحق ہیں۔

مشقوں کے جوابات

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱: مندرجہ ذیل جملوں کے بارے میں بتایئے کہ وہ کس کا قول ہے:

نمبر شمار	جملے	اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا	شعیب علیہ السلام کا	قوم کا
۱-	میں نے تمہیں اپنے رب کے پیغامات پہنچا دیئے اور تمہاری خیر خواہی کی۔		✓	
۲-	کیا تمہاری نماز حکم دیتی ہے کہ ہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سوا دوسرے معبودوں کو چھوڑ دیں؟			✓
۳-	یقیناً آپ علیہ السلام کا رب بہت غالب نہایت رحم فرمانے والا ہے۔	✓		
۴-	تم ناپ تول میں کمی نہ کرو اور لوگوں کو اُن کی چیزیں کم کر کے نہ دو۔		✓	
۵-	اگر تمہارا خاندان نہ ہوتا تو ہم تمہیں ہلاک کر دیتے۔			✓

سوال ۲: کالم (الف) کے ہر جملہ کو کالم (ب) کے درست جملہ سے لکیر لگا کر ملائیں:

الف	ب
حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کا ایک اور نام	مدین تھا۔
حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کا علاقہ	گھنے باغات عطا کیئے۔
حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کا ایک جُرم	قومِ اَیکہ ہے۔
اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کو	عذاب سے ڈرایا۔
حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو	ناپ تول میں کمی بھی تھا۔

سوال ۳: مندرجہ ذیل جملوں پر صحیح (✓) یا غلط (×) کا نشان لگائیں:

نمبر شمار	جملے	صحیح	غلط
۱-	قوم نے حضرت شعیب علیہ السلام کو بستی سے نکال دیا۔		✓
۲-	حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم طوفان میں غرق کر دی گئی۔		✓
۳-	حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم دوسروں کا مال گھٹا کر دیتی تھی۔	✓	
۴-	حضرت شعیب علیہ السلام نے قوم کو ۹۵۰ برس دعوت دی۔		✓
۵-	حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم میں سے ظلم کرنے والے لوگوں کو زوردار چیخ نے آ پکڑا۔	✓	

سوال ۴: آیئے ہم اپنا جائزہ لیں: (نوٹ: اس سوال کے کالموں کو اس لئے نہیں بھرا گیا کیونکہ یہ بچوں کا اپنا احتساب ہے)

سوال ۵: درج ذیل الفاظ کی مدد سے خالی جگہ پُر کیجیے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ، فساد، ناپ، رجم، نماز، معبودوں، اطاعت اصلاح، خاندان، تول

(۱) حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا تم ______ اور ______ کم نہ کرو۔ (ناپ، تول)

(۲) قوم نے کہا اے شعیب! کیا تمہاری ______ تمہیں یہ سکھاتی ہے کہ ہم اپنے ______ کو چھوڑ دیں۔ (نماز، معبودوں)

(۳) قوم نے حضرت شعیب علیہ السلام سے کہا اگر تمہارا ______ نہ ہوتا تو ہم تمہیں ______ کر دیتے۔ (خاندان، رجم)

(۴) حضرت شعیب علیہ السلام نے قوم سے فرمایا تم ______ سے ڈرو اور میری ______ کرو۔ (اللہ سبحانہ وتعالیٰ، اطاعت)

(۵) حضرت شعیب علیہ السلام نے قوم سے فرمایا تم زمین میں اس کی ______ کے بعد ______ نہ کرو۔ (اصلاح، فساد)

سوال ۶: درج ذیل سوالوں کے جواب دیجیے۔

۱- حدیث شریف میں ناپ تول میں کمی کرنے پر کیا سزا بتائی گئی ہے؟

"جو قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے تو وہ قحط اور مصائب اور بادشاہوں (یعنی حکمرانوں) کے ظلم و ستم میں مبتلا کر دی جاتی ہے۔" (سنن ابن ماجہ)

۲- مدین قبیلہ کون تھا؟

قبیلہ مَدْیَنْ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے "مَدْیَنْ" کی نسل سے تھا جو ان کی بیوی "قطورا" سے پیدا ہوئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ خاندان بنی قطورا کہلاتا ہے۔ جس بستی میں یہ رہتے تھے اس کا نام بھی قبیلہ کے نام سے مَدْیَنْ پڑ گیا۔

۳- لوگوں کو آزمائشوں میں کیوں مبتلا کیا جاتا ہے؟

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے لوگوں کو سختیوں اور آزمائشوں میں اس لئے مبتلا کیا جاتا ہے تا کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف رجوع کریں۔

۴- حلال رزق کس مال سے بہتر ہے؟

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا دیا ہوا حلال رزق اس مال سے بہت بہتر ہے جو ناجائز طریقہ پر کمایا جائے۔

۵- قوم نے حضرت شعیب علیہ السلام کو کیا دھمکیاں دیں؟

قوم نے آپ علیہ السلام کو رجم کرنے اور بستی سے نکال دینے کی دھمکیاں دیں۔

سُورَۃُ الصّٰٓفّٰت

طریقۂ تدریس:

سبق نمبر ۱: اس سورت کا شانِ نزول، تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ (صفحہ نمبر ۲۰۴) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۲: اس سورت کا قرآنی متن اور ترجمہ (صفحہ نمبر ۲۰۶، ۲۰۷) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۳: اس سورت کا قرآنی متن اور ترجمہ (صفحہ نمبر ۲۰۸، ۲۱۰) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۴: اس سورت کا قرآنی متن اور ترجمہ (صفحہ نمبر ۲۱۱، ۲۱۲) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۵: (i) "علم و عمل کی باتیں" وضاحت کے ساتھ طلبہ کو سمجھائیں اور مذاکرہ کے ذریعے ان کو ذہن نشین کرائیں۔

(ii) "سمجھیں اور حل کریں؟" طلبہ کو گھر کے کام (Home Work) کے طور پر دیں تاکہ اُن کی قرآن فہمی کا اندازہ ہو اور بعد میں کمرۂ جماعت (Class) میں خود حل کرائیں۔ (تشریحی نکات کے بعد دیئے گئے "مشقوں کے جوابات" سے استفادہ کیا جاسکتا ہے)۔

(iii) "گھریلو سرگرمی" کرانے کے لئے طلبہ کے گھر والوں کو پابند کیا جائے۔ (کمرۂ جماعت میں مزید سرگرمیاں کرانے کے لئے "مشقوں کے جوابات" کے بعد دی گئی "عملی سرگرمی" سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے)۔

مقاصدِ مطالعہ: اس قصہ کے اختتام پر طلبہ میں یہ استعداد ہو کہ وہ جانتے ہوں:

۱۔ فرشتوں کی قسم کیوں فرمائی گئی اور وحی کی حفاظت کا کیسے انتظام کیا گیا؟

۲۔ آخرت کے لئے کیا دلائل دیئے گئے ہیں؟

۳۔ "مُخْلَص" بندوں سے کون مراد ہیں؟

۴۔ جنتیوں اور جہنمیوں کا کیا حال بیان ہوا ہے؟

۵۔ جنتی اور جہنمی شخص کا کیا قصہ بیان ہوا ہے؟

۶۔ جنتی اور جہنمی شخص کا آپس میں کیا مکالمہ ذکر ہوا؟

۷۔ نُزل، قلبِ سلیم اور زَقُّوم سے کیا مراد ہے؟

۸۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کی کیا تفصیلات ہیں؟

۹۔ قربانی کی اہمیت کیا ہے؟

۱۰۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں برکت رکھنے سے کیا مراد ہے؟

۱۱۔ حضرت یونس علیہ السلام کے قصہ کی کیا تفصیل ہے؟

۱۲۔ جنات اور فرشتوں کی کیا حقیقت ہے؟

آیت بہ آیت تشریحی نکات

علمی بات: سُوْرَۃُ الصّٰٓفّٰت سے قرآنِ حکیم کی چھٹی منزل کا آغاز ہوتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں قرآنِ حکیم کو سات منازل میں تقسیم کیا گیا تھا۔ اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم روزانہ ایک منزل تلاوت کرتے اور اس طرح ایک ہفتہ میں ایک دفعہ قرآنِ حکیم کی تلاوت مکمل کرلیتے تھے۔

آیت نمبر ۱: ۱:اس سورت کے آغاز میں اللہ ﷻ نے کس کی قسمیں فرمائی ہیں؟ ۱:فرشتوں کی۔

۲:قرآنِ حکیم میں اور کتنی سورتیں ہیں جن کا آغاز قسمیں کھا کر کیا گیا ہے؟ ۲: قرآن حکیم میں پندرہ سورتیں ایسی ہیں جن کا آغاز "واؤ قسمیہ" سے ہوا ہے مثلاً سُوْرَۃُ الصّٰٓفّٰت، سُوْرَۃُ الطُّوْر، سُوْرَۃُ النَّجم، سُوْرَۃُ الذّٰرِیٰت، سُوْرَۃُ الْمُرْسَلٰت، سُوْرَۃُ النّٰزِعٰت، سُوْرَۃُ الْعٰدِیٰت وغیرہ۔ نیز دو سورتیں ایسی ہیں جن کے آغاز میں "اُقْسِمُ" کے لفظ سے قسم فرمائی گئی ہے مثلاً سُوْرَۃُ الْقِیَامَۃِ اور سُوْرَۃُ الْبَلَدِ۔ البتہ یہ یاد رہے کہ ان سورتوں کے علاوہ کچھ اور سورتیں بھی ہیں جن کا آغاز تو حروفِ مقطعات سے ہوا ہے مگر اس کے ساتھ ہی قسم بھی فرمائی گئی ہے مثلاً سُوْرَۃُ صٓ، سُوْرَۃُ قٓ اور سُوْرَۃُ الْقَلَم وغیرہ۔

علمی بات: اللہ ﷻ کو اپنی کسی بات کی تصدیق کے لئے قسم فرمانے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن قرآن حکیم میں اللہ ﷻ نے مختلف چیزوں کی جو قسمیں فرمائی ہیں وہ اول تو عربی زبان کی فصاحت وبلاغت کا ایک اسلوب ہے جس سے کلام میں زور اور تاثیر پیدا ہوتی ہے، دوسرے جن چیزوں کی قسم بیان کی گئی ہے، ان پر اگر غور کیا جائے تو وہ اس دعوے کی دلیل ہوتی ہے جو ان قسموں کے بعد مذکور ہوتا ہے۔ تیسرا بعد میں آنے والی بات کی عظمت اور اہمیت ظاہر کرنے کے لئے قسم بیان کی جاتی ہے۔

۳:اس آیت میں فرشتوں کی کیا کیفیت بیان فرمائی گئی ہے؟ ۳:فرشتے اللہ ﷻ کے سامنے صفیں بنا کر کھڑے ہوتے ہیں۔

علمی بات: اس سورت کی آیت:۱۶۵ میں بھی فرشتوں کے صفیں باندھ کر کھڑے ہونے کا ذکر ہے۔ ایک حدیث شریف میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا "تم لوگ ایسے صفیں بنایا کرو جیسے فرشتے بناتے ہیں، پہلے اگلی صفیں مکمل کرو پھر خوب مل مل کر کھڑے ہوا کرو۔" (صحیح مسلم)

آیت نمبر ۲: ۱:اس آیت میں کن فرشتوں کی قسمیں فرمائی گئی ہیں؟ ۱:اس سے مراد یا تو وہ فرشتے ہیں جو اپنے گھوڑوں کو ڈانٹتے ہیں، یا وہ فرشتے ہیں جو کافروں کی جان نکالتے وقت انھیں ڈانتے ہیں، جیسے قریب الموت کافروں کو ڈانٹنے کا ذکر قرآن حکیم میں کئی جگہ آیا ہے۔ مثلاً سورۃ الانعام ۶، آیت:۹۳ اور سورۃ الانفال ۸، آیت:۵۰ میں ذکر ہے۔

علمی بات: گھوڑے کو ڈانٹنے کا ذکر بھی ایک حدیث شریف میں ملتا ہے۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (غزوۂ بدر میں) ایک مسلمان ایک کافر کا تعاقب کر رہا تھا، اس نے کافر کے اوپر سے کوڑے کی آواز سنی اور سوار کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اے حیزوم! آگے بڑھ، یہ کہنا تھا کہ کافر زمین پر بُری طرح گر پڑا۔ مسلمان نے آگے بڑھ کر دیکھا تو اس کافر کی ناک زخمی تھی اور اس کا چہرہ پھٹ گیا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اسے کوڑا مارا گیا ہے اور اس کافر کا سارا بدن (کوڑے کے زہر کی وجہ سے) سبز ہو چکا تھا۔ وہ انصاری مسلمان رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے آپ ﷺ سے یہ واقعہ بیان کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "تو نے سچ کہا، یہ تیسرے آسمان سے (فرشتوں کے ذریعے) آئی ہوئی مدد تھی۔" (صحیح مسلم)

۲:فرشتے کن کو ڈانٹ ڈپٹ کرتے ہیں؟ ۲:فرشتے انسانوں اور جنّات کو ڈانٹتے ہیں۔

۳:فرشتوں کا ڈانٹنا اور روکنا کیا ہے؟ ۳:اس سے مراد یہ ہے کہ فرشتے اللہ ﷻ کے بندوں اور جنّات کو گناہوں سے روکتے ہیں اور ان کے دل میں خیر کی باتیں ڈالتے ہیں اور شیاطین کو وسوسے ڈالنے اور عالمِ بالا تک پہنچنے سے روکتے ہیں۔

آیت نمبر ۳: ۱:اس آیت میں اللہ ﷻ نے کن فرشتوں کی قسم فرمائی ہے؟ ۱:اس سے مراد وہ فرشتے ہیں جو خود بھی اللہ ﷻ کے ذکر میں مشغول رہتے ہیں اور انسانوں کی روحانی غذا یا ہدایت کا واسطہ بھی بنتے ہیں، پیغمبروں پر اللہ ﷻ کا حکم لاتے ہیں اور نیک لوگوں کے دلوں میں خیر کی باتیں ڈالتے ہیں۔

۲:ابتدائی تین آیات کا آپس میں کیا ربط ہے؟ ۲:ان آیات پر غور کرنے سے فرشتوں کے اعمال کی یہ ترتیب سمجھ میں آتی ہے کہ "فرشتے صف در صف کھڑے ہو کر اللہ ﷻ کا حکم سنتے ہیں۔ پھر شیطانوں کو جھڑکتے اور روکتے ہیں۔ پھر جو حکم اتر چکا ہوتا ہے اسے خود بھی پڑھتے ہیں اور دوسروں کو بھی سناتے ہیں۔

آیت نمبر ۴: ۱:یہ تمام قسمیں کس حقیقت کے بیان پر فرمائی گئی ہیں؟ ۱: اس بات پر قسمیں فرمائی گئی ہیں کہ سب کا معبود ایک ہی ہے۔

۲:بندے کس کی قسم کھا سکتے ہیں؟ ۲:بندوں کے لئے اللہ ﷻ کے سوا کسی اور کی قسم کھانا جائز نہیں ہے۔

۳: اللہ ﷻ کا مخلوقات میں سے کسی کی قسم فرمانے سے کیا مراد ہے؟ ۳: اللہ ﷻ نے جو مخلوقات کی قسم فرمائی ہے تو وہ محض گواہی اور شہادت کے لئے ہے کیونکہ مخلوقات میں سے جن کی قسم فرمائی جاتی ہے وہ گویا اس حقیقت پر گواہ ہیں جس کا بیان کیا گیا ہے دوسری وجہ اللہ ﷻ کی قسم فرمانے کی یہ ہے کہ اس سے کلام میں تاکید اور زور پیدا کرنا ہوتا ہے اور تیسری وجہ آگے آنے والی بات کی عظمت اور اہمیت کو ظاہر کرنا ہے۔

علمی بات: اس سورت میں خاص طور پر فرشتوں کی قسم فرمانے کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس سورت کا مرکزی موضوع شرک کی اس خاص قسم کی تردید ہے جس کے تحت اہل مکہ فرشتوں کو اللہ ﷻ کی بیٹیاں کہا کرتے تھے۔ چنانچہ سورت کی ابتداء ہی میں فرشتوں کی قسم فرما کر ان کے وہ اوصاف بیان کر دیئے گئے جن سے ان کی مکمل بندگی کا اظہار ہوتا ہے۔ گویا مطلب یہ ہے کہ فرشتوں کے ان اوصافِ بندگی پر غور کرو گے تو وہ خود تمہارے سامنے اس بات کی گواہی دیں گے کہ اللہ ﷻ کے ساتھ ان کا تعلق باپ بیٹی کے رشتہ کا نہیں، بلکہ ان کا تعلق معبود و بندہ کا ہے۔ یعنی یہ فرشتے اللہ ﷻ کے بندے ہیں اور وہ ان کا مالک اور معبود ہے۔

آیت نمبر ۵: ا: اللہ ﷻ کی شانِ ربوبیت کیسے بیان فرمائی گئی ہے؟ ا: اللہ ﷻ آسمانوں، زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے ان سب کا رب ہے۔

۲: رب کے کیا معنی ہیں؟ ۲: رب وہ ہے جو کسی شے کو آہستہ آہستہ منصب کمال تک پہنچائے۔ ۳: حقیقی رب کون ہے؟ ۳: حقیقی رب اللہ ﷻ ہے جو تمام مخلوقات کی تمام حاجات و ضروریات کو پورا فرماتا ہے۔ ۴: آسمان اور زمین کے درمیان کیا ہے؟ ۴: پوری کائنات۔ ہم سے قریب ترین شے زمین ہے، ہم سے دور ترین شے آسمان ہے۔ زمین اور آسمان کے درمیان گویا کل کائنات ہے۔ اللہ ﷻ اس پوری کائنات کا اور اس میں بسنے والی تمام مخلوقات کا رب ہے۔

۵: کئی مشرقوں سے کیا مراد ہے؟ ۵: سال بھر میں سورج ۳۶۵ جگہوں سے نکلتا ہے اس لئے اللہ ﷻ کو رب المشارق کہا گیا ہے کہ ان تمام سمتوں کا رب اللہ ﷻ ہے۔

علمی بات: "رَبُّ الْمَشَارِقِ" میں ایک اور نکتہ بھی ہے کہ سورج اپنی روزانہ کی گردش میں اس زمین کے مختلف حصوں پر ایک دوسرے کے بعد پے در پے طلوع ہوتا ہے۔ جہاں زمین کا کوئی حصّہ سورج کے سامنے آتا ہے وہی اس کا مشرق ہے۔ اس لحاظ سے بھی نہ مشرقوں کا شمار ہے نہ مغربوں کا۔

آیت نمبر ۶: ا: ساتوں آسمانوں میں آسمانِ دنیا کو کیا امتیاز حاصل ہے؟ ا: اللہ ﷻ نے آسمانِ دنیا کو ستاروں سے سجایا ہے اور زینت بخشی ہے۔

۲: آسمان کو ستاروں سے سجانے کا کیا مقصد ہے؟ ۲: اللہ ﷻ نے ان گنت ستاروں کے ذریعہ آسمانِ دنیا کو سجا دیا ہے۔ یہ ستارے خوبصورتی، رات میں ہلکی روشنی اور انسانوں کے لئے راستہ تلاش کرنے کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہیں۔

آیت نمبر ۷: ا: ستاروں کو بنانے کیا حکمت بیان فرمائی گئی ہے؟ ا: ستارے اللہ ﷻ کی بنائی ہوئی چوکیاں ہیں جہاں سے فرشتے آسمانوں کی حفاظت کرتے ہیں اور ہر سرکش جن کو آسمانوں میں داخل ہونے سے روکتے ہیں۔

فرمانِ نبوی ﷺ: تارے اللہ ﷻ نے تین کاموں کے لئے پیدا کیئے ہیں۔ i۔ ان سے آسمان کی رونق ہے۔ ii۔ ان تاروں میں سے شعلے لے کر آسمان کی باتیں سننے والے شیاطین پر اللہ ﷻ کے فرشتے انگارے برساتے ہیں۔ iii۔ تاروں کے حساب سے مسافر لوگ راستہ کا حال معلوم کرتے ہیں۔ (صحیح بخاری)

آیت نمبر ۸: ا: سرکش شیاطین آسمانوں میں کیوں داخل ہونا چاہتے ہیں؟ ا: وہ عالم بالا کی باتیں سننا چاہتے ہیں۔

علمی بات: رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پہلے شیاطین نے ایک دھندہ بنا رکھا تھا وہ اوپر آسمانوں کی طرف جاتے اور باتیں سنتے۔ پھر یہی باتیں لا کر کاہنوں کے کانوں میں ڈالتے تھے وہ اس میں کئی جھوٹ ملا کر آگے بڑھاتے، پھر اگر یہ سنی سنائی بات سچ نکل آتی تو لوگ کاہنوں کا اعتقاد کر لیتے کہ دیکھو یہ غیب کی باتیں بتاتے ہیں، جب رسول اللہ ﷺ کی بعثت ہوئی تو وہاں پہرہ لگ گیا، چنانچہ شیاطین جب اوپر جاتے تو مار کھاتے۔

۲: فرشتے آسمانوں کی کیسے حفاظت کرتے ہیں؟ ۲: جب سرکش شیاطین آسمانوں میں داخل ہونا چاہتے ہیں تو فرشتے ہر جانب سے ان پر شہابِ ثاقب یعنی تیز روشن شعلے برساتے ہیں جو میزائل کی طرح ان کا پیچھا کرتے ہیں اور انہیں آسمانوں میں داخل نہیں ہونے دیتے۔

آیت نمبر ۹: ا: سرکش جنّات پر شہابِ ثاقب برسانے کی کیا وجہ بیان کی گئی ہے؟ ا: سرکش شیاطین کو آسمانوں سے بھگانے کے لئے۔

۲: سرکش شیاطین کو کیا سزا دی جائے گی؟ ۲: دنیا میں ان پر شہابِ ثاقب برسائے جاتے ہیں اور آخرت میں انہیں ہمیشہ کے لئے جہنم کا عذاب دیا جائے گا۔

آیت نمبر ۱۰: ۱: سرکش شیطانوں کے کس عمل کا ذکر ہے؟ ۱: آسمانوں سے کسی بات کے اچانک اُچک لینے کا۔
۲: سرکش شیطانوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جاتا ہے؟ ۲: ان کے پیچھے شہابِ ثاقب چھوڑ دیئے جاتے ہیں۔
۳: شہابِ ثاقب کیا ہیں؟ ۳: شہاب کے معنی بلند شعلہ کے ہیں۔ ثاقب کے معنی اتنا روشن کہ جس چیز پر اس کی کرنیں پڑیں اس میں چھید کرتی پار گزر جائیں۔ الثاقب اصل میں ثقبہ سے ہے جس کے معنی سوراخ کے ہیں۔ شہاب ثاقب ایک تیز روشن شعلہ۔

آیت نمبر ۱۱: ۱: اس آیت میں قیامت کے واقع ہونے کی کیا عقلی دلیل دی گئی ہے؟ ۱: وہ اللہ ﷻ جو عظیم الشان کائنات کو پیدا کر سکتا ہے اور اس میں موجود عظیم مخلوقات کو بنا سکتا ہے۔ وہ انسان کو اس کی موت کے بعد بھی دوبارہ زندہ کر سکتا ہے۔

علمی بات: آسمان، زمین، ستارے، فرشتے، شیاطین وغیرہ مخلوقات کا پیدا کرنا منکرین قیامت کے خیال میں زیادہ مشکل کام ہے یا خود ان کا پیدا کرنا اور وہ بھی ایک مرتبہ پیدا کر چکنے کے بعد۔ ظاہر ہے جو اللہ ﷻ ایسی عظیم الشان مخلوقات کا بنانے والا ہے اسے ان کا دوبارہ بنا دینا کیا مشکل ہو گا۔
۲: انسان کو اللہ ﷻ نے کس شے سے پیدا فرمایا ہے؟ ۲: چپکتی مٹی کے گارے سے پیدا فرمایا ہے۔
۳: انسان کی تخلیق قیامت کے واقع ہونے کی عقلی دلیل کس طرح ہے؟ ۳: وہ اللہ ﷻ جو حقیر سی مٹی سے انسان کو بنا سکتا ہے وہ اس پر قادر ہے کہ انسان کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کھڑا کر سکے۔ کسی شے کو پہلی دفعہ بنانا مشکل ہے جب کہ اسے دوبارہ بنانا نسبتاً آسان ہوتا ہے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ مشکل اور آسان والی بات محض بندوں کے سمجھانے کے لئے ہے۔ کسی بھی کام کی انجام دہی کے لئے اللہ ﷻ لفظ کن فرماتا ہے تو وہ کام فوراً ہو جاتا ہے۔

فرمانِ نبوی ﷺ: ایک شخص نے اپنی لاش کے جلا دینے اور آدھی مٹی کو دریا میں بہا دینے اور آدھی کو ہوا میں اڑا دینے کی وصیت کی تھی۔ اس شخص کے مر جانے کے بعد وصیت کے موافق عمل ہوا۔ اللہ ﷻ نے ہر جگہ سے اس شخص کی مٹی کے جمع ہونے کا حکم دیا۔ اور وہ مٹی جمع ہوئی اور اس کا پتلا بنایا گیا۔ (بخاری، مسلم)

آیت نمبر ۱۲: ۱: آپ ﷺ کس شے پر تعجب فرماتے تھے؟ ۱: مشرکین کی طرف سے قدرتِ خداوندی اور دوبارہ زندہ کیئے جانے کے انکار پر آپ ﷺ حیرت فرماتے تھے۔ ۲: نبی کریم ﷺ کیوں تعجب فرماتے تھے؟ ۲: اتنے واضح دلائل کے باوجود مشرکین دوبارہ اُٹھائے جانے کا انکار کیوں کرتے ہیں۔

علمی بات: آپ ﷺ کے اسی تعجب فرمانے کا دوسری جگہ یوں ارشاد ہوا "اور اگر آپ (کسی بات پر) تعجب کریں تو اِن کی یہ بات عجیب ہے (کہ) کیا جب ہم مٹی ہو جائیں گے (تو) کیا ہم نئے سِرے سے پیدا کیئے جائیں گے یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کا انکار کیا اور یہی لوگ ہیں کہ اِن کی گردنوں میں طوق ہوں گے اور یہی آگ والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔" (سُوْرَۃُ الرَّعْد ۱۳، آیت: ۵)
۳: آخرت پر ایمان لانے کی دعوت دینے پر مشرکین مکہ کا کیا طرزِ عمل بیان کیا گیا ہے؟ ۳: وہ آپ ﷺ کا مذاق اُڑاتے تھے (معاذاللہ)۔ انہیں یقین نہیں تھا کہ انسانوں کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا جانا ممکن ہے اور قیامت کا دن آئے گا اور انہیں اپنے کیئے ہوئے کا حساب دینا پڑے گا۔

آیت نمبر ۱۳: ۱: منکرین آخرت کے کس برے طرزِ عمل کا ذکر کیا گیا ہے؟ ۱: جب انہیں نصیحت کی جاتی ہے تو وہ نصیحت قبول نہیں کرتے۔

عملی پہلو: نصیحت اسی شخص پر کارگر ہوتی ہے جو نصیحت حاصل کرنا چاہے ورنہ کوئی دلیل، تذکیر اور تنبیہ فائدہ مند نہیں ہوتی۔

آیت نمبر ۱۴: ۱: اللہ ﷻ کی طرف سے نبی کریم ﷺ کو دیئے جانے والے معجزات کو دیکھ کر منکرین آخرت کیا طرزِ عمل اختیار کرتے تھے؟
۱: وہ ان معجزات کا مذاق اُڑاتے تھے۔ (معاذاللہ)

عملی پہلو: جب انسان کا ذہنی سانچہ غلط تربیت، غلط ماحول اور باطل عقائد سے تبدیل ہو جائے تو پھر بڑے سے بڑا معجزہ بھی اس فرسودہ اور بگڑی ہوئی فکر اور دل کو بدل نہیں سکتا۔ ایسی فکر رکھنے والے لوگ ہمیشہ سے اہل حق کے دلائل کا مذاق اُڑاتے آئے ہیں۔

آیت نمبر ۱۵: ۱: معجزاتِ انبیاء علیہم السلام کے بارے میں منکرین آخرت کی کیا رائے تھی؟ ۱: وہ کہتے تھے یہ کھلا ہوا جادو ہے۔ (معاذاللہ)

عملی پہلو: آخرت کی جواب دہی کا احساس نہ ہونے سے انسان کے رویوں اور کردار میں کوئی مثبت تبدیلی نہیں آتی۔ ایسے لوگ اگر اللہ ﷻ کی نشانیوں میں سے کسی عظیم نشانی کو دیکھنے کا موقع پاتے بھی ہیں تو اس سے کوئی سبق سیکھنے کی بجائے اس کا مذاق اڑاتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ تو ایک کھلا ہوا جادو ہے جس سے ہماری عقلوں کو شکار کیا جارہا ہے۔ (معاذاللہ)

آیت نمبر۱۶: ۱: منکرین آخرت کا آخرت کے بارے میں کیا اعتراض بیان کیا گیا ہے؟ ۱: وہ کہتے تھے جب ہم مرجائیں گے، مٹی اور ہڈیاں بن جائیں گے تو کیسے دوبارہ اٹھائے جاسکیں گے؟

علمی بات: مشرکین کا یہ قول قرآن حکیم نے متعدد مقامات پر ذکر کیا ہے۔ سورۃ الرعد ۱۳، آیت: ۵، سورۃ المومنون ۲۳، آیت: ۳۵، سورۃ النحل، آیت: ۶۷، سورۃ ق ۵۰، آیت: ۳، سورۃ الواقعہ ۵۶، آیت: ۴۷ اور اس سورت میں دو مقامات پر اس موقف کا ذکر ہے: اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ کیا جب ہم زمین میں رَل مل چکے ہوں گے تو کیا ہم پھر نئے سرے سے پیدا کیئے جائیں گے بلکہ یہ لوگ اپنے رب کی ملاقات کے منکر ہیں۔ (سُوْرَۃُ السَّجْدَۃ ۳۲، آیت: ۱۰)

آیت نمبر۱۷: ۱: آخرت کے بارے میں مشرکین مکہ کس تعجب کا اظہار کرتے تھے؟ ۱: وہ کہتے تھے کیا ہمارے پہلے باپ دادا جو مرکھپ گئے جن کی ہڈیاں بوسیدہ ہوگئیں کیا وہ بھی زندہ کیئے جائیں گے؟ ۲: آباؤاجداد کے زندہ کیئے جانے کے بارے میں وہ کیوں پوچھ رہے تھے؟

۲: کیونکہ آباؤاجداد کا زندہ کیا جانا مشرکین کو بہت مشکل معلوم ہوتا تھا اس لئے کہ وہ برسوں پہلے مرچکے تھے۔

آیت نمبر۱۸: ۱: منکرین آخرت کے اعتراضات کا کیا جواب دیا گیا؟ ۱: منکرین آخرت کو کہا گیا کہ ہاں وہ سب زندہ کیئے جائیں گے اور اس دن وہ اپنے انکارِ آخرت کے سبب ذلیل وخوار ہوں گے۔ جیسا کہ دوسرے مقام پر فرمایا گیا "اور سب اس کے حضور بے بس ہو کر حاضر ہوں گے۔" سُوْرَۃُ النَّمْل ۲۷، آیت: ۸۷۔

موت کے بعد جی اٹھنے کے دلائل: ۱۔ اللہ ﷻ نے بنی اسرائیل کے مقتول کو زندہ فرمایا۔ (سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃ ۲، آیت: ۷۳) ۲۔ حضرت عزیر علیہ السلام کو سو سال کے بعد زندہ فرمایا۔ (سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃ ۲، آیت: ۲۵۹) ۳۔ اللہ ﷻ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سامنے ان کے ذبح کیئے ہوئے چار پرندوں کو زندہ فرمایا۔ (سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃ ۲، آیت: ۲۶۰) ۴۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے رب کے حکم سے مُردوں کو زندہ کرتے تھے۔ (سُوْرَۃُ اٰلِ عِمْرٰن ۳، آیت: ۴۹)، (سُوْرَۃُ الْمَآئِدَۃ ۵، آیت: ۱۱۰) ۵۔ اصحاب کہف کو تین سو یا تین سو سے زائد سال کے بعد اٹھایا۔ (سُوْرَۃُ الْکَهْف، آیت: ۲۵) ۶۔ اللہ ﷻ نے بنی اسرائیل کے ہزاروں لوگوں کو دوبارہ زندہ کیا۔ (سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃ ۲، آیت: ۲۴۳)

علمی بات: چونکہ منکرین کا سوال مذاق اُڑانے اور طنز کے انداز میں تھا اس وجہ سے اس کا جواب بھی نہایت روکھے انداز میں دیا گیا ہے۔ فرمایا کہ ہاں! تم اور تمہارے پہلے باپ دادا بھی اٹھائے جائیں گے اور اس وقت تم سب نہایت ذلیل بھی ہوگے۔

آیت نمبر۱۹: ۱: اس آیت میں وقوعِ قیامت کی کیا کیفیت بیان فرمائی گئی ہے؟ ۱: اللہ ﷻ کے لئے قیامت کو برپا کرنا بہت آسان ہے اور بس ایک زور کی آواز ہوگی اور تمام انسانوں کو دوبارہ زندہ کر دیا جائے گا۔

علمی بات: منکرین آخرت اس غلط فہمی میں نہ رہیں کہ ان کو دوبارہ اٹھا کھڑا کرنے کے لئے اللہ ﷻ کو کوئی خاص اہتمام وانتظام کرنا پڑے گا۔ یہ کام صرف ایک ڈانٹ میں انجام پائے گا۔ سُوْرَۃُ النّٰزِعٰت ۷۹، آیات: ۱۰ تا ۱۳ میں بھی یہی مضمون بیان ہوا ہے۔

۲: زور کی آواز سے کیا مراد ہے؟ ۲: نفخۃ القیامہ ۲: یعنی دوسری مرتبہ کا صور جو حضرت اسرافیل علیہ السلام پھونکیں گے۔ سب اللہ ﷻ کی بارگاہ میں اُٹھ کھڑے ہوں گے۔

آیت نمبر۲۰: ۱: قیامت کے دن منکرین آخرت کیا حسرت کریں گے؟ ۱: وہ کہیں گے ہائے ہماری بربادی کیا یہی ہے بدلے کا دن۔

علمی بات: موجودہ دنیا میں اگلی زندگی کا معاملہ ایک خبر کے طور پر بتایا جارہا ہے۔ آدمی اس خبر کو کوئی اہمیت نہیں دیتا۔ مگر آخرت میں اگلی زندگی کا معاملہ ایک سنگین حقیقت بن کر لوگوں کے اوپر ٹوٹ پڑے گا۔ اس وقت آدمی اپنی سرکشی بھول کر اپنے آپ کو اللہ ﷻ کے سامنے ڈال دے گا۔ یہ ناقابل بیان حد تک ہولناک منظر ہوگا۔ اس وقت میدانِ حشر میں لوگوں کا جو حال ہوگا اس کا ایک نقشہ آگے کی آیتوں میں دیا گیا ہے۔

آیت نمبر۲۱: ۱: منکرینِ آخرت کو قیامت کے دن کیا جواب دیا جائے گا؟ ۱: ان سے کہا جائے گا کہ یہی ہے فیصلہ کا دن جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔

۲: قیامت کے دن کو فیصلے کا دن کیوں قرار دیا گیا ہے؟ ۲: کیوں کہ تمام معاملات کا بالآخر فیصلہ اللہ ﷻ ہی فرمائے گا اور وہ قیامت کا دن ہو گا جب ہر معاملے کا صحیح صحیح فیصلہ فرما دیا جائے گا۔

علمی بات: قیامت کے بہت نام ہیں۔ اور یہ نام اس دن کے کاموں کے لحاظ سے ہیں، چونکہ اس دن بدلہ دیا جائے گا اور انصاف کیا جائے گا لہٰذا وہ "یوم الدین" ہے اور چونکہ لوگوں کا فیصلہ یا ان میں فاصلہ وجدائی ہو جائے گی لہٰذا "یوم الفصل" بھی ہے۔

آیت نمبر ۲۲: ا: قیامت کے دن اللہ ﷻ فرشتوں کو کیا حکم دے گا؟ ا: قیامت کے دن اللہ ﷻ فرشتوں کو ظالموں اور ان کے جوڑوں کو جمع کرنے کا حکم دے گا۔

۲: ظالموں کے جوڑوں سے کون مراد ہیں؟ ۲: مفسرین کرام نے اس سے تین قسم کے لوگ مراد لیئے ہیں۔ i۔ مشرکین و کفار کی پیروی کرنے والے۔ ii۔ کافروں کی مشرک بیویاں جو کفر میں ان کی پیرو کار تھیں۔ iii۔ ایک ہی گروہ والے یعنی سود خور، سود خوروں کے ساتھ، شرابی، شرابیوں کے ساتھ وغیرہ۔

علمی بات: ظالم سے مراد کافر ہیں اور جوڑے سے مراد وہ شیطان جس نے انہیں بہکایا، ہر کافر اپنے شیطان کے ساتھ زنجیر میں جکڑ کر دوزخ میں جائے گا، یا ظالم سے مراد کافر اور جوڑے سے مراد اس کی جنس کا دوسرا کافر، مشرک مشرک کے ساتھ، آتش پرست آتش پرست کے ساتھ دہریہ دہریہ کے ہمراہ وغیرہ۔

۳: کفار ومشرکین کے معبودوں سے کون مراد ہے؟ ۳: کفار کے پوجا کے پتھر، درخت، وغیرہ بھی دوزخ میں جائیں گے، مگر عذاب پانے کے لئے نہیں بلکہ عذاب دینے کے لئے، لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں آتا کہ بتوں نے کیا قصور کیا جو وہ دوزخ میں جائیں گے۔

علمی بات: حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ ﷻ کا بیٹا مان کر الٰہ تو قرار دیا گیا لیکن ان کی پوجا نہیں کی گئی اس لئے وہ اس میں داخل نہیں۔

آیت نمبر ۲۳: ا: قیامت کے دن ظالموں کا کیا انجام ہو گا؟ ا: ان سب کو جہنم کے راستے کی طرف ہانکا جائے گا۔

عملی پہلو: ظلم کا معنی ہے کسی غیر کی ملکیت واختیار میں تصرف کرنا، یا کسی چیز کو اس کے اصل مقام کے خلاف دوسری جگہ رکھنا، یہاں ظلم سے مراد کفر اور شرک ہے۔ یعنی وہ لوگ جو غیر اللہ کی عبادت کرتے ہیں کیونکہ قرآن حکیم میں ہے: شرک کرنا سب سے بڑا ظلم ہے۔ (سورۃ لقمٰن ۳۱، آیت: ۱۳) اور کافر ہی ظالم ہیں۔ (سورۃ البقرہ ۲، آیت: ۲۵۴)

آیت نمبر ۲۴: ا: جہنم کے راستے کی طرف ہانکتے ہوئے ظالموں سے کیا معاملہ کیا جائے گا؟ ا: ان ظالموں کو راستے میں روک کر ان کے بُرے عقائد اور ان کے برے اعمال کے بارے میں باز پُرس کی جائے گی۔

فرمانِ نبوی ﷺ: "قیامت کے دن کسی شخص کے قدم اللہ ﷻ کے پاس سے اس وقت تک نہیں ہٹ سکیں گے جب تک اس سے پانچ چیزوں کے متعلق نہیں پوچھ لیا جائے گا۔ i۔ اس نے عمر کس چیز میں صرف کی۔ ii۔ جوانی کہاں خرچ کی۔ iii۔ مال کہاں سے کمایا۔ iv۔ مال کہاں خرچ کیا۔ v۔ جو کچھ سیکھا اس پر کتنا عمل کیا۔" (جامع ترمذی) اس حدیث شریف کی روشنی میں ہمیں اپنے اعمال کا جائزہ لینا چاہیئے۔

آیت نمبر ۲۵: ا: فرشتے ظالموں کی مذمت کیسے کریں گے؟ ا: ان سے پوچھیں گے کہ کیا ہو گیا آج تم ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے۔ دنیا میں تو تمہارا ایک جتھا یعنی ایک ہی گروہ تھا اور تم ایک دوسرے کا بڑا ساتھ دیتے تھے۔

۲: فرشتے ظالموں سے یہ سوال کیوں کریں گے؟ ۲: اعمال کے محاسبے کے ساتھ ساتھ انھیں ذلیل کرنے کے لئے اور ان کے جھوٹے معبودوں کی بے بسی ظاہر کرنے کے لئے یہ سوال ہو گا۔ جیسا کہ سورۃ القمر ۵۴، آیت: ۴۴ میں بھی یہ ہے کہ تم تو کہا کرتے تھے: "ہم ایک جماعت ہیں جو بدلہ لے کر رہنے والے ہیں۔" یا جیسا کہ تمہارا دعویٰ تھا کہ قیامت کے دن ہمارے معبود ہمیں بچالیں گے، اب تمہیں کیا ہوا کہ تم ایک دوسرے کی مدد نہیں کر رہے؟

آیت نمبر ۲۶: ا: فرشتوں کی مذمت پر ظالم لوگ کیا جواب دیں گے؟ ا: وہ کوئی جواب نہیں دے سکیں گے۔

۲: قیامت کے دن منکرینِ آخرت کی کیا کیفیت ہو گی؟ ۲: وہ بالکل عاجز اور مکمل فرماں بردار ہوں گے۔ جیسا کہ دوسرے مقام پر فرمایا گیا: "اور اس دن وہ اللہ ﷻ کے سامنے فرماں بردار بن کر پیش ہونا پسند کریں گے اور ان سے گم ہو جائے گا جو وہ جھوٹ باندھا کرتے تھے۔" (سورۃ النحل ۱۶، آیت: ۸۷)

آیت نمبر ۲۷: ا: اس آیت میں کن لوگوں کے باہم مکالمہ کرنے کا ذکر کیا گیا ہے؟ ا: گمراہ اور دنیادار سرداروں اور کارکنوں کے باہم مکالمے کا بیان ہے۔ مراد مشرکین کا ان کے سرداروں سے باہم مکالمہ کرنا ہے۔ یعنی گمراہ لوگ اور انہیں گمراہ کرنے والے ایک دوسرے سے مخاطب ہو کر ایک دوسرے پر گمراہی کی ذمہ داری ڈالیں گے۔

علمی بات: اللہ ﷻ نے اہلِ جہنم کی باہمی گفتگو، ان کا ایک دوسرے کو ملامت کرنا اور گمراہ کرنے والوں کا اپنی پیروی کرنے والوں سے بری ہونے کے اعلان کا ذکر کئی مقامات پر فرمایا ہے۔ مثلاً سورۃ البقرہ ۲، آیات: ۱۶۶، ۱۶۷، سورۃ ابراہیم ۱۴، آیات: ۲۱، ۲۲، سورۃ الاعراف ۷، آیات: ۳۸، ۳۹، سورۃ سبا ۳۴، آیات: ۳۱ تا ۳۳ اور سورۃ المومن ۴۰، آیات: ۴۷، ۴۸۔

آیت نمبر ۲۸: ا: مشرکین اپنے سرداروں سے کیا شکوہ کریں گے؟ ا: مشرکین اپنے اپنے سرداروں سے کہیں گے کہ ہمیں تم نے گمراہ کیا، تم ہم پر خوب زور ڈال کر ہمیں گمراہ کرنے کی کوشش کیا کرتے تھے۔

علمی بات: "الیَمِیْن" کا معنی قسم بھی ہے، دایاں ہاتھ بھی اور دائیں جانب بھی۔ اگر اس کا معنی قسم لیا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ تم ہی قسمیں اُٹھا اُٹھا کر اپنے آپ کو ہمارا خیر خواہ ظاہر کرتے تھے اور یہ باور کراتے تھے کہ حق وہی ہے جو تم پیش کر رہے ہو اور رسول کی تعلیم باطل ہے۔ (معاذ اللہ) اور اگر اس کا معنی دایاں ہاتھ لیا جائے تو اس سے مراد قوت و طاقت ہوگی، مطلب یہ ہوگا کہ تم زور اور قوت دکھلا کر ہمیں مرعوب کرتے تھے اور اگر دائیں جانب معنی ہو تو مراد خیر اور نیکی کی جانب ہوگی اور مطلب یہ ہوگا کہ تم آکر ہمیں خیر خواہی، نیکی اور دینِ حق کی راہ سے بہکاتے تھے اور کہتے تھے کہ جس چیز کا ہم تمہیں حکم دے رہے ہیں نیکی اور حق وہی ہے۔ آیت کے الفاظ میں بیک وقت تینوں معنوں کی گنجائش ہے اور یہ کلام اللہ کا معجزہ ہے، کیونکہ ان کے سردار گمراہ کرنے کے یہ تینوں طریقے استعمال کرتے تھے۔

۲: کمزور لوگ سرداروں پر اپنی گمراہی کی ذمہ داری کیوں ڈالیں گے؟ ۲: کمزور لوگوں کا اپنی گمراہی کی پوری ذمہ داری سرداروں پر ڈالنے کا مقصد یہ ہوگا کہ وہ عذاب سے کسی طرح بچ سکیں۔ لیکن وہ ہرگز نہیں بچ سکیں گے۔

آیت نمبر ۲۹: ا: گمراہ سردار اپنے پیروکاروں کے شکوے کا کیا جواب دیں گے؟ ا: سرداراس کا پہلا جواب یہ دیں گے کہ ایسا نہیں ہے بلکہ تم خود ہی ایمان نہیں لائے تھے، اور ہم پر ناحق الزام لگاتے ہو۔

آیت نمبر ۳۰: ا: گمراہ سردار قیامت کے دن اپنے پیروکاروں کے سامنے اور کیا کیا صفائی پیش کریں گے؟ ا: گمراہ سردار اپنے پیروکاروں کو دوسرا جواب یہ دیں گے کہ ہمارا تم پر کوئی ایسا غلبہ نہ تھا جو تمہیں کفر پر قائم رہنے پر مجبور کرتا۔ تم اپنی مرضی سے کفر پر مطمئن اور خوش تھے۔ تیسرا جواب وہ یہ دیں گے کہ تم خود حد سے تجاوز اور سرکشی کرنے والے تھے۔ اس لئے تم حق کو چھوڑ کر ہمارے پیچھے لگ گئے اور انبیاء کی مخالفت کرتے رہے۔

آیت نمبر ۳۱: ا: گمراہ سرداراور ان کے پیروکار قیامت کے دن کس حقیقت کا اعتراف کریں گے؟ ا: وہ کہیں گے کہ آج ہم پر اللہ ﷻ کا عذاب ثابت ہو کر رہے گا۔

۲: قیامت کے دن گمراہ سردار اور ان کے پیروکار مزید کس حقیقت کا اعتراف کریں گے؟ ۲: وہ کہیں گے کہ بے شک اللہ ﷻ کا عذاب ہم چکھ کر رہیں گے۔ یہ پہلے تینوں جوابوں کے نتیجے میں گمراہ سرداروں کا چوتھا جواب ہوگا، یعنی ہم نے کفر پر قائم رکھنے کے لئے تم پر کوئی زبردستی نہیں کی، بلکہ اصل میں نہ تم ایمان والے تھے نہ ہم، جیسے ہم مجرم تھے ویسے ہی تم مجرم تھے، لہٰذا ایسا انجام ہوا کہ دونوں عذاب کے مستحق ٹھہرے۔

آیت نمبر ۳۲: ا: قیامت کے دن گمراہ سردار اپنے پیروکاروں کو گمراہ کرنے کا کیا سبب بیان کریں گے؟ ا: وہ کہیں گے کہ ہم خود بھی گمراہ تھے تو ہم نے تمہیں بھی گمراہ کیا۔ یہ گمراہ سرداروں کا پانچواں جواب ہوگا کہ ہمارا تم پر کوئی زور نہ تھا، مگر ہم خود گمراہ تھے اور ظاہر ہے ایک گمراہ شخص سے گمراہی کی طرف بلانے ہی کی توقع ہو سکتی ہے۔

عملی پہلو: گمراہ شخص لازماً یہ چاہتا ہے کہ دوسرے بھی اس جیسے ہو جائیں، تاکہ کوئی کسی کو ملامت کرنے والا نہ رہے۔ لہٰذا ہمیں خود عقل سے کام لینا چاہیئے اور ایسے لوگوں کی بات نہیں ماننی چاہیئے۔ ورنہ ہم روزِ قیامت اپنی گمراہی کا ذمہ دار ان کو نہیں ٹھہرا سکیں گے۔

آیت نمبر ۳۳: ا: قیامت کے دن گمراہ سرداروں اور ان کے پیروکاروں میں سے کسے عذاب دیا جائے گا؟ ا: وہ سب قیامت کے دن عذاب میں شامل ہوں گے۔

عملی پہلو: قیامت کے دن عوام کا یہ عذر ان کو کچھ بھی کام نہ آئے کہ ان کی گمراہی کے ذمہ دار دوسرے لوگ تھے۔ کیونکہ اللہ ﷻ نے ہر شخص کو اتنی عقل دی ہے کہ وہ حق اور باطل کے درمیان فرق و امتیاز کر سکے۔ خاص کر ایسی صورت میں جبکہ باطل کے مقابلے میں حق کی دعوت دینے والے بھی موجود ہوں۔ اس لئے ایسے عوام اور ان کے سربراہ دونوں ہی عذاب میں شریک اور حصے دار ہوں گے۔ جیسا کہ سورۃ الزخرف ۴۳، آیت:۳۹ میں بیان ہوا ہے کہ " جب تم ظالم ٹھہر چکے ہو تو آج تم سب کا عذاب میں شریک ہونا کوئی نفع نہ دے گا۔"

آیت نمبر ۳۴: ا: قیامت کے دن بُرا انجام کن لوگوں کا ہو گا؟ ا: مجرموں کا۔ ۲: مجرموں سے مراد کون لوگ ہیں؟ ۲: کفار و مشرکین۔

عملی پہلو: مجرموں کے ساتھ اللہ ﷻ یہ سلوک اس لئے کرے گا کہ قرآنِ حکیم کا فرمان ہے کہ " بھلا جو مومن ہو وہ فاسق کی طرح ہو سکتا ہے؟ یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔" (سورۃ السجدہ ۳۱، آیت:۱۸) جب ان دونوں کا برابر ہونا ممکن نہیں ہے تو مومن کو ثواب نہ دینا اور کافر کو عذاب نہ دینا بھی درست نہیں ہے۔

آیت نمبر ۳۵: ا: اس آیت میں اللہ ﷻ کے عذاب کا کیا سبب بیان کیا گیا ہے؟ ا: توحید کا انکار کرنا۔ یعنی کفار و مشرکین کو پتھر کے سامنے جھکنے میں عار نہیں آتی تھی بلکہ وہ رب العالمین کی وحدانیت کا اقرار کرنے میں اس لئے تکبر کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے کہنے پر وہ کلمہ توحید کا اقرار کیوں کریں!

آیت نمبر ۳۶: ا: اس آیت میں مشرکین کے لئے عذابِ جہنم کی کیا وجہ بیان کی گئی ہے؟ ا: مشرکین رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرتے تھے۔

۲: مشرکینِ مکہ نبی کریم ﷺ کی شان میں کیا گستاخی کرتے تھے؟ ۲: مشرکینِ مکہ آپ ﷺ کو (معاذ اللہ) شاعر یا مجنون کہتے تھے۔

۳: مشرکینِ مکہ آپ ﷺ کو شاعر یا مجنون (معاذ اللہ) کیوں کہتے تھے؟ ۳: کیونکہ آپ ﷺ ان کے سامنے قرآن پیش فرماتے تھے اور وہ لوگ قرآن کو شاعری قرار دے کر آپ ﷺ کو شاعر کہتے تھے۔ (معاذ اللہ)

علمی بات: کفار و مشرکین رسول اللہ ﷺ کا کہا ماننے سے تکبر محسوس کرتے تھے۔ وہ اپنے آپ کو نبی کریم ﷺ کے مقابلے میں عاجز اور کمتر پاتے تھے۔ اس احساس کمتری، حقارت اور حسد کی وجہ سے وہ جذبہ انتقام سے لبریز رہتے تھے۔ ان کے جذبات و احساسات کا ردعمل تکبر کی صورت میں سامنے آیا۔ اس کے علاوہ انہوں نے دیگر حربوں کا استعمال بھی جاری رکھا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے جو کلام پیش فرمایا اسے شعر اور خود رسول اللہ ﷺ کو شاعر اور مجنون کہنا (معاذ اللہ) اس احساس حقارت و کمتری کا انتقامی حربہ تھا ورنہ وہ بہتر طریقے سے جانتے تھے کہ نہ یہ کلام شعر ہے اور نہ یہ رسول مجنون۔

آیت نمبر ۳۷: ا: مشرکین کے آپ ﷺ پر لگائے گئے الزامات کا اللہ ﷻ نے کیا جواب دیا ہے؟ ا: اللہ ﷻ نے ان تمام الزامات کو رد فرما دیا۔

۲: اس آیت میں اللہ ﷻ نے نبی کریم ﷺ کی کیا شان بیان فرمائی ہے؟ ۲: آپ ﷺ دین حق کو لانے والے ہیں اور تمام رسولوں کی تصدیق فرمانے والے ہیں۔

۳: تصدیق فرمانے سے کیا مراد ہے؟ ۳: یعنی آپ ﷺ وہی دعوت پیش فرما رہے ہیں جسے پچھلے تمام انبیاء کرام علیہم السلام پیش کرتے رہے ہیں یا اس تصدیق سے مراد یہ ہے کہ گزشتہ انبیاء کرام علیہم السلام نے نبی آخر الزمان ﷺ کی جو صفات بیان کی تھیں وہ سب کی سب آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس میں بدرجہ اتم موجود ہیں۔

آیت نمبر ۳۸: ا: اس آیت میں اللہ ﷻ نے منکرینِ رسالت کو کیا وعید سنائی ہے؟ ا: اس آیت میں اللہ ﷻ نے منکرینِ رسالت اور گستاخ لوگوں کو دردناک عذاب کی وعید سنائی ہے۔

آیت نمبر ۳۹: ا: قیامت کے دن مجرموں کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا؟ ا: قیامت کے دن مجرموں کو ان برے اعمال کی سزا دی جائے گی جو وہ دنیا میں کیا کرتے تھے۔

آیت نمبر ۴۰: ا: قیامت کے دن اللہ ﷻ کے عذاب سے کون لوگ محفوظ رہیں گے؟ ا: اللہ ﷻ کے مُخْلَص یعنی چنے ہوئے بندے۔

۲: "مُخْلَص" بندوں سے کون مراد ہے؟ ۲: "مُخْلَص" وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ ﷻ نے خالص بنایا ہے اور "مُخْلِص" وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو اللہ ﷻ کے لئے خالص بنایا ہے اور جن کے عمل، ارادوں اور خواہش میں غیر اللہ کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ جب انسان مُخْلِص ہوتا ہے اور اس کے اخلاص کو اللہ ﷻ

قبول فرماتا ہے تو اس کے بعد اللہ ﷻ اسے اپنے لئے مُخْلَص بناتا ہے۔ پہلے مُخْلِص ہوتا ہے، بعد میں مُخْلَص۔ گویا مُخْلَص لوگ وہ ہوتے ہیں جنہیں اللہ ﷻ نے اپنی رحمت کے لئے خاص کر لیا ہوتا ہے اور اللہ ﷻ اپنی رحمت کے لئے خاص ان ہی لوگوں کو کرتا ہے جو اپنے ایمان اور عمل سے اسکا حق ادا کرتے ہیں۔ لفظ مُخْلَص صرف اس حقیقت کو ظاہر کرنے کے لئے استعمال ہوا ہے کہ جس کو جو کچھ بھی ملے گا اللہ ﷻ کے فضل و کرم اور اس کی رحمت و عنایت ہی سے ملے گا۔

آیت نمبر ۴۱: ۱: اللہ ﷻ کے ان مخلص بندوں کا قیامت کے دن کیا انعام و اکرام ہو گا؟ ۱: انہیں معلوم رزق دیا جائے گا۔

۲: معلوم رزق سے کیا مراد ہے؟ ۲: جنت اور اس کی وہ نعمتیں جن کا ذکر قرآنِ حکیم اور احادیث میں کیا گیا ہے۔

فرمانِ نبوی ﷺ: اللہ ﷻ فرماتا ہے کہ ”میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ کچھ تیار کر رکھا ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی کے دل پر اس کا تصور ہی گزرا۔“ (صحیح بخاری اور صحیح مسلم) یہ حدیثِ قدسی ہے یعنی فرمان اللہ ﷻ کا ہے اور حضور ﷺ بیان فرما رہے ہیں۔

آیت نمبر ۴۲: ۱: قیامت کے دن اللہ ﷻ کے نیک بندے کس کیفیت میں ہوں گے؟ ۱: ان کے سامنے انواع و اقسام یعنی نفیس و لذیذ نعمتیں، خوش ذائقہ، خوشبودار اور خوش منظر جنتی میوے نہایت اعزاز و اکرام سے پیش کیئے جائیں گے۔ مزید یہ کہ انہیں صرف کھانے پینے کی اشیاء ہی نہیں ملیں گی بلکہ عزت و سرفرازی بھی حاصل ہو گی۔

علمی بات: جنت میں جسم کو قائم رکھنے اور زندہ رہنے کے لئے غذا کی ضرورت نہیں ہو گی کیونکہ انہیں ایسے جسم مل چکے ہوں گے جن میں کوئی نقص پیدا ہونے والا نہیں۔ وہاں کھانا پینا لذت اور سرور حاصل کرنے کے لئے ہو گا۔ اسی لئے میوؤں کا ذکر خصوصیت کے ساتھ ہوا ہے۔

آیت نمبر ۴۳: ۱: اس آیت میں جنت کی کیا تعریف بیان فرمائی گئی ہے؟ ۱: جنت کو نعمتوں کے باغات قرار دیا گیا ہے۔

علمی بات: جنت کی نعمتوں کی یہ خصوصیت ہو گی کہ صرف ارادے سے میسر آ جائیں گی ان کے حصول کے لئے کسی محنت مشقت اور دوڑ دھوپ یا کسی سے سوال کرنے کی ضرورت نہیں ہو گی۔

آیت نمبر ۴۴: ۱: مومنین جنت میں کس حال میں ہوں گے؟ ۱: وہ تختوں پر ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔

علمی بات: ان نعمتوں میں سے ایک اہم نعمت کا ذکر ہے کہ دوستوں کی محفل برپا ہو گی اور مسندوں پر ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھ کر مختلف موضوعات پر گفتگو کرنے میں بھی ایک خاص لطف ہو گا۔ خصوصاً جب یہ گفتگو اللہ ﷻ کے فضل و کرم اور انعامات و احسانات، گزشتہ دنیوی زندگی کی مختلف آزمائش میں کامیابیوں کے ذکر پر ہو اور دیگر ایسے لوگوں کا بھی ذکر آئے جو دنیا میں ان کے ساتھ اس دن کے بارے میں ان سے اختلاف کرتے تھے اور ان سے دشمنی رکھتے تھے۔

آیت نمبر ۴۵: ۱: جنت میں مومنین کو کیا مشروب پلایا جائے گا؟ ۱: بہتی ہوئی شراب کے جام پلائے جائیں گے۔ یہ شراب دنیا کی شراب جیسی ہرگز نہیں ہو گی۔

۲: دنیا کی شراب میں عموماً کیا کیا بُرائیاں پائی جاتی ہیں؟ ۲: مثلاً دنیا کی شراب انتہائی کڑوی، بدبودار، بدمزہ، عقل کو ساکت کرنے والی، ہوش اُڑا دینے والی، سر میں درد کرنے والی، پیٹ میں مروڑ، پیشاب میں جلن، الٹیاں لانے والی اور طبیعت میں بگاڑ پیدا کرنے والی ہوتی ہے جبکہ جنت کی شراب ان تمام خرابیوں اور بُرائیوں سے پاک ہو گی۔

علمی بات: بِكَأْسٍ: جس پیالے میں شراب موجود ہو عربی میں اسے کأس کہتے ہیں اور جس میں شراب نہ ہو اسے قدح کہتے ہیں۔ لہٰذا لفظ کأس، ساغر یا جام کہنے سے شراب خود ذہن میں آتی ہے مَّعِيْنٍ: جاری کے معنوں میں ہے۔ شراب کے چشمے جاری ہوں گے جن سے جام بھرنے کی بھی ضرورت نہ ہو گی بلکہ جام پھرائے جا رہے ہوں گے۔

آیت نمبر ۴۶: ۱: اس آیت میں جنت کی شراب کی کیا صفات بیان کی گئی ہیں؟ ۱: وہ پینے والوں کے لئے نہایت خوش رنگ، دودھ سے زیادہ سفید اور خوب لذت والی ہو گی۔

آیت نمبر ۴۷: ۱: اس آیت میں جنت کی شراب کے کیا اثرات بیان فرمائے گئے ہیں؟ ۱: نہ تو اسے پی کر سر میں درد ہوگا اور نہ ہی عقل ساکت ہوگی۔

علمی بات: "غول" کے معنی نشہ، درد سر، مدہوشی، طبیعت میں بگاڑ پیدا ہونا اور اچانک ہلاک کر دینے کے ہیں۔

آیت نمبر ۴۸: ۱: اس آیت میں جنت کی کس نعمت کا بیان فرمایا گیا ہے؟ ۱: اس آیت میں جنت کی ایک نعمت یعنی حوروں کا بیان فرمایا گیا ہے۔

۲: حوروں کی کیا سیرت بیان فرمائی گئی ہے؟ ۲: وہ نیچی نگاہوں والیاں یعنی شرم وحیا کا پیکر ہوں گی اور نیک سیرت ہوں گی۔

۳: نیچی نگاہ والیوں سے کیا مراد ہے؟ ۳: وہ اپنے شوہروں کے علاوہ کسی دوسرے کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھیں گی اور اس سے ایک مراد شرم وحیا ہے جو مردوں اور عورتوں کا حسین زیور ہے۔ جس کے بارے میں قرآنِ حکیم اور حدیث شریف میں تلقین کی گئی ہے۔

عملی پہلو: معلوم ہوا کہ جنت میں پردہ ہوگا، تاکہ کوئی عورت اجنبی مرد کو نہ دیکھے، متقی پرہیزگار سے بھی پردہ ہے کہ جنت میں سارے متقی ہوں گے، مگر جنتی عورتیں، حوریں ان سے بھی پردہ کریں گی، جن گھروں میں آج پردہ ہے وہ جنتی گھر ہیں اور جہاں بے پردگی بے حیائی ہے وہ دوزخی گھر۔

آیت نمبر ۴۹: ۱: حوروں کی صورت کا کیا ذکر فرمایا گیا ہے؟ ۱: وہ صفائی اور خوبصورتی میں گرد وغبار سے محفوظ رکھے ہوئے انڈوں کی مانند ہوں گی۔ یعنی رنگت صاف، دلکش، دھول سے بالکل پاک صاف ہوں گی۔

علمی بات: سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے جب اسی آیت کی تفسیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ ان کی نرمی ونزاکت اس جھلّی جیسی ہوگی جو انڈے کے چھلکے اور اس کے گودے کے درمیان ہوتی ہے۔ (ابن جریر)

آیت نمبر ۵۰: ۱: اس آیت میں کن لوگوں کے باہم گفتگو کرنے کا بیان فرمایا گیا ہے؟ ۱: اہلِ جنت کا۔

علمی بات: اہلِ جنت کی باہمی گفتگو کا ایک مقصد غافلوں اور سرکشوں کو بروقت متنبہ کرنا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عالم آخرت میں دیکھنے اور سننے کی قوتوں کا کیا حال ہوگا۔ جنت میں بیٹھا ہوا ایک جنتی بہت طویل مسافت پر موجود دوزخ میں ایک دوزخی کو دیکھ بھی لے گا اور اس سے بات بھی کرلے گا اور اس کا جواب بھی سن لے گا۔ وہاں ریڈیو، ٹیلی ویژن یا کوئی اور جدید ترین مواصلاتی آلہ کار فرما نہ ہوگا۔

آیت نمبر ۵۱: ۱: اہلِ جنت جب آپس میں گفتگو کر رہے ہوں گے تو ان میں سے ایک شخص کس کا ذکر کرے گا؟ ۱: اپنے ایک دوست کا۔

علمی بات: ایک جنتی مومن اپنی دنیوی زندگی کا تذکرہ کرتے ہوئے اپنے ایک کافر ساتھی کا ذکر چھیڑے گا جو اس بات پر اس کا مذاق اڑاتا تھا کہ وہ مؤمن قیامت اور آخرت کا معتقد تھا اور وہ کافر اسی بات کی رٹ لگاتا تھا جو ہر کافر اور منکر لگاتا ہے کہ جب ہم خاک ہو جائیں گے تو کسی جزا سزا کے لئے کیسے اٹھائے جائیں گے۔ آگے کی آیات میں اس واقعہ کا تذکرہ ہے۔

علمی بات: مختصر قصّہ یہ ہے کہ بنی اسرائیل کے یہ دونوں آدمی مومن اور کافر کسی کام میں ایک دوسرے کے شریک تھے اور ان کے پاس آٹھ ہزار دینار جمع ہو گئے، انہوں نے آپس میں ان کو تقسیم کر لیا پھر وہ ایک دوسرے سے الگ ہو گئے، ایک نے ۴ہزار عیش وعشرت میں خرچ کر دیئے اور ایک نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں صدقہ کر دیئے۔ دونوں کی موت کے بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے والے کو جنت میں داخل فرمایا اور دوسرے کو جو آخرت کا منکر تھا دوزخ میں ڈال دیا گیا۔ جنت میں جانے والا شخص اچانک اپنے دنیا والے دوست کے متعلق فرشتے سے پوچھے گا تو فرشتہ اس کو دکھائے گا وہ دوزخ میں جل رہا ہوگا پھر وہ جنتی اس دوزخی کو ملامت کرے گا اور کہے گا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی قسم قریب تھا کہ تو مجھے بھی ہلاک کر دیتا، اگر مجھ پر میرے رب کا احسان نہ ہوتا۔

آیت نمبر ۵۲: ۱: اہلِ جنت جس شخص کی بات کر رہے تھے کیا وہ مومن تھا؟ ۱: جی نہیں۔ ۲: اس شخص کا عقیدہ کیا تھا؟ ۲: وہ کافر تھا اور اہل ایمان کا مذاق اڑاتا تھا۔

آیت نمبر ۵۳: ۱: وہ شخص ایمان بالآخرت پر کیا اعتراض کرتا تھا؟ ۱: وہ کہتا تھا کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی یا ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا ہمیں کوئی زندہ کر سکے گا اور ہمیں کیسے بدلہ دیا جا سکے گا؟ گویا وہ آخرت کا منکر تھا۔

آیت نمبر ۵۴: ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے دوست کا ذکر کرنے والے اس جنتی شخص سے کیا فرمائے گا؟ ۱: کیا تم اسے دیکھنا چاہو گے؟

۲: جنتی شخص کیا اظہار کرے گا؟　　۲: وہ اپنے اس کافر دوست کو دیکھنا چاہے گا۔

آیت نمبر ۵۵: ا: جنتی شخص اپنے کافر دوست کو کس حال میں پائے گا؟　　ا: وہ اسے جہنم کے بیچوں بیچ دیکھے گا۔

آیت نمبر ۵۶: ا: جنتی شخص اپنے اس کافر دوست کو دیکھ کر کیا کہے گا؟　　ا: وہ کہے گا کہ اللہ ﷻ کی قسم! تم نے تو مجھے ہلاک ہی کر دیا تھا۔

۲: بُری دوستیوں کا کیا نتیجہ نکلتا ہے؟　　۲: تباہی اور بربادی اور جہنم کا عذاب۔

عملی پہلو: ہمیں اپنے حلقۂ احباب کا جائزہ لے کر یہ دیکھنا چاہیئے کہ ان میں کوئی ایسا شخص تو نہیں ہے جو ہمیں دوزخ کی طرف لے جا رہا ہو۔ بسا اوقات کسی نافرمان شخص سے تعلقات قائم کرنے کے بعد انسان غیر محسوس طریقے پر اس کے بُرے افکار و نظریات اور طرزِ زندگی سے متاثر ہوتا چلا جاتا ہے اور یہ چیز آخرت کے انجام کے لئے خطرناک ہوتی ہے۔

آیت نمبر ۵۷: ا: اس آیت میں جہنم سے بچنے کا کیا سبب بیان فرمایا گیا؟　　ا: اللہ ﷻ کا فضل۔

علمی بات: ہر نعمت اور ہر خوبی و کمال اللہ ﷻ ہی کے فضل و کرم کا نتیجہ ہوتی ہے۔ اس لئے اس کو اپنی کسی لیاقت و قابلیت کا نتیجہ سمجھنے کی بجائے اللہ ﷻ کا احسان مانتے ہوئے دل و جان سے اس کا شکر بجالانا چاہیئے۔

آیت نمبر ۵۸: ا: اہل جنت کس بات پر خوش ہوں گے؟　　ا: جنت کی دائمی نعمتوں میں موت کے دوبارہ نہ آنے پر وہ خوش ہوں گے کہ اب کبھی دوبارہ انہیں موت نہیں آئے گی۔

علمی بات: اس آیت کی ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ وہ مومن یہ بات اپنے اس کافر دوست کو کہے گا جو قیامت کا منکر تھا اور وہ دنیا میں کہا کرتا تھا: ”کہ یہ ہماری اس پہلی موت کے سوا کوئی (موت) نہیں اور نہ ہمیں کبھی دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔“ (سورۃ الدخان ۴۴، آیت: ۳۵) مومن اس کافر کو مخاطب کر کے کہے گا، اب دیکھ لو! کیا تمہاری وہ بات کہ ہم نہ کبھی مرنے والے ہیں اور نہ ہمیں کوئی عذاب دیا جائے گا۔ درست نکلی یا غلط۔ یعنی اب تم آگ میں پڑے ہو جس سے ثابت ہو گیا کہ تمہاری بات غلط تھی۔

آیت نمبر ۵۹: ا: اہل جنت کس بات کا آپس میں خوش ہو کر ذکر کر رہے ہوں گے؟　　ا: وہ کہتے ہوں گے کہ دنیا کی پہلی موت کے بعد اب ہم پر کبھی موت نہیں آئے گی اور کبھی ہمیں عذاب نہیں دیا جائے گا۔

فرمانِ نبوی ﷺ: ”جب جنت والے جنت میں چلے جائیں گے اور دوزخ والے دوزخ میں تو موت کو مینڈھے کی شکل میں لایا جائے گا اور اسے جنت اور دوزخ کے بیچ میں لا کر ذبح کر دیا جائے گا۔ پھر ایک پکارنے والا پکارے گا کہ اے جنت والو! اب موت نہیں اور اے دوزخ والو! اب موت نہیں۔ جنت والوں کو یہ سن کر خوشی پر خوشی حاصل ہو گی اور دوزخ والوں کا رنج مزید زیادہ ہو گا۔“ (صحیح مسلم)

آیت نمبر ۶۰: ا: اس آیت میں کس حقیقت کو عظیم کامیابی قرار دیا گیا ہے؟　　ا: اللہ ﷻ کے عذاب سے بچ جانا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نعمتوں بھری جنت میں داخل کر دیئے جانے کو عظیم کامیابی قرار دیا گیا ہے۔

عملی پہلو: انسان کو اپنا حقیقی نصب العین اسی کامیابی کو بنانا چاہیئے۔ یہی ہے حقیقی کامیابی۔ جیسا کہ دوسرے مقام پر اس بارے ارشاد فرمایا گیا۔ ”پس جو آگ سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل فرمایا گیا تو وہی کامیاب ہوا“۔ (سورۃ آل عمران ۳، آیت: ۱۸۵)

آیت نمبر ۶۱: ا: ہمارے لئے مقابلے کا اصل میدان کیا ہے؟　　ا: جنت جیسی عظیم کامیابی کے لئے عمل کرنا اور محنت کرنا۔ اس راستے میں ہر طرح کی مشقتیں، تکلیفیں، رکاوٹیں صبر و تحمل کے ساتھ برداشت کرنا اور ہر طرح کی قربانی کے لئے ہمہ وقت تیار رہنا۔

آیت نمبر ۶۲: ا: نزل کے کیا معنی ہیں؟　　ا: نزل کا معنی ہے کسی چیز کا بلندی سے نیچے گرنا مہمان جیسے ہی گھر میں داخل ہوتا ہے تو میزبان جو فوراً اکرام کرتا ہے، کھانے پینے کی جو چیزیں پیش کی جاتی ہیں اسے عربی میں نزل کہتے ہیں۔ جیسے سردیوں میں گرم گرم مشروب دینا یا گرمیوں میں کوئی ٹھنڈا شربت پلانا۔ گھر میں

داخل ہونے والے مہمان کو "نزیل" کہا جاتا ہے۔ جب مہمان کو کچھ دیر گزر جاتی ہے تو اسے ضیف کہتے ہیں اور اس کے لئے پھر ضیافت ہوتی ہے کھانے میں کئی کئی چیزوں کا اہتمام ہوتا ہے۔

۲: جنت کی نعمتوں کو نزل کیوں کہا گیا ہے؟ ۲: قرآنِ حکیم اور احادیث میں جنت کی جن نعمتوں کا بیان کیا گیا ہے انہیں غالباً نزل (یعنی ابتدائی مہمان نوازی والی) اس لئے کہا گیا ہے کہ اہلِ جنت کو یہ نعمتیں ابتدائی طور پر پیش کی جائیں گی۔ اس کے بعد کیا کیا عطا ہوگا اس کو سمجھنے سے ہماری عقل قاصر ہے۔ جیسا کہ حدیث مبارک کے مطابق جنت کی حقیقی نعمتیں وہ ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہیں، نہ کسی کان نے سنی ہیں اور نہ کسی کے دل پر ان کا خیال گزرا۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

۳: جنت کی نعمتوں کے مقابلے میں جہنم کے کس عذاب کا ذکر کیا گیا ہے؟ ۳: جہنم میں زقوم کے درخت کا۔

۴: زقوم کا درخت کیا ہے؟ ۴: یہ درخت عرب میں اپنی تلخی اور کڑواہٹ کے لئے مشہور تھا۔ اسے Cactus یا انڈین انجیر cactus indica اور چھتر تھوہر بھی کہا جاتا ہے۔ یہ ذائقہ میں انتہائی کڑوا، دیکھنے میں بدصورت اور اثر میں زہریلا ہوتا ہے۔ یہ جہنم کی تہہ میں پیدا ہونے والا ایک درخت ہے۔ جس میں نہایت زہریلے سانپ کے پھنوں کی شکل کے پھل اُگیں گے اور یہ اہلِ جہنم کے لئے بدترین عذاب ہوگا۔ اس کا زہریلا پھل نہ ان سے نگلا جائے گا نہ اگلا جائے گا۔ وہ سخت تکلیف میں رہیں گے۔

فرمانِ نبوی ﷺ: اگر زقوم کا ایک قطرہ دُنیا کے سمندروں میں انڈیل دیا جائے تو اس کی بدبو اور ذائقہ کی وجہ سے ساری دنیا کی معیشت برباد ہو کر رہ جائے تو ان کی حالت کیسی ہوگی جن کا کھانا ہی یہ ہوگا۔ (سنن ترمذی)

آیت نمبر ۶۳: ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے زقوم کے درخت کو پیدا کرنے کی کیا وجہ بیان فرمائی ہے؟ ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے زقوم کے درخت کو ظالموں کے لئے فتنہ بنایا ہے۔

۲: فتنے سے کیا مراد ہے؟ ۲: فتنے سے ایک مراد تو فتنہ فساد یعنی بہت بڑی مصیبت اور دوسری اس سے مراد امتحان ہے۔ مثلاً بعض گمراہ لوگ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی قدرت پر یقین نہیں رکھتے اور اعتراض کرتے ہیں کہ کیسے ممکن ہے کہ جہنم میں درخت اُگ سکے جبکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو ماننے والے جانتے ہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی قدرت سے کوئی چیز بعید نہیں۔

آیت نمبر ۶۴: ۱: زقوم کے درخت کا کیا محل و مقام بیان کیا گیا ہے؟ ۱: زقوم کا درخت جہنم کی جڑ سے اُگتا ہے۔

۲: زقوم کا درخت آگ میں کیسے اُگ سکتا ہے؟ ۲: جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ سمندر کی تہہ میں نباتات اُگا سکتا ہے وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ آگ میں بھی درخت پیدا کر سکتا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی قدرت سے کوئی چیز ناممکن نہیں۔

آیت نمبر ۶۵: ۱: زقوم کے درخت کا پھل دیکھنے میں کیسا ہوگا؟ ۱: جیسے شیطانوں کے سر ہوں۔

۲: شیطان کے سروں سے تشبیہ دینے سے کیا مراد ہے؟ ۲: جس طرح کسی خوبصورت، پاکیزہ اور اچھی چیز کو فرشتہ سے تشبیہ دی جاتی ہے اور بدصورت، ناپاک اور بری چیز کو شیطان سے تشبیہ دی جاتی ہے اسی طرح زقوم کی شاخوں کو ان کی بدبو، کڑواہٹ اور بدصورتی کی وجہ سے شیاطین کے سروں سے تشبیہ دی گئی ہے۔ کچھ مفسرین کی رائے یہ بھی ہے کہ اس سے مراد انتہائی ہولناک اور بھیانک شیاطین سانپ ہیں۔

علمی بات: ممکن ہے کسی کے ذہن میں یہ خیال آئے کہ نہ کسی نے شیطان کو دیکھا اور نہ اس کے سر کو۔ تو پھر زقوم کو اس سے تشبیہ دینے کا کیا فائدہ۔ بات دراصل یہ ہے کہ ہر زبان میں ایسی چیزوں سے تشبیہ دینے کا رواج رہا ہے جن کا تعلق سراسر خیال سے ہو حقیقت سے نہیں۔ لیکن تشبیہ اس لئے دی جاتی ہے کہ عوام کے ذہنوں میں بعض دفعہ تخیلی چیزوں کا تصور حقیقت سے گہرا ہوتا ہے۔ اور وہ حقیقی چیزوں سے زیادہ ذہنوں پر اثر ڈالتی ہیں۔ مثلاً ایک عورت کی انتہائی خوبصورتی کا تصور دلانے کے لئے کہا جاتا ہے کہ وہ تو پری کی طرح ہے اور انتہائی بدصورتی کو بیان کرنے کے لئے کہتے ہیں کہ وہ تو چڑیل ہے۔ آپ بھی کسی پراگندہ حال اور پراگندہ بال شخص کو دیکھتے ہیں تو بے ساختہ کہتے ہیں کہ تم نے کیا بھوت جیسی شکل بنا رکھی ہے۔ حالانکہ نہ کسی نے چڑیل کو دیکھا، نہ پری کو اور نہ بھوت کو۔ لیکن

ذہنوں پر اس کے اثرات ہمیشہ محسوس کیئے گئے ہیں۔ یہاں بھی یہی حال ہے۔ زقوم کے پتوں اور کانٹوں کو شیطان کے سروں سے تشبیہ دے کر اس کی بدنمائی اور ہولناکی میں آخر حد تک اضافہ کر دیا ہے۔

آیت نمبر ۶۶: ا: قیامت کے دن مجرموں کو کھانے کے لئے کیا دیا جائے گا؟ ا: زقوم کے درخت کا پھل جسے وہ کھائیں گے اور جس سے اپنا پیٹ بھریں گے۔ وہ مجبور ہوں گے کہ اسی زہریلے پھل سے اپنے پیٹ بھریں۔

آیت نمبر ۶۷: ا: قیامت کے دن مجرموں کو پینے کے لئے کیا دیا جائے گا؟ ا: پیپ ملا کھولتا ہوا پانی۔

آیت نمبر ۶۸: ا: قیامت کے دن مجرموں کو زقوم کا زہریلا پھل اور پیپ ملا کھولتا ہوا پانی پلانے کے بعد کیا کیا جائے گا؟ ا: انہیں جہنم کے آگ کے عذاب میں ڈال دیا جائے گا کیونکہ ان کا مستقل ٹھکانا جہنم کی آگ ہی ہے۔

علمی بات: گرم پانی کا مقام جحیم سے باہر ہو گا۔ جہنمی جس وقت پیاسے ہوں گے تو ان کو آگ سے باہر نکال کر یہ کھولتا پانی پلایا جائے گا پھر جہنم کی طرف ان کو لوٹایا جائے گا تو پانی جس مقام پر ہو گا وہاں آگ نہ ہو گی۔ جہنم میں کئی درجے ہیں ہر جگہ ایک الگ قسم کا عذاب۔ یہ مضمون سورۃ الرحمٰن ۵۵، آیت: ۴۴ میں یوں بیان ہوا۔ "وہ (جہنمی) چکر کاٹتے رہیں گے دوزخ اور گرم کھولتے ہوئے پانی کے درمیان۔"

آیت نمبر ۶۹: ا: مشرکین مکہ کے باپ دادا کیسے لوگ تھے؟ ا: وہ گمراہ لوگ تھے اور شرک پر اڑے ہوئے تھے۔

آیت نمبر ۷۰: ا: مجرموں کے جہنم میں ڈالے جانے کا پہلا سبب اس آیت میں کیا بیان فرمایا گیا ہے؟ ا: آباء پرستی یعنی گمراہ باپ دادا کی اندھی تقلید کرنا۔

علمی بات: امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ (گمراہ) آباؤاجداد کی اندھی تقلید کے مذمت میں اگر کوئی اور آیت قرآن میں نہ بھی ہوتی تو یہی ایک آیت کافی تھی۔

آیت نمبر ۷۱: ا: مشرکین مکہ سے پہلے بھی بہت سی قوموں کے گمراہ ہونے کا سبب کیا بیان کیا گیا ہے؟ ا: کافر و مشرک گمراہ باپ دادا کی اندھی تقلید۔

آیت نمبر ۷۲: ا: لوگوں کو گمراہی سے بچانے کے لئے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے کیا اہتمام فرمایا؟ ا: اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہر قوم میں لوگوں کو گمراہی سے بچانے اور ان کی رہنمائی کے لئے انبیاء کرام اور رسولوں علیہم السلام کو بھیجا جو لوگوں کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی نافرمانی پر عذاب سے ڈرانے والے تھے۔

آیت نمبر ۷۳: ا: انبیاء کرام علیہم السلام کے ڈرانے کے باوجود ہدایت پر نہ آنے والوں کا کیا انجام ہوا؟ ا: وہ دنیا اور آخرت میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے عذاب کے مستحق ہو گئے۔

آیت نمبر ۷۴: ا: اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے عذاب سے کون لوگ بچیں گے؟ ا: مومنین۔

۲: اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ان مومنین کو اس آیت میں کیا خاص لقب عطا فرمایا ہے؟ ۲: عِبَادَ اللّٰہِ الْمُخْلَصِیْنَ یعنی اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے مُخلَص بندے۔

نوٹ: "مخلص" کی مزید وضاحت اس سورت کی آیت: ۴۰ میں ملاحظہ فرمائیں۔

آیت نمبر ۷۵: ا: اس آیت میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے کس مخلص بندے کی مثال بیان فرمائی گئی ہے؟ ا: حضرت نوح علیہ السلام۔

۲: اس سورت میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے کن مخلص بندوں کا ذکر فرمایا گیا ہے؟ ۲: اس سورت میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے نو انبیاء کرام علیہم السلام کا ذکر فرمایا گیا ہے۔

i۔ حضرت نوح علیہ السلام۔ ii۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام۔ iii۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام۔ iv۔ حضرت اسحاق علیہ السلام۔ v۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام۔ vi۔ حضرت ہارون علیہ السلام۔ vii۔ حضرت الیاس علیہ السلام۔ viii حضرت لوط علیہ السلام۔ ix۔ حضرت یونس علیہ السلام۔

۳: اس آیت میں حضرت نوح علیہ السلام کی کس فریاد کا ذکر ہے۔ ۳: حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کی سرکشی سے تنگ آکر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو پکارا۔ جیسا کہ (سورۃ القمر ۵۴، آیت: ۱۰) میں ہے: اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ "بے شک میں مغلوب ہوں پس تُو ہی بدلہ لے۔"

۴: اس آیت میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی کیا شان بیان فرمائی گئی ہے؟ ۴: اللہ سبحانہ و تعالیٰ بروقت فریاد سننے والا اور خوب فریاد رسی فرمانے والا ہے۔

آیت نمبر ۷۶: ا: اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی فریاد کا کیا جواب دیا؟ ا: اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ان کی فریاد رسی فرمائی اور انہیں اور ان کے گھر والوں کو بڑی مصیبت سے بچا لیا۔

آیت نمبر ۷۷: ۱:اس آیت میں حضرت نوح علیہ السلام کے کس اعزاز کا ذکر فرمایا گیا ہے؟ ۱:اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کے تین صاحب ایمان بیٹوں سے ہی انسانوں کی نسل آگے بڑھائی۔

علمی بات: اکثر مفسرین کے نزدیک اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں طوفان سے نافرمانوں کی ہلاکت کے بعد ساری دنیا کی نسل حضرت نوح علیہ السلام ہی کے تین بیٹوں حام، سام اور یافث سے چلی۔ اس لئے حضرت نوح علیہ السلام کو آدم ثانی بھی کہا جاتا ہے۔ سام سے اہل عرب اور اہل فارس وغیرہ حام سے افریقی ممالک کی آبادیاں، بعض حضرات نے ہندوستان کے باشندوں کو بھی اسی نسل میں شامل کیا ہے۔ یافث سے ترک، منگول اور یاجوج وماجوج کی نسلیں نکلی ہیں۔ جو لوگ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی میں سوار ہو کر طوفان سے بچ گئے تھے ان میں سے حضرت نوح علیہ السلام کے ان تین بیٹوں کے سوا کسی اور سے کوئی نسل نہیں چلی۔

فرمانِ نبوی ﷺ: "سام اہل عرب کا باپ ہے، حام اہل حبشہ کا باپ ہے، اور یافث اہل روم کا۔" (جامع ترمذی، مستدرک حاکم)

آیت نمبر ۷۸: ۱:اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام پر کیا انعام فرمایا؟ ۱:اللہ تعالیٰ نے ان کے بعد آنے والے لوگوں میں ان کا ذکر باقی رکھا۔

۲:ذکر باقی رکھنے کا کیا مطلب ہے؟ ۲:اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے بعد جو لوگ پیدا ہوئے ان کی نظر میں حضرت نوح علیہ السلام کو ایسا معزز و مکرم بنا دیا کہ وہ قیامت تک حضرت نوح علیہ السلام کے لئے سلامتی کی دعا کرتے رہیں گے۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ وہ تمام مذاہب جو اپنے آپ کو آسمانی کتابوں سے منسوب کرتے ہیں سب کے سب حضرت نوح علیہ السلام کی نبوت اور تقدس کے قائل ہیں، مسلمانوں کے علاوہ یہودی اور نصرانی بھی آپ علیہ السلام کو اپنا پیشوا مانتے ہیں۔

آیت نمبر ۷۹: ۱:اس آیت میں حضرت نوح علیہ السلام کی کیا فضیلت بیان فرمائی گئی ہے؟ ۱:تمام جہانوں میں ان پر سلام ہو گا۔

علمی پہلو: وفات کے بعد کسی کا ذکر خیر دنیا میں رہنا اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی رحمت ہے۔ ہمیں بھی ایسے اعمال اور کام کرنے چاہئیں جن سے لوگ ہمیں اچھے الفاظ میں یاد کریں۔ مثال کے طور پر صدقہ جاریہ کے کام، خدمتِ قرآن کے حوالہ سے کوئی کام، مساجد، دینی مکاتب، مسافر خانوں اور کنوؤں کی تعمیر اور خدمتِ خلق کے دیگر کام وغیرہ۔

آیت نمبر ۸۰: ۱:اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو کیسا صلہ عطا فرماتا ہے؟ ۱:اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو دنیا میں بھی عزت عطا فرماتا ہے اور آخرت میں بھی عزت اور بلند مرتبہ عطا فرمائے گا۔

۲:محسنین کسے کہتے ہیں؟ ۲:"محسنین سے مراد احسان کرنے والے ہیں۔ کسی کام کے اچھی طرح انجام دینے کو احسان کہا جاتا ہے۔" احسان اللہ تعالیٰ کی عبادت میں بھی ہوتا ہے اور بندوں کے ساتھ بھی۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں احسان کا ذکر حدیثِ جبریل میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "(احسان یہ ہے) کہ تُو اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرے گویا تُو اسے دیکھ رہا ہے، تو اگر تُو اسے نہیں دیکھتا تو (یہ خیال کر کہ) یقیناً وہ تجھے دیکھ رہا ہے"۔ (صحیح بخاری)

بندوں کے ساتھ احسان کا ذکر قارون کو اس کی قوم کی نصیحت میں ہے، فرمایا: "جس طرح اللہ نے تجھ پر احسان کیا تو بھی احسان کر۔" یعنی کسی معاوضے کی خواہش کے بغیر ان سے نیکی کر۔ (سورۃ القصص ۲۸، آیت: ۷۷)

عملی پہلو: اللہ تعالیٰ نے جس طرح حضرت نوح علیہ السلام کو جزا دی، ان کی دعا قبول فرمائی، انہیں اور ان کے ساتھ اہل ایمان کو بہت بڑی مصیبت سے نجات عطا فرمائی اور ان پر سلام کو تا قیامت جاری رکھا، ایسے ہی اللہ تعالیٰ سب احسان کرنے والوں کو جزا دیتا ہے۔ اس آیت میں رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم اور تمام مومنین و مومنات کے لئے بہت بڑی خوش خبری ہے۔

آیت نمبر ۸۱: ۱:حضرت نوح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے کیسے بندوں میں سے تھے؟ ۱:حضرت نوح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے کامل صاحبِ ایمان بندوں میں سے تھے۔

۲:حضرت نوح علیہ السلام کو فضیلت اور مرتبہ دیئے جانے کی بنیاد کسے قرار دیا گیا ہے؟ ۲:حضرت نوح علیہ السلام کو اعلیٰ مرتبہ اور فضیلت اس ایمانی مرتبے کی وجہ سے ملی جس پر وہ فائز تھے۔

۳:ایمان کی اللہ تعالیٰ کے ہاں کیا اہمیت ہے؟ ۳:ایمان کی اللہ تعالیٰ ہاں بہت اہمیت ہے کیونکہ اس میں دین کے تمام عقائد و اعمال آجاتے ہیں۔ ایمان اور یقین وہ بنیاد ہے جس پر محبت، نیکی، جہاد، فنا فی اللہ تعالیٰ کا جذبہ وجود میں آتا ہے۔ پھر جیسے جیسے ایمان کامل ہو گا ویسے ہی جزا کامل ہو گی۔

آیت نمبر ۸۲: ا: حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے نافرمان لوگوں کا کیا انجام ہوا؟ ا: اللہ تعالیٰ نے ان سب کو طوفان کے عذاب میں غرق کر دیا۔

آیت نمبر ۸۳: ا: اللہ تعالیٰ کے مخلص بندوں کی دوسری مثال کس کی بیان کی جا رہی ہے؟ ا: آیت نمبر ۸۳ سے ۱۱۳ تک حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مثال بیان فرمائی جا رہی ہے۔

۲: حضرت ابراہیم علیہ السلام کس طریقہ پر چلنے والے تھے؟ ۲: حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کی طرح اسلام کے طریقہ پر چلنے والے تھے۔

آیت نمبر ۸۴: ا: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کیا شان بیان فرمائی گئی ہے؟ ا: حضرت ابراہیم علیہ السلام انتہائی اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرنے والے تھے۔ ۲: قلبِ سلیم سے کیا مراد ہے؟ ۲: صحیح سلامت اور بے لوث، پاک دل۔

علمی بات: قلبِ سلیم یعنی سلامتی والے پاک دل سے مراد ایسا دل ہے جو کفر و شرک، نفاق، شکوک و شبہات اور ہر قسم کے اخلاقی، اعتقادی یا عملی خرابی سے پاک ہو۔ قلبِ سلیم کے اندر صفائی، اخلاص، سیدھا پن اور پاکیزگی کے مفاہیم شامل ہیں۔ ایسا دل جس میں نافرمانی اور سرکشی کا کوئی خیال نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں کوئی دوسری محبت حائل نہ ہو۔ وہ دل جو محبت الٰہی کے حصول کے لئے بڑی سے بڑی قربانی سے بھی دریغ نہ کرے۔ بقول شاعر:

ہر تمنا دل سے رخصت ہو گئی اب تو آجا اب تو خلوت ہو گئی

عملی پہلو: اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کو فطرتِ سلیمہ پر پیدا فرمایا ہے۔ فطرتِ سلیمہ انسانی دل کی وہ کیفیت جس میں اس کی روح اور فطرت اپنی اصلی حالت میں ہو، اس کے اصل خدوخال صحیح سلامت ہوں، اس پر غفلت اور مادیت کے پردے نہ پڑ چکے ہوں اور وہ مسخ (perverted) نہ ہو چکی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فطری طور پر انسانی دل میں توحید، نیکی، برائی کی پہچان، ہر طرح کی سلامتی، راستی اور سچائی رکھی ہے۔ دنیاوی ماحول میں شیطان اور نفس انسان کے اندر ٹیڑھ پیدا کر دیتے ہیں اب ہمارا کام ہے کہ اب ہم فطرت کی اس درستگی پر اپنے آپ کو برقرار رکھیں اور اپنے قلبِ سلیم کی حفاظت کریں۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: انسان کے جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے اگر وہ صحیح ہے تو پورا جسم صحیح رہتا ہے اور اس میں فساد پیدا ہو جائے تو تمام جسم میں فساد پیدا ہو جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سن لو اور وہ دل ہے۔ (صحیح مسلم)

آیت نمبر ۸۵: ا: اس آیت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کس اہم کام کا ذکر کیا گیا ہے؟ ا: وہ آزر اور اپنی قوم کو توحید کی دعوت دینے والے تھے۔

علمی بات: مفسرین کی ایک رائے کے مطابق آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تھا۔ کئی مورخین نے بتایا ہے کہ آپ علیہ السلام کے والد کا نام تارخ اور ان کا لقب آزر تھا۔ جبکہ مفسرین کی ایک جماعت کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارخ تھا جو کہ توحید باری تعالیٰ کے قائل تھے اور چچا کا نام آزر تھا جو شرک میں مبتلا ہو گیا تھا اور چچا کو عربی محاورات میں باپ کہنا عام ہے۔ اور ہمارے ہاں بھی چچا کو تایا ابو کہا جاتا ہے۔

عملی پہلو: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس مکالمے میں ہمارے لئے یہ رہنمائی ہے کہ کلمہ حق کہنے میں انسان کو جھجک نہیں ہونی چاہیئے اور اپنے سے بڑوں کو حق کی دعوت دیتے وقت اُن کے احترام کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے سچ کہنے میں ذرا بھی تامل نہیں کرنا چاہیئے اور نہ ہی پیچھے ہٹنا چاہیئے۔ حق کا اظہار بے خوف و خطر ہو کر کرتے رہنا چاہیئے اور نتیجہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دینا چاہیئے۔

آیت نمبر ۸۶: ا: آزر اور ان کی قوم کس گمراہی میں مبتلا تھے؟ ا: وہ ایک اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جھوٹے معبودوں کی عبادت کرتے تھے۔

آیت نمبر ۸۷: ا: حضرت ابراہیم علیہ السلام آزر اور قوم کو کیا بات سمجھاتے تھے؟ ا: حضرت ابراہیم علیہ السلام آزر اور قوم کو سمجھانا چاہتے تھے کہ وہ ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

آیت نمبر ۸۸: ا: اس آیت کا کیا پس منظر ہے؟ ا: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم خوشی کا ایک تہوار منانے کے لئے آبادی سے دور جا رہی تھی اور وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے ساتھ لے کر جانا چاہتے تھے جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کے ساتھ جانے کو تیار نہ تھے۔

۲: ایک ستارے کو غور سے دیکھنے کا کیا معاملہ تھا؟ ۲: یہ ایک تدبیر تھی تا کہ ان کی قوم ان کے ساتھ چلنے کے لئے زیادہ اصرار نہ کرے اور انہیں ان کے حال پر چھوڑ دے۔ ۳: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ تدبیر کیوں اختیار کی؟ ۳: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم بُت پرست ہونے کے ساتھ ستارہ پرست بھی تھی اور وہ لوگ اپنے معاملات میں ستاروں سے شگون اور مدد لیتے تھے۔ وہ لوگ ستاروں کی تاثیر کے قائل تھے۔ اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کے معمول کے مطابق ستاروں کی طرف دیکھا ستاروں کی طرف دیکھنے سے قوم سمجھی کہ آپ ستاروں سے آئندہ کی خبر معلوم کر رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ طریقہ اختیار کرتے ہوئے انہی کے علم کی رو سے کلام کیا تا کہ ان کی قوم ان سے چلنے پر اصرار نہ کرے۔

آیت نمبر ۸۹: ا: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قوم سے تہوار میں نہ جانے کی کیا وجہ بیان کی گئی ہے؟ ا: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ میں بیمار ہوں۔

۲: حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کیا بیماری تھی؟ ۲: ویسے تو ہر انسان کچھ نہ کچھ بیمار ہوتا ہی ہے۔ البتہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی قوم کا کفر اور شرک دیکھ کر شدید رنج اور غم میں بیمار تھے اور اپنے دل پر قوم کے کفر کا بوجھ محسوس کرتے تھے۔ یوں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کو سمجھانے کے لئے ایک تدبیر اختیار کی۔

آیت نمبر ۹۰: ا: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تدبیر کا کیا نتیجہ نکلا؟ ا: ان کی قوم کے لوگ آپ علیہ السلام کو چھوڑ کر خود تہوار منانے کے لئے چلے گئے اور انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اپنے ساتھ چلنے پر اصرار نہیں کیا۔

آیت نمبر ۹۱: ا: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قوم کے جانے کے بعد کیا تدبیر اختیار کی؟ ا: وہ چپکے سے قوم کے بت خانے میں چلے گئے۔

۲: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بتوں کی حقارت اور بے بسی کا اظہار کیسے کیا؟ ۲: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بتوں سے کہا کہ کھانے اور چڑھاوے جو تمہارے سامنے رکھے ہیں تم انہیں کھاتے کیوں نہیں؟

آیت نمبر ۹۲: ا: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بتوں کی بے بسی کو مزید کیسے واضح کیا؟ ا: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بتوں سے کہا کہ تم بولتے کیوں نہیں؟

علمی بات: حضرت ابراہیم علیہ السلام جانتے تھے کہ وہ بُت نہ کھا سکتے ہیں اور نہ بول سکتے ہیں ایسا درحقیقت انہوں نے بُتوں کی بے بسی اور ان سے اپنی نفرت اور سخت غصے کے اظہار کے لئے بولا تھا۔ جیسا کہ عام طور پر ایسے موقعوں پر یہی کیفیت ہوتی ہے۔

آیت نمبر ۹۳: ا: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کے سامنے بتوں کی بے بسی ظاہر کرنے کے لئے کیا تدبیر اختیار فرمائی؟ ا: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دائیں ہاتھ کی چوٹ لگا کر تمام بتوں کو توڑ دیا تا کہ ان کی قوم جان سکے کہ جو بُت اپنی حفاظت نہیں کر سکے وہ تمہاری حفاظت کیا کریں گے۔

آیت نمبر ۹۴: ا: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم جب میلے سے واپس آئی اور اپنے بتوں کو ٹوٹا ہوا پایا تو انھوں نے کیا طرزِ عمل اختیار کیا؟

ا: وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف گئے اور ان سے پوچھ گچھ کی۔

آیت نمبر ۹۵: ا: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کو کیا نصیحت کی؟ ا: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کیا تم انہیں پوجتے ہو جنہیں تم خود اپنے ہی ہاتھوں سے تراش کر بناتے ہو۔

آیت نمبر ۹۶: ا: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کو کس بات کی دعوت دی؟ ا: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قوم سے فرمایا کہ اللہ ﷻ نے تمہیں پیدا فرمایا ہے اور اللہ ﷻ ہی ان تمام چیزوں کا خالق ہے جن کی تم پوجا کرتے ہو خواہ وہ سورج، چاند اور ستارے ہوں یا وہ پتھر جن کو تراش کر تم بت بناتے ہو۔ لہذا تمہیں مخلوق کے بجائے اس خالق اللہ ﷻ ہی کی عبادت کرنی چاہیئے۔

علمی بات: تمام اعمال اور افعال کا پیدا کرنے والا اللہ ﷻ ہی ہے۔ ہر عمل کے لئے قدرت دینے والا اور اس کے لئے تمام اسباب مہیا کرنے والا اللہ ﷻ ہی ہے۔ لیکن بندہ اپنے اختیار کو استعمال کر کے ہی اعمال کو انجام دیتا ہے خواہ وہ فرماں برداری والے کام کرے یا سرکشی والے کام۔ اسی اختیار کی بنیاد پر بندہ کا دنیا میں امتحان ہے اور اس کے اعمال ہی کی بنا پر آخرت میں اس کا اچھا یا برا انجام ہو گا۔

آیت نمبر ۹۷: ا: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعوت کا ان کی قوم پر کیا اثر ہوا؟ ا: قوم نے ان کی دعوت کو رد کر دیا اور ان کے لئے سزا تجویز کرنے لگے۔ (معاذاللہ)

۲:حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے کیا سزا تجویز کی؟

۲:انہوں نے کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے آگ کا ایک بہت بڑا الاؤ بناؤ اور اس میں انہیں ڈال دو۔(معاذاللہ)

آیت نمبر۹۸: ا:حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خلاف ان کی قوم کی سازش کا کیا انجام نکلا؟ ا:اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے آگ کو ٹھنڈا کر دیا اور ان کی قوم کو رسوا کر دیا۔ جیسا کہ سورۃ الانبیاء۲۱، آیت:۶۹ میں فرمایا گیا "اے آگ! ابراہیم پر سلامتی والی بن کر ٹھنڈی ہو جا۔

آیت نمبر۹۹: ا:اللہ تعالیٰ کے فضل سے آگ سے بحفاظت نکل جانے کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیا کیا؟

ا:جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم ان کی جان کی دشمن ہو گئی تو اللہ تعالیٰ کے حکم پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے ملک سے ہجرت فرمائی۔

۲:حضرت ابراہیم علیہ السلام کس علاقے کے رہنے والے تھے؟ ۲:حضرت ابراہیم علیہ السلام عراق کے رہنے والے تھے۔

۳:حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کس ملک کی طرف ہجرت فرمائی؟ ۳: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ملک شام کی طرف ہجرت فرمائی۔

۴:ہجرت کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ کون تھا؟ ۴:ہجرت کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ان کی بیوی حضرت سارہ سلام علیہا اور ان کے بھتیجے حضرت لوط علیہ السلام بھی تھے۔

۵:حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہجرت کے وقت کس کی رہنمائی پر بھروسہ کیا؟ ۵:حضرت ابراہیم علیہ السلام جب اپنے وطن سے نکلے تو انھیں معلوم نہ تھا کہ کہاں جانا ہے، مگر انھیں اپنے رب پر بھروسے کی وجہ سے یقین تھا کہ وہ ضرور ان کی رہنمائی فرمائے گا۔

علمی پہلو: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تم اللہ (کے احکام کی) حفاظت کرو، وہ تمہاری حفاظت فرمائے گا۔" (جامع ترمذی) اور یہ بات یقینی ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی خاطر کوئی چیز چھوڑتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس سے بہتر چیز عطا فرماتا ہے۔

آیت نمبر۱۰۰: ا:حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہجرت کے وقت اللہ تعالیٰ سے کیا دعا مانگی ا:حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہجرت کے وقت اللہ تعالیٰ سے نیک اولاد کی دعا مانگی۔

آیت نمبر۱۰۱ ا:اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کیا بشارت عطا فرمائی؟ ا:اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایک صاحبِ حلم بیٹے کی بشارت عطا فرمائی۔

۲:صاحب حلم بیٹے سے کون مراد ہیں؟ ۲:حضرت اسماعیل علیہ السلام۔

علمی بات: حلم کے معنی بردبار، صبر و تحمل، قوت برداشت رکھنے کے ہیں۔ بلاشبہ سیدنا اسماعیل علیہ السلام نے اپنی زندگی میں بردبار ہونے کا ثبوت ایک بار نہیں بار بار پیش فرمایا۔ ۳:حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ کون تھیں؟ ۳:حضرت ہاجرہ سلام علیہا۔

۴:حضرت ابراہیم علیہ السلام کی حضرت ہاجرہ سلام علیہا کی ملاقات کیسے ہوئی؟ ۴:اللہ تعالیٰ کے حکم پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شام سے بھی ہجرت فرمائی اور مصر تشریف لے گئے وہاں مصر کا بادشاہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سارہ سلام علیہا سے بہت متاثر ہوا اور اس نے حضرت ہاجرہ سلام علیہا کو حضرت سارہ سلام علیہا کی خدمت میں پیش کیا۔ بعد ازاں ان کا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے نکاح ہوا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت ہاجرہ سلام علیہا سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پہلے بیٹے یعنی حضرت اسماعیل علیہ السلام عطا فرمائے۔

۵:حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ولادت کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر مبارک کیا تھی؟ ۵:اکثر مفسرین کے مطابق ان کی عمر مبارک ۸۷ سال تھی۔

۶:اس آیت میں کیا واقعہ بیان فرمایا گیا ہے؟ ۶:اس آیت میں تاریخ انسانی کی عظیم ترین قربانی کا ذکر ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کے حکم پر قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے تھے۔

آیت نمبر۱۰۲: ا:حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عظیم الشان قربانی کی تفصیل کیا ہے؟ ا:جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو اللہ تعالیٰ کے حکم پر حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے نومولود بیٹے اور اپنی بیوی حضرت ہاجرہ سلام علیہا کو مکہ کی ویران اور بنجر وادی میں بیت الحرام یعنی کعبۃ اللہ کے پاس چھوڑ آئے۔(سورۃ ابراہیم ۱۴، آیت:۳۷) حضرت ہاجرہ سلام علیہا حضرت اسماعیل علیہ السلام مکہ میں رہنے لگے جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام فلسطین تشریف

لے گئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کبھی کبھی ملاقات کے لئے مکہ تشریف لاتے رہتے تھے۔ جب حضرت اسماعیل علیہ السلام اپنے والد کے ساتھ کام کاج کے لئے چلنے پھرنے کی عمر تقریباً ١٣ سال کو پہنچ گئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر اس وقت تقریباً سو سال ہوگئی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب دیکھا کہ وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حکم سے ذبح کر رہے ہیں چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام سے مشورہ کیا کہ مجھے خواب میں تمہیں ذبح کرنے کا حکم دیا جارہا ہے۔

اس پر حضرت اسماعیل علیہ السلام نے عرض کیا اے اباجان! آپ وہ کر لیجیئے جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ کو حکم دیا اور آپ مجھے ان شاءاللہ صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔

آیت نمبر ١٠٣: ۱: اس آیت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی استقامت کا ذکر کیسے کیا گیا ہے؟ ۱: دونوں باپ بیٹے نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حکم پر مکمل رضامندی کا اظہار کیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو منیٰ لے گئے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں قربان کرنے کے لئے پیشانی کے بل لِٹایا۔ دونوں باپ اور بیٹا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حکم پر عمل کرنے کے معاملہ میں کسی بھی مرحلہ پر تردد سے دوچار نہیں ہوئے۔

علمی بات: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیٹے کو پیشانی کے بل اس لئے لٹایا تاکہ چھری پھیرتے وقت ان کی صورت دیکھ کر شفقتِ پدری کے فطری جذبہ کے تحت ارادے میں کوئی تزلزل نہ آجائے۔

۲: پیشانی کے بل لٹانے کے بعد کیا ہوا؟ ۲: اس سوال کا جواب یہاں ذکر نہیں کیا گیا، کیونکہ یہ بات بیان میں آنا مشکل ہے کہ اس وقت باپ کے دل پر کیا گزری تھی، فرشتوں کی حیرانی کا کیا عالم تھا اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ جس کے حکم پر وہ عزیز بیٹے کو ذبح کر رہے تھے، کس قدر خوش اور مہربان ہو رہا تھا۔

آیت نمبر ١٠٤: ۱: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی استقامت پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انہیں پکار کر اپنی خوشخبری کی بشارت دی۔

آیت نمبر ١٠٥: ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کامیابی کا کیسے اعلان فرمایا؟ ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا "اے ابراہیم! آپ نے اپنا خواب سچ کر دکھایا"۔

۲: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نیکوکاروں کو کیسے بدلہ عطا فرماتا ہے؟ ۲: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نیکوکاروں کو دنیا اور آخرت میں عزت اور سربلندی عطا فرماتا ہے۔

آیت نمبر ١٠٦: ۱: حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ کیسا امتحان تھا؟ ۱: حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ بہت مشکل امتحان تھا کہ یہ خُود ممتحن پکار رہا ہے کہ یہ یقیناً بہت مشکل امتحان تھا۔ یہ تحسین اور شاباش کی انتہا ہے۔

عملی پہلو: تاریخ امتحان میں ایک نمایاں امتحان تھا کہ عشق الٰہی کے سامنے دنیا کا سب سے عزیز ترین وجود حائل ہو سکتا ہے۔ فرزند بھی وہ جو برسوں کے ارمانوں کے بعد پیدا ہوا۔ امتحان بھی وہ کہ اپنے جگر کے ٹکڑے کا گلا اپنے ہاتھ سے کاٹ دو۔ اس عظیم قربانی کا حکم ملنے پر نہ تردد ہوتا ہے، نہ اس میں تاخیر کرنے تک کی درخواست کی جاتی ہے۔ بیٹے کی آزمائش بھی والد سے کم نہ تھی۔ اپنے والد کے ہاتھ موت کی آغوش میں جانے کے لئے آمادہ ہونا بھی نمایاں امتحان ہے۔ انسان کی عظمت، امتحان کی عظمت سے وابستہ ہے۔

آیت نمبر ١٠٧: ۱: حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بدلے کس کی قربانی کی گئی؟ ۱: جنت کے ایک دُنبے کی قربانی کی گئی جسے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ذبح عظیم قرار دیا۔

۲: اس قربانی کو ذبح عظیم کیوں قرار دیا گیا ہے؟ ۲: اسے بڑی قربانی اس لئے فرمایا کہ قربانی کی یہ سنت اسلام کا عظیم شعار اور سنت انبیاء ہے اور یہ قربانی حضرت اسماعیل علیہ السلام جیسے عظیم شخص کا فدیہ تھا جو عظیم الشان یادگار کے طور پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قیامت تک کے لئے قائم فرمادی۔

۳: اس آیت میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی کیا فضیلت بیان فرمائی گئی ہے؟ ۳: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس طریقے کو پسند کیا اور قربانی کی اس عبادت کو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی یادگار کے طور پر ہمیشہ کے لئے جاری فرمانے کا حکم فرمادیا۔

عملی پہلو: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سنتِ ابراہیمی کو قیامت تک قربِ الٰہی کے حصول کا ایک ذریعہ اور عید الاضحیٰ کے روز سب سے پسندیدہ عمل قرار دے دیا گیا۔

آیت نمبر ١٠٨: ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر کیا انعام فرمایا؟ ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کے بعد آنے والے لوگوں میں ان کا ذکرِ خیر باقی رکھا۔

۲: ذکرِ خیر باقی رکھنے کا کیا مطلب ہے؟ ۲: اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کا تذکرہ آپ علیہ السلام کے بعد کی ساری قوموں اور شریعتوں میں بدستور ہوتا آیا ہے اور نبی آخر الزماں سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اس کو تفصیل سے بیان فرمایا ہے اور اس طرح ان کا

ذکر تاقیامِ قیامت دنیا والوں میں چلتا ہی رہے گا، بلاشبہ یہ پیش گوئی تھی جو حرف بہ حرف پوری ہوئی اور آپ علیہ السلام کا ذکرِ خیر جدِّ انبیاء علیہم السلام کے طور پر ہوتا چلا آیا ہے اور بدستور ہوتا رہے گا۔ (ان شاء اللہ)

آیت نمبر ۱۰۹: ۱: اس آیت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کیا فضیلت بیان فرمائی گئی ہے؟ ۱: تمام جہانوں میں ان پر سلام ہو گا۔

علمی بات: یہودی، نصرانی اور مسلمان سبھی ان کا نام عزت و احترام سے لیتے ہیں، ان کے لئے سلامتی اور رحمت کی دعا کرتے ہیں اور قیامت تک ان کا ذکر جمیل تمام قوموں میں باقی رہے گا۔

علمی بات: مسلمان ہر نماز میں درودِ ابراہیمی کے ذریعہ آپ علیہ السلام اور آپ علیہ السلام کی آل کے لئے رحمت و سلامتی کی دعا کرتے ہیں۔

آیت نمبر ۱۱۰: ۱: اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو کیسا صلہ عطا فرماتا ہے؟ ۱: اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو دنیا اور آخرت میں عزت اور بلند مرتبہ عطا فرماتا ہے۔

علمی بات: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو دعا کی تھی "اور بعد میں آنے والوں میں میرا ذکرِ خیر جاری فرما۔" (سورۃ الشعرآء ۲۶، آیت: ۸۴) اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور برابر ان کا ذکر خیر جاری ہے اور برابر ان کے لئے سلام کی دعا اہل ایمان کی زبانوں سے نکلتی ہے۔

آیت نمبر ۱۱۱: ۱: اس آیت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کیا فضیلت بیان فرمائی گئی ہے؟ ۱: اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنا ایک عظیم مومن بندہ قرار دیا۔

علمی بات: قربانی۔۔۔۔۔سنتِ ابراہیمی کی عظیم یادگار (احادیث مبارکہ کی روشنی میں)

قربانی کرنا بھی عبادت کے اظہار کا ایک طریقہ ہے۔ اور قربانی صرف اللہ تعالیٰ کے نام پر کی جاتی ہے۔ ابنِ ماجہ کی روایت ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت فرمایا کہ قربانی کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "تمہارے والد ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے" اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ اس قربانی میں ہمارے لئے کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "جانور کے ہر بال کے عوض ایک نیکی ہے"۔ اسی طرح جامع ترمذی کی روایت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "قربانی کے دن کوئی عمل جانور کا خون بہانے سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ نہیں"۔ اسی طرح ابوداؤد شریف کی روایت ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "ذی الحجہ کا چاند دیکھنے کے بعد نہ ناخن کاٹو نہ بال کاٹو بلکہ ۱۰ ذی الحجہ کو ناخن کاٹو اور بال ترشواؤ اور اسی طرح جسم کے بال صاف کرو چنانچہ ایسا کرنے پر قربانی کا ثواب دیا جاتا ہے۔" یہ عمل قربانی کرنے والوں اور قربانی نہ کرنے والوں دونوں کے لئے مستحب ہے۔

آیت نمبر ۱۱۲: ۱: اس آیت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کیا بشارت عطا فرمائی گئی؟ ۱: حضرت اسحاق علیہ السلام جیسے عظیم بیٹے کی بشارت دی گئی۔

۲: حضرت اسحاق علیہ السلام کی کیا صفات بیان فرمائی گئی ہیں؟ ۲: وہ نبی علیہ السلام ہوں گے اور نیک لوگوں میں سے ہوں گے۔

۳: اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام پر کیا برکت فرمائی؟ ۳: اللہ تعالیٰ نے انہیں نبی علیہ السلام بنایا اور ان کی نسلوں میں نبوت رکھی، تقریباً ڈھائی ہزار سال سے زیادہ عرصہ تک مسلسل حضرت اسحاق علیہ السلام کی نسل میں انبیاء کرام علیہم السلام آتے رہے جو انبیاء بنی اسرائیل کہلائے اور ان کے بعد جو امام الانبیاء، خاتم الرسل سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے۔ وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ اس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دونوں بیٹوں سے نبوت کا سلسلہ جاری فرمایا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد نبوت ان کی نسل میں رکھ دی جو ایک بہت بڑی برکت تھی۔

۴: حضرت اسحاق علیہ السلام کب پیدا ہوئے؟ ۴: جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر تقریباً ۱۰۰ سال تھی اور حضرت اسماعیل علیہ السلام بھی تقریباً ۱۳، ۱۴ سال کے تھے اس وقت حضرت سارہ علیہا السلام سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دوسری اولاد حضرت اسحاق علیہ السلام پیدا ہوئے۔

آیت نمبر ۱۱۳: ۱: حضرت اسحاق علیہ السلام کے ساتھ اور کس پر برکت کے نزول کا ذکر کیا گیا ہے؟ ۱: اس سے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام میں کوئی بھی مراد ہو سکتے ہیں۔ البتہ اکثر مفسرین کی رائے یہ ہے کہ دونوں بیٹے یعنی حضرت اسحاق علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام مراد ہیں دونوں سے بہت اولاد پھیلی، حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں بنی اسرائیل کے انبیاء کرام علیہم السلام گزرے ہیں اور اہل عرب حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہیں، جن میں ہمارے پیارے نبی سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شامل ہیں۔

۲: یہاں برکت سے کیا مراد ہے؟ ۲: یہاں برکت سے کثرتِ اولاد اور اولاد میں

سلسلہ نبوت کا ہونا مراد ہے۔ ۳: حضرت اسحاق علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل میں کیسے لوگ گزرے؟ ۳: کچھ تو ایمان اور نیک اعمال کرنے والے تھے اور کچھ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نافرمانی کر کے اپنے اوپر کھلا ظلم کرنے والے تھے۔

علمی بات: ایک رائے کے مطابق "نیک اور بد کہنے کا مقصد شاید یہ وہم دور کرنا ہو جو بعض لوگوں کو " وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اِسْحٰقَ " سے پیدا ہو سکتا تھا کہ اس کا تقاضا ہے کہ ان کی اولاد میں بھی وہ برکت جاری رہے اور برکت مکمل تب ہوتی جب ساری اولاد نیک ہو، تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بتایا کہ اولاد میں سے نیک و بد ہر قسم کے لوگ ہوں گے۔"

نوٹ: حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے قصہ کی مزید تفصیلات مطالعہ قرآنِ حکیم حصہ دوم میں دی گئی ہیں۔

آیت نمبر ۱۱۴: ا: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام پر کیا احسان فرمایا؟ ا: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان دونوں کو نبوت عطا فرمائی۔

آیت نمبر ۱۱۵: ا: حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام اور ان کی قوم کو کس بڑی مصیبت سے نجات عطا فرمائی گئی؟ ا: فرعون کے ظلم و ستم سے انہیں نجات عطا فرمائی گئی۔

آیت نمبر ۱۱۶: ا: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کی کیا مدد فرمائی؟ ا: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو فرعونیوں پر غلبہ عطا فرمایا۔

آیت نمبر ۱۱۷: ا: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو کون سی کتاب عطا فرمائی؟ ا: تورات۔

۲: اس آیت میں تورات کی کیا صفت بیان فرمائی گئی ہے؟ ۲: وہ ایک واضح کتاب تھی۔

علمی بات: واضح اور روشن کتاب سے مراد یہ ہے کہ جس میں ایمان و ہدایت کی روشنی تھی۔ تورات کو یہ خاص امتیاز حاصل ہے کہ اس میں شریعت ایک مرتب اور روشن کتاب کی شکل میں ہے جو پہلی مرتبہ کسی امت کو ایک واضح اور مستقل کتاب کے طور پر دی گئی تھی اس سے پہلے لوگوں کو صرف زبانی تعلیم دی گئی تھی۔

۳: تورات کی نسبت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ حضرت ہارون علیہ السلام کی طرف کیوں کی گئی؟ ۳: تورات اگرچہ نازل حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ہوئی تھی لیکن حضرت ہارون علیہ السلام کو بھی چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت و رسالت کے امور میں شریک بنا دیا گیا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی درخواست پر ہی ایسے کیا گیا تھا اس لئے یہاں تورات کی نسبت ان دونوں ہی کی طرف فرمائی گئی۔

آیت نمبر ۱۱۸: ا: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام پر کیا انعام فرمایا؟ ا: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کو سیدھے راستے کی ہدایت عطا فرمائی۔

آیت نمبر ۱۱۹: ا: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام پر کیا انعام فرمایا؟ ا: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کے بعد آنے والے لوگوں میں ان کا ذکرِ خیر باقی رکھا۔

آیت نمبر ۱۲۰: ا: اس آیت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کی کیا فضیلت بیان فرمائی گئی ہے؟ ا: تمام جہانوں میں ان پر سلام ہو گا۔

آیت نمبر ۱۲۱: ا: اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے نیک بندوں کو کیسا صلہ عطا فرماتا ہے؟ ا: اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے نیک بندوں کو دنیا اور آخرت میں عزت اور بلند مرتبہ عطا فرماتا ہے۔

آیت نمبر ۱۲۲: ا: حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے کیسے بندوں میں سے تھے؟ ا: حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے کامل صاحبِ ایمان بندوں میں سے تھے۔

نوٹ: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصّہ کی مکمل تفصیلات مطالعہ قرآنِ حکیم حصّہ دوم میں ملاحظہ فرمائیں۔

آیت نمبر ۱۲۳: ا: اس آیت میں کس رسول علیہ السلام کا ذکر فرمایا گیا ہے؟ ا: حضرت الیاس علیہ السلام کا۔

علمی بات: بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ وہ بنی اسرائیل میں سے اور حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ آپ علیہ السلام جن لوگوں کی طرف بھیجے گئے وہ لوگ مشرک تھے، ان لوگوں کا ایک بت دیوتا تھا جس کا نام بعل تھا، یہ لوگ اس کی عبادت کرتے تھے اور اس سے حاجتیں مانگا کرتے تھے۔

علمی بات: روایات کے مطابق بعل دیوتا کے نام کی نسبت سے بَعْلَبَكّ کے شہر کا نام پڑا تھا۔ بک مخفف ہے بکہ کا، جس کے معنی شہر کے ہیں۔ تو بَعْلَبَكّ مطلب ہوا "بعل دیوتا کا شہر"۔ (معاذ اللہ)

آیت نمبر ۱۲۴: ۱: حضرت الیاس علیہ السلام نے اپنی قوم کو کیا دعوت دی؟ ۱: اللہ تعالیٰ سے ڈرنے یعنی پرہیز گاری اختیار کرنے کی۔ گویا انہوں نے دعوتِ توحید دی۔

عملی پہلو: تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے اپنی اپنی قوم کو پہلی اور بنیادی دعوت ایک ہی دی اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچو اور تقویٰ اختیار کرو۔ تقویٰ یعنی اللہ تعالیٰ کا خوف ایک ایسی شے ہے کہ جس معاملے میں بھی پیشِ نظر رہے وہ معاملہ حق اور سیدھا رہتا ہے۔

آیت نمبر ۱۲۵: ۱: حضرت الیاس علیہ السلام نے اپنی قوم کے کس بُرے عمل اور عقیدے کا ذکر کیا؟ ۱: بعل نامی بُت کو پوجنے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کو چھوڑنے کا

۲: اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی کیا صفت بیان ہوئی ہے؟ ۲: سب سے بہترین خالق۔

علمی بات: ایک مغالطہ کی تصحیح اور اصلاح:

معاذ اللہ احسن الخالقین کے یہ معنی نہیں کہ خالق تو بہت ہیں مگر اللہ تعالیٰ سب سے بہتر ہے مگر اصل حقیقت یہ ہے کہ خلق کے دو معنی ہیں ایک "ایجاد اور اختراع" کے معنی ہیں یعنی کسی چیز کو عدم سے (یعنی نہ ہونے سے) نکال کر وجود میں لانا اس معنی کے لئے خالق کا لفظ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی خالق نہیں۔ عدم سے وجود میں لانا، جان ڈالنا اور جان نکالنا سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی اور کے اختیار میں نہیں۔ اس آیت میں خالقین کے یہ معنی مراد نہیں ہیں۔ دوسرے معنی خلق کے "تقدیر اور اندازہ کرنے" اور "صنعت اور کاریگری" کے ہیں۔ اس لحاظ سے احسن الخالقین کے معنی یہ ہوں گے کہ سب اندازہ کرنے والوں اور تمام بنانے والوں اور کاریگروں میں اللہ تعالیٰ سب سے بہتر اور بڑھ کر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا اندازہ ہمیشہ بالکل ٹھیک اور درست ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کا اندازہ کبھی درست ہوتا ہے اور کبھی غلط۔ دنیا میں اگرچہ صناع اور کاریگر بہت ہیں مگر اللہ تعالیٰ کی صنعت اور کاریگری کو کسی کی کاریگری نہ پہنچتی ہے نہ پہنچ سکے گی۔

آیت نمبر ۱۲۶: ۱: حضرت الیاس علیہ السلام نے قوم کے سامنے اللہ تعالیٰ کی کیا صفات بیان فرمائیں؟ ۱: انہیں اللہ تعالیٰ کا رب ہونا بتایا۔ یعنی اللہ تعالیٰ ان کا خالق ہی نہیں بلکہ ان کی تمام حاجات و ضروریات کو پورا فرمانے والا بھی ہے۔ وہ ان کے آباؤ اجداد کا بھی خالق و رازق ہے۔

۲: حضرت الیاس علیہ السلام نے قوم کو اللہ تعالیٰ کے رب ہونے کی صفتِ ربوبیت سے کیا بات سمجھائی؟ ۲: آپ علیہ السلام نے قوم کو یہ سمجھایا کہ یہ بعل دیوتا کا بت تو خود ان لوگوں نے گھڑا ہے، یہ بے جان بت ہے، اس کی حفاظت بھی وہ خود ہی کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ جیسے بہترین خالق اور رب کو چھوڑ کر وہ اپنے گھڑے ہوئے بے جان بُت کے سامنے کیوں سجدہ کرتے ہیں اور معبود بناتے ہیں۔

آیت نمبر ۱۲۷: ۱: حضرت الیاس علیہ السلام کی قوم کے بارے میں کیا بتایا گیا ہے؟ ۱: انہوں نے حضرت الیاس علیہ السلام کے اتنے سمجھانے کے باوجود آپ علیہ السلام کو بڑی بے باکی کے ساتھ جھٹلا دیا۔

۲: حضرت الیاس علیہ السلام کو جھٹلانے کی کیا سزا بیان کی گئی ہے؟ ۲: جھٹلانے والوں کو عذاب میں حاضر کیا جائے گا۔ اس سے آخرت کا عذاب بھی مراد ہو سکتا ہے اور دنیا کا انجام بد بھی۔

آیت نمبر ۱۲۸: ۱: عذاب سے کون لوگ محفوظ رہیں گے؟ ۱: اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے۔ یعنی جو حضرت الیاس علیہ السلام پر ایمان لائے اور ان کے فرماں بردار رہے۔

نوٹ: "مخلص" کی مزید وضاحت اس سورت کی آیت: ۴۰ میں ملاحظہ فرمائیں۔

آیت نمبر ۱۲۹: ۱: اللہ تعالیٰ نے حضرت الیاس علیہ السلام کو کیا فضیلت عطا فرمائی؟ ۱: بعد میں آنے والوں میں آپ علیہ السلام کا ذکرِ خیر جاری رکھا۔

آیت نمبر ۱۳۰: ۱: اللہ تعالیٰ نے حضرت الیاس علیہ السلام کو کیا فضیلت عطا فرمائی؟ ۱: تمام جہانوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر سلامتی نازل ہو گی۔

علمی بات: "اِلْ یَاسِیْنَ" الیاس علیہ السلام ہی کا دوسرا نام ہے، جیسے ایک ہی پہاڑ کو قرآن میں "طور سینا" بھی کہا گیا ہے اور "طور سینین" بھی۔

آیت نمبر ۱۳۱: ۱: اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو کیسا بدلہ عطا فرماتا ہے؟ ۱: اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں بہترین جزا عطا فرماتا ہے۔ جیسا کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے حالات سے معلوم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں انہیں عزت اور نیک نامی عطا فرمائی اور ان کی عظمت و رفعت کے تذکرے جاری فرمائے۔ آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ انہیں مقام رفیع اور بلند درجات عطا فرمائے گا۔

عملی پہلو: ہمیں چاہیئے کہ ہم انبیاء کرام علیہم السلام کے اسوہ مبارکہ پر عمل کریں تاکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ہاں ان کی طرح بہترین جزا کے حق دار ٹھہریں۔

آیت نمبر ۱۳۲: ا: اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حضرت الیاس علیہ السلام کو کیا فضیلت عطا فرمائی؟ ا: اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے انہیں اپنے خاص صاحبِ ایمان بندوں میں شامل فرمایا۔

علمی بات: اگرچہ سب اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے بندے ہیں مگر یہ بات تقریباً سب ہی انبیاء کرام علیہم السلام کے تذکروں میں دہرائی گئی ہے کہ وہ ہمارے خاص بندوں میں سے تھے۔ تاکہ یہ بات راسخ اور پختہ ہو جائے کہ انبیاء کرام علیہم السلام انسانوں میں سے ہی خاص بندے ہوتے ہیں جن کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنی نبوت و رسالت کے لئے چنتا اور منتخب فرماتا ہے۔ وحی اور نبوت کی وجہ سے ان کو ایک ایسا خاص شرف اور امتیاز عطا ہوتا ہے جو کسی دوسرے عام بشر کو نصیب نہیں ہو سکتا۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا انہیں اپنا بندہ فرمانا دراصل تعظیم و توقیر کے اظہار کے لئے ہے جیسے "بیت اللہ اور نَاقَةَ اللّٰهِ" کے الفاظ میں ہے۔

آیت نمبر ۱۳۳: ا: اس آیت میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے کس مُخلَص بندے کا ذکر فرمایا گیا ہے؟ ا: حضرت لوط علیہ السلام کا۔

۲: حضرت لوط علیہ السلام کی کیا شان بیان فرمائی گئی ہے؟ ۲: وہ رسولوں میں سے تھے۔

۳: حضرت لوط علیہ السلام کا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کیا تعلق تھا؟ ۳: حضرت لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے۔

۴: حضرت لوط علیہ السلام کو کس قوم کی طرف بھیجا گیا تھا؟ ۴: عمورہ اور سدوم کی بستیوں کی طرف۔

۵: ان کی قوم کا کیا جرم تھا؟ ۵: وہ شرک کرتے تھے اور ایک معاشرتی برائی یعنی ہم جنس پرستی میں مبتلا تھے۔

آیت نمبر ۱۳۴: ا: اس عذاب سے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے کن لوگوں کو بچایا؟ ا: حضرت لوط علیہ السلام اور ان کے گھر والوں کو۔

علمی بات: عمورہ اور سدوم کے لوگوں پر کفر و شرک اور ہم جنس پرستی کی برائی کی وجہ سے شدید عذاب آیا۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ان لوگوں کی آنکھیں مٹا دیں۔ ان کی بستیوں کو اُٹھا کر زمین پر پٹخ دیا گیا اور ان پر آسمان سے پتھروں کی بارش ہوئی۔

آیت نمبر ۱۳۵: ا: حضرت لوط علیہ السلام کے گھر والوں میں سے کون عذاب میں مبتلا کیا گیا؟ ا: حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کیونکہ اس کی ہمدردی اپنی قوم کے ساتھ تھی اس لئے وہ عذاب میں اپنی قوم کے ساتھ شریک کی گئی۔

آیت نمبر ۱۳۶: ا: اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے کن لوگوں کو ہلاک کیا؟ ا: حضرت لوط علیہ السلام اور ان کی بیٹیوں کے علاوہ باقی تمام نافرمان قوم کو ہلاک کر دیا۔

آیت نمبر ۱۳۷: ا: کیا قریش مکہ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم سے واقف تھے؟ ا: جی ہاں۔ ان کے تجارتی قافلے اِن ویران شدہ بستیوں اور کھنڈرات کے پاس سے ہی گزرتے تھے۔

۲: اہلِ مکہ کے قافلے حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کے کھنڈرات سے کس وقت میں گزرتے تھے؟ ۲: کبھی صبح کے اوقات میں کبھی رات کے اوقات میں۔ یعنی ملک شام کے سفر میں ان کے منازل اور مکانات پر دن رات اہل مکہ کا گزر ہوتا تھا۔

آیت نمبر ۱۳۸: ا: اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کے واقعہ کو بیان کرنے کی کیا حکمت بیان فرمائی ہے؟ ا: تاکہ اہل مکہ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کے انجام سے عبرت حاصل کر سکیں اور عقل سے کام لیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو جھٹلانے والوں کا انجام ہلاکت ہی ہے۔

نوٹ: حضرت لوط علیہ السلام کے قصّہ کی مکمل تفصیلات مطالعہ قرآنِ حکیم حصّہ چہارم میں دی گئی ہیں۔

آیت نمبر ۱۳۹: ا: اس آیت میں کس مخلص بندے کا ذکر فرمایا گیا ہے؟ ا: حضرت یونس علیہ السلام کا۔

۲: اس آیت میں حضرت یونس علیہ السلام کی کیا شان بیان فرمائی گئی ہے؟ ۲: وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے رسولوں میں سے ایک رسول تھے۔

۳: حضرت یونس علیہ السلام کو کن لوگوں کی طرف بھیجا گیا تھا؟ ۳: اہل نینویٰ کی طرف جو کہ موصل کے رہنے والے تھے۔

۴: اہل نینویٰ کون تھے؟ ۴: اہل نینویٰ ایک ترقی یافتہ قوم تھی جس کی آبادی تقریباً ایک لاکھ بیس ہزار تھی۔ یہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ پر ایمان نہیں رکھتے تھے۔ ان کی ہدایت کے لئے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کو بھیجا۔ یہ قوم حضرت یونس علیہ السلام کی تعلیمات کو نہیں مانتی تھی اور ان کا انکار کرتی تھی۔ چنانچہ جب حضرت

یونس علیہ السلام نے یہ سمجھا کہ یہ قوم اللہ تعالیٰ کے عذاب کی مستحق ہو گئی ہے تو وہ انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب کی وحی سنا کر بستی سے نکل آئے۔ بستی والوں نے جیسے ہی عذاب کے آثار دیکھے تو انہیں حضرت یونس علیہ السلام کی بات یاد آگئی۔ پوری قوم اپنے بچوں سمیت میدان میں نکل آئی اور گڑ گڑا کر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہ بخش دیے اور عذاب ٹال دیا۔

آیت نمبر ۱۴۰: ا: حضرت یونس علیہ السلام قوم کو اللہ تعالیٰ کے عذاب کی خبر دے کر کس حال میں رہے؟ ا: حضرت یونس علیہ السلام اہل نینویٰ کو چھوڑ کر باہر آئے تو انہیں بھری ہوئی کشتی ملی اور اُس میں سوار ہو گئے۔

علمی بات: حضرت یونس علیہ السلام غیرت دینی کی وجہ سے اس عذاب والے مقام سے دور رہنا چاہتے تھے۔ اس لئے آپ علیہ السلام وہاں سے جلدی چلے گئے کہ اب اس نافرمان قوم پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آجائے گا۔ البتہ ابھی تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ علیہ السلام کے لئے ہجرت کرنے کا واضح حکم نہ آیا تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ سے مضبوط تعلق کی بنیاد پر آپ علیہ السلام یہ اُمید کرتے ہوئے جلدی چلے گئے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ علیہ السلام کو ہجرت کی اجازت عطا ہو جائے گی۔

آیت نمبر ۱۴۱: ا: حضرت یونس علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں کیا معاملہ پیش آیا؟ ا: کشتی جب بیچ دریا میں پہنچی تو طوفان کا شکار ہو گئی اور کشتی کے ملّاحوں نے اپنے مشاہدے سے بتایا کہ یقیناً کوئی غلام اپنے آقا سے بھاگ کر اس کشتی میں سوار ہوا ہے اور اسی وجہ سے ہماری کشتی ڈوبنے کے قریب ہے۔

۲: ملّاحوں نے اپنے آقا سے بھاگ کر آنے والے شخص کو ڈھونڈنے کی کیا تدبیر اختیار کی؟ ۲: انہوں نے قرعہ اندازی کی۔

۳: قرعہ اندازی میں کس کا نام نکلا؟ ۳: تین دفعہ قرعہ اندازی کی گئی جس میں ہر دفعہ حضرت یونس علیہ السلام کا نام نکلا۔

آیت نمبر ۱۴۲: ا: کشتی میں قرعہ اندازی میں یونس علیہ السلام کا نام نکلنے پر آپ علیہ السلام نے کیا عمل کیا؟ ا: حضرت یونس علیہ السلام نے خود ہی اپنے آپ کو دریا میں ڈال دیا۔

۲: حضرت یونس علیہ السلام نے اپنے آپ کو دریا میں کیوں ڈالا؟ ۲: تا کہ کشتی میں سوار باقی لوگ بچ جائیں۔

علمی بات: دریا میں ڈالتے ہی اللہ تعالیٰ کے حکم پر وہاں ایک بڑی مچھلی مامور تھی جس نے آپ علیہ السلام کو زندہ نگل لیا۔

۳: مچھلی کے پیٹ میں حضرت یونس علیہ السلام کی کیا کیفیت تھی؟ ۳: اس وقت آپ علیہ السلام کو کئی طرح کے غموں کا سامنا تھا۔ مثلاً i۔ اپنی قوم کے کفر اور شرک کا غم۔ ii۔ قوم کو اللہ تعالیٰ کے واضح حکم سے پہلے چھوڑ کر آجانے کا غم۔ iii۔ مچھلی کے پیٹ میں چلے جانے کا غم۔

آیت نمبر ۱۴۳: ا: مچھلی کے پیٹ میں حضرت یونس علیہ السلام نے کیا عمل کیا؟ ا: مچھلی کے پیٹ میں رہتے ہوئے حضرت یونس علیہ السلام نے کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر فرمایا۔

۲: حضرت یونس علیہ السلام نے کن الفاظ میں اللہ تعالیٰ کو پکارا؟ ۲: "لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ"۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے اور میں ہی نقصان کاروں میں سے ہوں۔ (سورۃ الانبیاء ۲۱، آیت: ۸۷)

آیت نمبر ۱۴۴: ا: اگر حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرتے تو اس کا کیا نتیجہ نکلتا؟ ا: وہ مچھلی کے پیٹ میں قیامت کے دن تک رہتے۔

آیت نمبر ۱۴۵: ا: حضرت یونس علیہ السلام کی دعا کیسے قبول ہوئی؟ ا: اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو حکم دیا اور اس نے دریا سے نکل کر ایک چٹیل میدان میں حضرت یونس علیہ السلام کو اُگل دیا۔ ۲: اس وقت حضرت یونس علیہ السلام کی کیا کیفیت تھی؟ ۲: وہ نہایت کمزور ہو گئے تھے۔

آیت نمبر ۱۴۶: ا: حضرت یونس علیہ السلام اس چٹیل میدان میں کس حال میں تھے؟ ا: حضرت یونس علیہ السلام شدید کمزور تھے۔ اسی طرح بھوکے اور پیاسے تھے اور سورج کی تپش سے بچنے کے لئے ان کے پاس کوئی ذریعہ نہ تھا۔

۲: اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کی کیسے مدد فرمائی؟ ۲: اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس ایک کدّو کی بیل اگا دی جس کے ذریعہ ان کے جسم کو ڈھانپ دیا اور اس طرح وہ سورج کی تپش سے بچ گئے اور مچھر، مکھی، وغیرہ سے بھی۔ پھر کدّو سے انہیں خوراک حاصل ہونے لگی۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اس بیل کی صورت میں حضرت یونس علیہ السلام کے لئے جراثیم کُش ماحول (Anti septic environment)، سایہ، غذائیت اور مٹھاس سے بھرپور پھل کی فراہمی کا انتظام کیا اور تینوں بنیادی ضرورتیں پوری فرما دیں۔

آیت نمبر ۱۴۷: ۱: جب حضرت یونس علیہ السلام صحت مند اور تندرست ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں کیا حکم دیا؟ ۱: اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کو اہلِ نینویٰ کی طرف جانے کا حکم دیا۔ ۲: اہلِ نینویٰ کی کیا تعداد تھی؟ ۲: وہ ایک لاکھ سے زیادہ تھے۔

آیت نمبر ۱۴۸: ۱: حضرت یونس علیہ السلام کے اہلِ نینویٰ کو چھوڑ کر جانے کے بعد اہلِ نینویٰ پر کیا بیتی؟ ۱: جب اہلِ نینویٰ نے عذاب کے سائے دیکھے تو انہوں نے حضرت یونس علیہ السلام کو تلاش کیا اور جب انہیں حضرت یونس علیہ السلام کہیں نظر نہیں آئے تو انہیں یقین آ گیا کہ ہم پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آنے والا ہے چنانچہ انہوں نے گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ سے توبہ کی اور معافی مانگی اور اللہ تعالیٰ نے انہیں بخش دیا۔

۲: حضرت یونس علیہ السلام جب اہلِ نینویٰ کے پاس دوبارہ لوٹے تو اہلِ نینویٰ نے ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ ۲: اہلِ نینویٰ عذاب ٹلنے پر بہت خوش ہوئے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ جب حضرت یونس علیہ السلام ان کے پاس دوبارہ آئے تو اہلِ نینویٰ نے ان کا خیر مقدم کیا اور ان پر ایمان لے آئے۔

۳: اللہ تعالیٰ نے اہلِ نینویٰ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ ۳: اہلِ نینویٰ خوش نصیب ترین قوموں میں سے ہے۔ جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنا بھیجا ہوا عذاب ٹال دیا اور ان کے ایمان لانے پر انہیں معاف فرما دیا۔

آیت نمبر ۱۴۹: ۱: اس آیت میں کن لوگوں کے باطل عقیدے کی مذمت کی گئی ہے؟ ۱: اس آیت میں مشرکین مکہ کے شرک کی مذمت کی گئی ہے۔

۲: مشرکین مکہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کس بات پر شرک کرتے تھے؟ ۲: مشرکین مکہ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے۔ (معاذاللہ)

۳: اس آیت میں مشرکین مکہ کو کس بات پر شرم دلائی گئی تھی؟ ۳: یہود و نصاریٰ نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا لیکن انہوں نے انبیا کرام علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ کے بیٹے قرار دیئے جبکہ مشرکین مکہ نے بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا لیکن فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دیا جب کہ وہ خود اپنے لئے بیٹیوں کو پسند نہیں کرتے تھے بلکہ بیٹوں کو پسند کرتے تھے۔ چنانچہ یہ کہا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا بھی بہت بُرا ہے لیکن ایسی چیز کو اللہ تعالیٰ سے منسوب کرنا جو قوم کو بھی ناپسند ہو اس سے کہیں زیادہ بُری بات ہے۔

آیت نمبر ۱۵۰: ۱: مشرکین مکہ کے باطل عقیدے کی تردید میں کیا دلیل دی جا رہی ہے؟ ۱: اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو پیدا کیا تو کیا یہ وہاں موجود تھے جو یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ فرشتے مونث یعنی عورتیں ہیں۔

۲: فرشتوں کی حقیقت کیا ہے؟ ۲: فرشتے اللہ تعالیٰ کے ایک حکم پر پیدا ہوئے اور ان کا تعلق عالمِ امر سے ہے اور ان کی کوئی جنس مذکر یا مونث نہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کی نوری مخلوق ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کو بجالاتے ہیں اور یہ ہرگز اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں یا بیٹے نہیں ہیں۔

آیت نمبر ۱۵۱: ۱: مشرکین مکہ کے فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دینے کے عقیدے کے بارے میں اس آیت میں کیا حقیقت بیان فرمائی گئی ہے؟ ۱: یہ عقیدہ مشرکین مکہ کا ایک جھوٹا اور من گھڑت عقیدہ ہے۔

آیت نمبر ۱۵۲: ۱: اللہ تعالیٰ کے بارے میں اولاد کا عقیدہ کیسا ہے؟ ۱: یقیناً یہ ایک جھوٹا عقیدہ ہے۔

۲: اللہ تعالیٰ کے بارے میں اولاد کا عقیدہ کیوں ایک جھوٹا عقیدہ ہے؟ ۲: اولاد کی ضرورت اسے ہوتی ہے جس پر بڑھاپا آتا ہے یا جس پر کمزوری طاری ہوتی ہے۔ انسان مَر مٹ کر ختم ہو جاتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ رہنے والا ہے اور ہمیشہ رہے گا اس لئے اللہ تعالیٰ کو اولاد کی حاجت نہیں۔ پھر اولاد اپنے ماں باپ کی ہم جنس، ہم مثل ہوتی ہے اور ہم سر ہوتی ہے جب کہ اللہ تعالیٰ کا نہ کوئی ہم سر ہے اور نہ ہی ہم جنس ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی کوئی مثال ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ ان سب باتوں سے پاک ہے۔

آیت نمبر ۱۵۳: ۱: اس آیت میں مشرکین مکہ کی کس بدعقیدگی کا ذکر کیا گیا ہے؟ ۱: انہوں نے اللہ تعالیٰ کے لئے بیٹیاں تجویز کیں کی اور خود اپنے لئے بیٹے تجویز کیئے۔

آیت نمبر ۱۵۴: ۱: اس آیت میں مشرکین مکہ کو کس بات پر تنبیہ فرمائی جا رہی ہے؟ ۱: ان کی عقل کے فتور پر تنبیہ فرمائی جا رہی ہے کہ وہ کس طرح کے فیصلے کرتے ہیں؟ کہ اللہ تعالیٰ کے لئے اولاد کا تصور رکھتے ہیں۔

آیت نمبر ۱۵۵: ۱:اس آیت میں مشرکین مکہ کو کس بات پر غوروفکر کی دعوت دی گئی ؟ ۱:مشرکین مکہ کو اس بات پر غوروفکر کی دعوت دی گئی ہے کہ غور کریں کہ اللہ ﷻ کو اولاد کی کیا حاجت جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہنے والا ہے جس پر کبھی موت نہیں آنی۔ کُل کائنات جس کے اختیار میں ہے اسے کیونکر اولاد کی ضرورت ہو گی ؟

آیت نمبر ۱۵۶: ۱:اس آیت میں مشرکین مکہ سے کس بات پر دلیل طلب کی جارہی ہے ؟ ۱:مشرکین مکہ سے ان کے من گھڑت شرک کے عقیدے کی دلیل طلب کی جارہی ہے۔

علمی بات: دعوے کو ثابت کرنے کے لئے عینی شہادت کی ضرورت ہوتی ہے یا کوئی تحریر شدہ مضبوط دلیل (کسی نبی علیہ السلام کا بیان، کوئی آسمانی صحیفہ وغیرہ)۔ جب کہ مشرکین کے پاس یہ دونوں نہیں تھیں جس سے صاف ظاہر ہوا کہ ان کے عقائد من گھڑت اور جھوٹ تھے۔

آیت نمبر ۱۵۷: ۱:مشرکین مکہ سے ان کی بدعقیدگی پر کون سی دلیل مانگی جارہی ہے ؟ ۱:مشرکین مکہ سے ان کے شرک پر کسی کتاب میں نقل یعنی تحریر شدہ دلیل مانگی جارہی ہے۔

علمی بات: نقلی (تحریر شدہ) دلیل سے مراد کسی الہامی کتاب یا صحیفہ میں درج شدہ کوئی بات جسے سند کے طور پر پیش کیا جاسکے۔

۲:کیا مشرکین مکہ کے پاس شرک پر کوئی دلیل موجود تھی ؟ ۲:مشرکین مکہ کے پاس اپنے مشرکانہ عقیدے کو ثابت کرنے کے لئے نہ کوئی عقلی دلیل تھی اور نہ ہی نقلی دلیل تھی بلکہ یہ ان کے من گھڑت تصورات تھے جو ان کے گمراہ آباؤاجداد سے چلے آرہے تھے۔

آیت نمبر ۱۵۸: ۱:اس آیت میں مشرکین مکہ میں سے بعض لوگوں کے کس جاہلانہ عقیدے کا ذکر کیا گیا ہے ؟ ۱:مشرکین مکہ میں سے بعض لوگوں کا جاہلانہ عقیدہ تھا کہ (معاذ اللہ) اللہ ﷻ کی جنات سے کوئی رشتہ داری ہے۔

۲:جنات کی کیا حقیقت ہے ؟ ۲:جنات اللہ ﷻ کی مخلوقات میں سے ایک عاجز مخلوق ہیں جو بہت لطیف پیدا کیئے گئے ہیں اور انسانوں کے حواس سے دور ہیں۔ جنات میں سے ایک مشہور جن عزازیل یعنی شیطانِ مردود ہے جو انسانوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا رہتا ہے۔ جنات کو اللہ ﷻ نے انسانوں کی طرح صاحبِ اختیار اور احکام کا مکلف و پابند بنایا ہے اور ان میں بھی مسلم اور کافر ہیں اور قیامت کے دن انسانوں کی طرح ان سے بھی حساب کتاب ہو گا اور جزاوسزا کے فیصلے کیئے جائیں گے۔

۳:اس آیت میں جنات کی کس حقیقت کا ذکر فرمایا گیا ہے ؟ ۳:جنات خوب جانتے تھے کہ وہ سب قیامت کے دن اللہ ﷻ کے سامنے پیش کیئے جائیں گے۔

آیت نمبر ۱۵۹: ۱:اس آیت میں من گھڑت شرکیہ عقائد کے بارے میں کیا حقیقت بیان کی گئی ہے ؟ ۱:اللہ ﷻ ان تمام باتوں سے پاک ہے جو مشرکین اللہ ﷻ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

آیت نمبر ۱۶۰: ۱:مشرکین کے مقابلہ میں اللہ ﷻ کے کن بندوں کا ذکر فرمایا گیا ہے ؟ ۱:اللہ ﷻ کے مخلص بندوں کا ذکر فرمایا گیا ہے۔

۲:اس آیت میں اللہ ﷻ کے مخلص بندوں کی کیا صفت بیان فرمائی گئی ہے ؟ ۲:وہ اللہ ﷻ پر کوئی بہتان نہیں لگاتے۔ اور اللہ ﷻ کے بارے میں کوئی بدعقیدگی نہیں رکھتے۔

عملی پہلو: اللہ ﷻ کے وہ بندے جنہیں اللہ ﷻ نے چُن لیا ہے، چاہے وہ جنات میں سے ہوں یا انسانوں میں سے، وہ قیامت کے دن کی پکڑ سے محفوظ و مامون رہیں گے۔ وہ نہایت اعزاز کے ساتھ جنت میں بلائے جائیں گے۔

آیت نمبر ۱۶۱: ۱:اس آیت میں کن کا ذکر کیا گیا ہے ؟ ۱:مشرکین اور ان کے جھوٹے معبودوں کا۔

آیت نمبر ۱۶۲: ۱: مشرکین اور جھوٹے معبودوں کے کس ارادے کا ذکر کیا گیا ہے؟ ۱: مشرکین اور جھوٹے معبود لوگوں کو اللہ ﷻ کے بارے میں گمراہ کرنا چاہتے ہیں۔ ۲: کیا مشرکین اور ان کے جھوٹے معبود اپنے بُرے ارادوں میں کامیاب ہو سکیں گے؟ ۲: ہر گز نہیں۔ مشرکین اور ان کے جھوٹے معبود لوگوں کو اللہ ﷻ کے خلاف بہکانے میں ذرہ بھر بھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔

عملی پہلو: اللہ ﷻ کے پسندیدہ بندے شیطان اور اس کے پیروکاروں کے بہکاوے میں نہیں آئیں گے۔ جیسا کہ ارشاد فرمایا گیا: ''(ابلیس نے) کہا اے میرے رب! جیسے تُونے مجھے گمراہ کیا میں ضرور اُن کے لئے زمین میں (گناہوں کو) مُزیّن کروں گا میں ان سب لوگوں کو ضرور گمراہ کروں گا۔ سوائے ان کے جو تیرے چُنے ہوئے بندے ہیں۔ (اللہ نے) فرمایا یہ (وہ) راستہ ہے جو سیدھا مجھ تک پہنچتا ہے۔ بے شک جو میرے بندے ہیں اُن پر تیرا کوئی زور نہیں چلے گا سوائے ان گمراہوں کے جو تیری پیروی کریں گے۔ اور یقیناً اُن سب کے لئے وعدہ کی جگہ جہنم ہے۔'' (سورۃ الحجر ۱۵، آیات: ۳۹ تا ۴۳)

آیت نمبر ۱۶۳: ۱: کیسے لوگ مشرکین اور ان کے جھوٹے معبودوں کے ورغلانے میں آتے ہیں؟ ۱: وہ لوگ جو واقعی جہنم میں جانے والے ہیں۔ یعنی وہ لوگ جو جانتے بوجھتے حق کا انکار کریں اور کفر ہی پر اڑے رہیں۔

عملی پہلو: ہمیں ہر وقت اپنا جائزہ لینا چاہیئے کہ کہیں ہم اللہ ﷻ کو ناراض کرنے والے کام کر کے شیطان اور اس کے ساتھیوں کے بہکاوے میں تو نہیں آ رہے۔

آیت نمبر ۱۶۴: ۱: اس آیت میں اللہ ﷻ کی کس مخلوق کا ذکر فرمایا گیا ہے؟ ۱: فرشتوں کا۔
۲: اس آیت میں فرشتوں کے بارے میں کس حقیقت کو بیان کیا گیا ہے؟ ۲: فرشتوں میں سے ہر ایک کا مقام متعین ہوتا ہے اور وہ اپنے مقام سے تجاوز نہیں کر سکتے۔
۳: فرشتوں کی متعین حدود اور مقام کے ذکر سے کیا سمجھایا گیا ہے؟ ۳: اللہ ﷻ نے فرشتوں کی زبانی ان کی عبودیت کے اعتراف کو بیان کیا ہے اور اس سے مقصود ان لوگوں کی تردید ہے جو فرشتوں کو اللہ ﷻ کی بیٹیاں اور معبود کہتے ہیں، حالانکہ وہ تو اللہ ﷻ کی مخلوق اور اس کے خاص بندے ہیں، وہ معبود کیسے ہو سکتے ہیں؟

آیت نمبر ۱۶۵: ۱: فرشتے اللہ ﷻ کی جناب میں کس کیفیت میں کھڑے ہوتے ہیں؟ ۱: فرشتے اللہ ﷻ کی جناب میں صفیں باندھے کھڑے ہوتے ہیں۔

فرمانِ نبوی ﷺ: ''تم ملائکہ کی صفوں کی طرح صف بندی کیوں نہیں کرتے؟ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ملائکہ کیسے صف بندی کرتے ہیں؟ فرمایا: ملائکہ اپنے رب کے سامنے اس طرح صف بندی کرتے ہیں کہ اگلی صفوں کو پورا (پورا) بھر دیتے ہیں اور باہم مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔'' (صحیح مسلم، سنن ابی داؤد)

آیت نمبر ۱۶۶: ۱: اس آیت میں فرشتوں کا کیا وظیفہ بیان فرمایا گیا ہے؟ ۱: وہ ہمہ وقت اللہ ﷻ کی تسبیح کرنے والے ہیں۔

فرمانِ نبوی ﷺ: ''آسمان پر چار انگلی کے برابر بھی جگہ ایسی نہیں ہے کہ جہاں کوئی فرشتہ اللہ کے لئے (اس کے سامنے) اپنی پیشانی رکھ کر سجدہ نہ کرے۔'' (جامع ترمذی)

آیت نمبر ۱۶۷: ۱: اس آیت میں اللہ ﷻ کی مخلوقات میں سے کس کا ذکر کیا گیا ہے؟ ۱: مشرکین مکہ کا۔

آیت نمبر ۱۶۸: ۱: اس آیت میں مشرکین مکہ کی کس تمنا کا ذکر کیا گیا ہے؟ ۱: مشرکین مکہ تمنا کرتے تھے کہ کاش ان کے پاس بھی پہلے لوگوں کی طرح آسمانی کتاب ہوتی۔

آیت نمبر ۱۶۹: ۱: اس آیت میں مشرکین مکہ کے کس عزم کا ذکر کیا گیا ہے؟ ۱: مشرکین مکہ یہ عزم رکھتے تھے کہ اگر ان کے پاس بھی اللہ ﷻ کی طرف سے کتابیں آتیں تو وہ اللہ ﷻ پر ایمان لا کر اور اس کی فرماں برداری کر کے اللہ ﷻ کے برگزیدہ بندوں میں سے ہوتے۔

آیت نمبر ۱۷۰: ۱: نبی کریم ﷺ کی بعثت پر مشرکین مکہ نے کیا طریقہ اختیار کیا؟ ۱: اپنی تمنا کے برخلاف جب اللہ ﷻ نے مشرکین مکہ کی طرف نبی کریم ﷺ کو بھیجا تو انہوں نے آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے لائے ہوئے قرآن کا انکار کیا اور آپ ﷺ کی مخالفت کی۔
۲: مشرکین مکہ کے اس کفر پر ان کا کیا نتیجہ نکلنے والا تھا؟ ۲: دنیا اور آخرت کا عذاب جو وہ جان کر رہیں گے اور وہ ان کو مل کر رہے گا۔

آیت نمبر ۱۷۱: ۱: اس آیت میں کس کے فیصلے کا ذکر فرمایا گیا ہے؟ ۱: اللہ ﷻ کے فیصلے کا ذکر فرمایا گیا ہے۔

۲: اللہ تعالیٰ نے کس کے حق میں فیصلہ فرمایا؟ ۲: اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کے حق میں فیصلہ فرمایا ہے۔

۳: اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ کب سے کیا ہوا ہے؟ ۳: اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ ازل سے کیا ہوا ہے۔

آیت نمبر ۱۷۲: ۱: اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کے حق میں کیا فیصلہ فرمایا ہوا ہے؟ ۱: اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیشہ انبیاء کرام علیہم السلام کو مدد حاصل ہوتی رہے گی۔

علمی بات: رسولوں کے واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ انہیں دعوتِ حق کے راستے میں شدید مصائب اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑا لیکن بالآخر نصرت الٰہی نے انہیں کامیابی سے ہم کنار کیا۔

آیت نمبر ۱۷۳: ۱: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کس بات کا اعلان فرمادیا ہے؟ ۱: اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمادیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا لشکر ہی غالب رہے گا۔

۲: اللہ تعالیٰ کے لشکر سے کون لوگ مراد ہیں؟ ۲: انبیاء ورسول علیہم السلام، اور اہل ایمان۔ ۳: اللہ تعالیٰ کا لشکر کن لوگوں پر غالب رہے گا؟ ۳: کفار اور مشرکین پر۔

آیت نمبر ۱۷۴: ۱: اس آیت میں اللہ تعالیٰ کس سے خطاب فرمارہا ہے؟ ۱: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔

۲: اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا تلقین کی ہے؟ ۲: کفار اور مشرکین سے کچھ مدت کے لئے اعراض کرنے یعنی صرفِ نظر کرنے کی اور اِن کو اِن کے حال پر چھوڑ کر مہلت دینے کی۔

آیت نمبر ۱۷۵: ۱: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا فرمایا ہے؟ ۱: اس آیت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے فیصلے کا انتظار کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

۲: اس آیت میں مشرکین مکہ اور کفار کو کیا وعید سنائی گئی ہے؟ ۲: انہیں وعید سنائی گئی ہے کہ وہ عنقریب اپنا بُرا انجام دیکھ لیں گے۔

۳: اس آیت میں کیا مضامین بیان ہوئے ہیں؟ ۳: اس آیت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے اور کفار اور مشرکین کے لئے عذاب کی وعید سنائی گئی ہے۔

آیت نمبر ۱۷۶: ۱: اس آیت میں کفار و مشرکین کے کس طرزِ عمل کو بیان کیا گیا ہے؟ ۱: کفار و مشرکین آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے عذاب کے جلد آنے کا مطالبہ کررہے تھے۔

آیت نمبر ۱۷۷: ۱: اس آیت میں مشرکین مکہ کے مذاق اُڑاتے ہوئے جلدی عذاب نازل کرنے کے مطالبہ کا کیا جواب دیا گیا ہے ۱: اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب عذاب نازل ہوگا تو وہ صبح ان کے لئے انتہائی بُری مصیبت والی ہوگی۔ ۲: اس آیت میں ڈرائے جانے والے لوگوں سے کون مراد ہے؟ ۲: مشرکین مکہ۔

۳: مشرکین مکہ کو ڈرانے والے سے کون مراد ہے؟ ۳: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو مشرکین مکہ کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈراتے تھے۔

آیت نمبر ۱۷۸: ۱: مشرکین مکہ کے حوالے سے اس آیت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا نصیحت فرمائی گئی ہے؟ ۱: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے نصیحت فرمائی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ دیر کے لئے مشرکین مکہ سے اعراض فرمائیے۔ ۲: اعراض فرمانے سے کیا مراد ہے؟ ۲: مشرکین مکہ کو ان کے حال پر چھوڑ دینا۔

آیت نمبر ۱۷۹: ۱: اس آیت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا تسلی دی گئی ہے؟ ۱: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشرکین مکہ کا بُرا انجام دیکھیں گے۔

۲: اس آیت میں مشرکین مکہ کے لئے کیا وعید ہے؟ ۲: اس آیت میں مشرکین مکہ کے لئے وعید ہے کہ وہ اپنے بُرے اعمال کا انجام دنیا میں بھی عذاب کی صورت میں دیکھ کر رہیں گے۔

آیت نمبر ۱۸۰: ۱: اس آیت میں مشرکین مکہ کے شرک کی کیا حقیقت بیان کی گئی ہے؟ ۱: اللہ تعالیٰ ہر طرح کے شرک سے پاک ہے جو وہ لوگ بیان کرتے ہیں۔

علمی بات: یہی مضمون سورۃ الانبیاء ۲۱، آیات ۲۱، ۲۲، اور سورۃ الطور ۵۲، آیت: ۴۳ میں بھی بیان ہوا ہے۔

۲: اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی کیا شان بیان فرمائی گئی ہے؟ ۲: آپ کا رب جو "رَبّ العِزۃ" ہے ان تمام باتوں سے پاک ہے جو یہ مشرکین بناتے ہیں۔

"رَبّ العِزۃ" کے معنی ہیں غلبہ والا، صاحب اقتدار، عظمت اور رفعت والا۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہی عزت و رفعت اور اقتدار و اختیار کا اصل مالک ہے۔

علمی بات: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کئی بار سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز ختم ہونے کے بعد یہ آیات تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ (قرطبی) متعدد تفاسیر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ قول ذکر کیا گیا ہے کہ "جو شخص یہ چاہتا ہے کہ قیامت کے دن اسے بھرپور پیمانے سے اجر ملے، اسے چاہیئے کہ وہ اپنی ہر مجلس کے آخر میں یہ تین آیتیں پڑھا کرے۔" (ابن ابی حاتم)

آیت نمبر ۱۸۱: ا: اس آیت میں رسولوں علیہم السلام کی کیا عظمت بیان فرمائی گئی ہے؟ ا: رسولوں علیہم السلام پر دنیا اور آخرت میں سلام بیان فرمایا گیا ہے۔

آیت نمبر ۱۸۲: ا: اس آیت میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی کیا شان بیان فرمائی گئی ہے؟ ا: اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی تعریف کا مالک ہے اور وہی تمام جہانوں کا رب ہے۔

۲: حمد کے کیا معنی ہیں؟ ۲: ایسی تعریف جس میں شکر گزاری کے جذبات بھی ہوں حمد کہلاتی ہے۔

۳: رب کے کیا معنی ہیں؟ ۳: رب وہ ہے جو کسی شے کو آہستہ آہستہ منصب کمال تک پہنچائے۔ ۴: حقیقی رب کون ہے؟ ۴: حقیقی رب اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہے جو تمام مخلوقات کی تمام حاجات وضروریات کو پورا فرماتا ہے۔ ۵: عالمین سے کیا مراد ہے؟ ۵: عالمین جمع ہے عالم کی۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی مخلوقات میں بہت سے عالم ہیں مثلاً جنات کا ایک عالم ہے، فرشتوں کا ایک عالم ہے، انسانوں کا ایک عالم ہے، حیوانات کا عالم ہے، نباتات اور جمادات کا عالم ہے وغیرہ یہ سب عالم مل کر عالمین کہلاتے ہیں۔

عملی پہلو: اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے لئے حمد وتسبیح ہے جب کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے درود و سلام ہے۔ جس کا ہمیں کثرت سے اہتمام کرنا چاہیئے۔

علمی بات: ان تین آیات میں پوری سورت کے مضامین کا خلاصہ آ گیا ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے رب ہونے کی صفت اور اس کا رب العزت ہونا بیان فرمایا گیا ہے اور جو بھی لوگ ذات باری تعالیٰ کے بارے میں غلط باتیں کہتے ہیں یا دل میں اعتقاد رکھتے ہیں ان کی تردید کی گئی۔ آخری رکوع سے پہلے دو رکوع میں متعدد انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے سلام کا تذکرہ فرمایا تھا یہاں سورت کے اختتام پر وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ فرما کر تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو سلام کی دولت سے نواز دیا۔ جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے بندوں کے درمیان خیر پہنچانے کا ذریعہ تھے۔ اور آخر میں وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ فرما کر یہ بتایا گیا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہمیشہ ہر حال میں حمد وثناء کا مستحق ہے۔

مشقوں کے جوابات

سمجھیں اور حل کریں؟

سوال ۱: کالم (الف) کے ہر جملہ کو کالم (ب) کے درست جملہ سے لائن لگا کر ملائیں:

الف	ب
حضرت یونس علیہ السلام نے	حضرت یونس علیہ السلام کے لقب ہیں۔
حضرت یونس علیہ السلام کی قوم نے	ایک بیل دار درخت اُگا دیا۔
مچھلی نے حضرت یونس علیہ السلام کو	قوم کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا۔
اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کے لئے	عذابِ الٰہی کے آثار دیکھ کر توبہ کرلی۔
"ذُوالنُّوْن" اور "صَاحِبُ الْحُوْت"	حفاظت سے اپنے پیٹ میں رکھ لیا۔

سوال ۲: مندرجہ ذیل جملوں کے بارے میں بتایئے کہ وہ کس کا قول ہے:

نمبر شمار	جملے	اللہ ﷻ	حضرت یونس علیہ السلام	فرشتے	کفار
۱	پھر ہم نے انہیں چٹیل میدان میں ڈال دیا اس حال میں کہ وہ بیمار تھے۔	✓			
۲	تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو پاک ہے، یقیناً میں ہی نقصان کاروں میں سے ہوں۔		✓		
۳	اور یقیناً ہم صف باندھے کھڑے رہنے والے ہیں۔			✓	
۴	اگر ہمارے پاس پچھلے لوگوں کی کوئی نصیحت (کی کتاب) ہوتی تو یقیناً ہم اللہ ﷻ کے چُنے ہوئے بندے ہوتے۔				✓
۵	تم نے خواب سچ کر دکھایا ہم نیک لوگوں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔	✓			

سوال ۳: مندرجہ ذیل جملوں پر صحیح (✓) یا غلط (×) کا نشان لگائیں:

نمبر شمار	جملے	صحیح	غلط
۱	عراق کے شہر نینویٰ کی آبادی دو لاکھ سے زیادہ تھی۔		✓
۲	حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں رہنے کی وجہ سے بے حد کمزور ہو گئے تھے۔	✓	
۳	مچھلی نے جس جگہ حضرت یونس علیہ السلام کو ڈالا تھا وہ ایک آباد بستی تھی۔		✓
۴	شہر نینویٰ پر سیاہ بادل چھاگئے اور تاریک دھواں اس قوم کے گھروں کی طرف بڑھنے لگا۔	✓	
۵	اللہ ﷻ کے عذابِ الٰہی کے سائے دیکھ کر شہر کے تمام لوگ اپنے اہل عیال سمیت میدان میں نکل آئے۔	✓	

سوال ۴: خالی جگہ پُر کریں:

(۱) حضرت یونس بن متّٰی علیہ السلام ______ کی نسل میں سے ہیں۔ (حضرت ہود علیہ السلام)

(۲) حضرت یونس علیہ السلام کے چلے جانے کے بعد ______ کے آثار نظر آنے لگے۔ (عذاب)

(۳) حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں ______ کرتے رہے۔ (اللہ ﷻ کی تسبیحات)

(۴) شہر نینویٰ کی آبادی ______ سے زیادہ تھی۔ (ایک لاکھ)

(۵) نینویٰ ______ کے کنارے ایک بارونق شہر تھا۔ (دریائے دجلہ)

سوال ۵: نیچے دیئے گئے جملوں کے ساتھ بنے ہوئے خانوں میں قصے کی ترتیب کے لحاظ سے نمبر ڈالیئے:

(۸) ایک بڑی مچھلی نے اللہ ﷻ کے حکم سے حضرت یونس علیہ السلام کو بغیر نقصان پہنچائے نگل لیا۔

(۱۰) اللہ ﷻ نے حضرت یونس علیہ السلام کو دوبارہ اہل نینویٰ کی طرف جانے کا حکم فرمایا۔

(۲) حضرت یونس علیہ السلام نے کئی سال تک نینویٰ کے لوگوں کو اللہ ﷻ کا پیغام پہنچایا۔

(۶) نینویٰ والے اللہ ﷻ کے حضور اپنے گناہوں کا اعتراف کر کے عذاب سے پناہ مانگنے لگے۔

(۳) نینویٰ کے لوگ اپنے رسول علیہ السلام کا انکار اور ان کی مخالفت کرتے رہے۔

(۵) حضرت یونس علیہ السلام کے چلے جانے کے بعد عذاب کے آثار نظر آنے لگے۔

(۹) مچھلی کے پیٹ میں آپ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور استغفار کرتے رہے۔

(۱) حضرت یونس علیہ السلام کو عراق کے شہر نینویٰ کے مشرک لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا۔

(۷) حضرت یونس علیہ السلام عذاب کے مقام سے دور رہنے کے ارادہ سے ایک بھری ہوئی کشتی میں سوار ہوئے۔

(۴) حضرت یونس علیہ السلام اپنی قوم کے کفر پر ان سے ناراض ہو کر نینویٰ شہر سے دور چلے گئے۔

سوال ۶: مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجئے:

۱- اللہ تعالیٰ نے ہمیں کس طرح کی مٹی سے پیدا فرمایا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے ہمیں چپکتی مٹی سے پیدا فرمایا ہے۔

۲- جب کافروں سے کہا جاتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں تو وہ کیا کرتے تھے؟

جب کافروں سے کہا جاتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں تو وہ تکبر کیا کرتے تھے۔

۳- جہنم میں زقوم کے درخت کے بارے میں جو باتیں بیان کی گئی ہیں ان میں سے کوئی سی دو لکھیں؟

i۔ وہ ایک ایسا درخت ہے جو جہنم کی جڑ میں (سے) نکلتا ہے۔ ii۔ اس کے خوشے ایسے ہیں جیسے وہ شیطانوں کے سر ہوں۔

۴- کافر جب اللہ تعالیٰ کی کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو ان کا کیا رویہ ہوتا ہے؟

کافر جب اللہ تعالیٰ کی کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو خوب مذاق اُڑاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو واضح جادو ہے۔

۵- اس سورت میں نو انبیاء کرام علیہم السلام کے واقعات کا ذکر آیا ہے ان کے نام لکھیئے؟

حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت اسحاق علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت ہارون علیہ السلام، حضرت الیاس علیہ السلام، حضرت لوط علیہ السلام اور حضرت یونس علیہ السلام۔

عملی سرگرمی:

۱۔ اس سورت کی آخری تین آیات طلبہ کو زبانی یاد کروائیں اور ان کی اہمیت لکھوائیں۔

۲۔ حضرت یونس علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے قصہ کو متعلقہ الفاظ کی مدد سے ایک خاکہ کی صورت میں بھی سمجھایا جاسکتا ہے۔

۳۔ اس سورت میں ذکر کیئے گئے نو انبیاء کرام علیہم السلام کے مختصر تعارف پر ایک چارٹ بنوا سکتے ہیں۔ مثلاً رسول کا نام، قوم کا نام، مقام، قوم کا جرم، انجام وغیرہ۔

۴۔ طلبہ میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کا جذبہ پیدا کرنے کے لئے ان سے کہا جاسکتا ہے کہ وہ اپنی انتہائی پسندیدہ چیز کسی مستحق کو دیں اور خاص موقعوں اور حالات میں اجتماعی طور پر بھی چیزیں جمع کر کے کسی مستحق ادارہ یا بچوں کو دی جاسکتی ہیں۔

نوٹ: یہ (FAQs) 2013 میں مرتب کیے گئے ہیں۔

مطالعۂ قرآنِ حکیم کے نصاب سے متعلق عمومی پوچھے جانے والے سوالات

Frequently Ask Questions about Mutalae Quran-e -Hakeem (FAQs)

ا۔ یہ نصاب تیار کرنے کی کیوں ضرورت پیش آئی؟

ہمارا ایمان ہے کہ قرآن حکیم اللہ ﷻ کا پیغام ہے جو کہ تمام انسانوں کے لئے ہے۔ ہماری فلاح اور نجات اسی میں ہے کہ ہم اس کو سمجھیں اور اس کے تقاضوں پر عمل کریں۔ عام طور پر بڑوں کے لئے قرآن فہمی کے حوالے سے کہیں نہ کہیں کوئی اہتمام ہو جاتا ہے۔ نیز مسلمان کو جب توجہ ہوتی ہے تو وہ قرآن فہمی کی کوشش کرلیتا ہے۔ مگر ایک خیال یہ آیا کہ کیوں نہ اسکول کے نظام تعلیم کو سامنے رکھتے ہوئے قرآن فہمی کی کوشش کی جائے۔ اسکول میں اسلامیات بہر حال پڑھائی جاتی ہے تو کیوں نہ اسی دوران طلباء و طالبات کو پورے قرآنِ حکیم سے گزارنے کی کوشش کی جائے کیوں کہ اس عمر میں جو بات ذہن میں بٹھادی جاتی ہے اس کے اثرات دیرپا اور پائدار ہوتے ہیں۔ ہماری ناقص معلومات کی حد تک ایسا کوئی مربوط نصاب دستیاب نہ تھا اس لئے کوشش کی گئی ہے کہ طلباء و طالبات کی ذہنی سطح کے مطابق قرآن حکیم کا ایک ایسا نصاب تیار کیا جائے جو ان کو عصری تعلیم ہی کے دوران "اسلامیات" کے عمومی نصاب کے ساتھ پڑھایا جائے اور بہت زیادہ اضافی وقت درکار نہ ہو نیز اس نصاب کا آغاز تیسری جماعت سے کرایا جائے۔ یوں طلباء اسکول ہی میں عصری تعلیم کے ساتھ ساتھ ے سالوں میں پورے قرآنِ حکیم کے ترجمہ، مختصر تشریح اور اہم مضامین سے واقف ہو جائیں۔

۲۔ لفظی تراجم اور تفاسیر پہلے سے موجود تھیں پھر اس نصاب کی ضرورت کیوں ہوئی؟

یقیناً ہمارے علماءِ کرام نے اس دور میں اردو زبان میں بہت کام کیا ہے جن میں لفظی تراجم، بامحاورہ ترجمے اور کئی تفاسیر بھی شامل ہیں جس میں بڑوں کی رہنمائی کے لئے یقیناً بہت سا مواد موجود ہوتا ہے۔ مگر عام طور پر مشکل زبان اور گہرے مضامین کی وجہ سے اسکولوں میں زیرِ تعلیم طلباء و طالبات کے لئے یہ باتیں ان کی ذہنی سطح سے بالاتر ہو جاتی ہیں۔ اس لئے اس نصاب میں کوشش یہ کی گئی ہے کہ جو معروف تراجم اور تفاسیر دستیاب ہیں اُنہی سے استفادہ کر کے بچوں کی ذہنی سطح کے مطابق پورے قرآن حکیم کا ایک نصاب تیار کیا جائے۔ تاکہ قرآن فہمی ان طلباء و طالبات کے لئے آسان ہو سکے۔

۳۔ یہ نصاب کس مسلک کے مطابق ہے؟

یہ حقیقت ہے کہ ہمارے معاشرے میں کئی مسالک یا معروف مکاتب فکر موجود ہیں۔ ہم سب کا احترام کرتے ہیں اور یہ مکاتب فکر اور مسالک مسلمانوں ہی کے ہیں۔ لیکن قرآن حکیم کسی خاص مسلک کے لئے تو نہیں ہے بلکہ پورے عالَم انسانیت کے لئے ہدایت کا سرچشمہ ہے اس نصاب میں خاص طور پر یہ کوشش کی گئی ہے کہ معروف مکاتب فکر اور مسالک کے علماء کے تراجم و تفاسیر کو سامنے رکھتے ہوئے نصاب کو تیار کیا جائے اور کوشش کی گئی ہے کہ قرآن کا سادہ اور بنیادی پیغام طلباء و طالبات کے سامنے لایا جائے اور اختلافی مسائل میں سے ضروری اُمور پر اتحاد تنظیمات مدارس پاکستان کے نامزد نمائندگان سے کوئی متفقہ تجویز حاصل کر کے اسے شامل کیا جائے اور باقی اختلافی معاملات میں حتی الوسع صرف نظر کیا جائے۔ مستقبل میں جب ان طلباء میں ان شاء اللہ قرآن حکیم کا فہم بڑھے گا اور اس کی مزید خواہش پیدا ہوگی تو وہ اپنے

اپنے مکاتب فکر و مسالک کے علماء سے بھی رہنمائی حاصل کرلیں گے۔ تاہم کوشش یہ کی گئی ہے کہ فرقہ وارانہ اور اختلافی امور کو مطالعۂ قرآن حکیم کے نصاب میں زیر بحث نہ لایا جائے۔

۴۔ کیا اس نصاب کے لئے علماء کرام سے رجوع کیا گیا ہے؟

الحمدللہ معروف مکاتبِ فکر کے چند علماء کرام اور مفتیان کرام کو یہ نصاب نظر ثانی کے لئے دکھایا جاتا ہے جو اپنی مفید آراء اور تجاویز سے ہمیں آگاہ فرماتے ہیں اور ان کی آراء اور تجاویز کی روشنی میں اسے بہتر سے بہتر کرنے کی کوشش جاری ہے۔ مزید برآں اتحاد تنظیمات مدارس پاکستان کی کمیٹی کے معروف علماء کرام کی نظر ثانی کی روشنی میں اس نصاب کو بہتر سے بہتر کیا جارہا ہے۔ ان کے علاوہ تمام مکاتبِ فکر کے معروف علماء کرام کے کلماتِ تحسین تحریری شکل میں بھی موجود ہیں۔

۵۔ اس نصاب میں شامل ترجمہ اور تشریح کس طرح مرتب کی گئی ہے؟

جیسا کہ پہلے بھی عرض کیا جاچکا ہے کہ اس نصاب کی تیاری میں معروف مکاتب فکر کے تراجم اور تفاسیر سے استفادہ کیا گیا ہے۔ اردو زبان کے ستر (۷۰) سے زائد معروف و معتبر تراجم و تفاسیر کو سامنے رکھ کر یہ نصاب مرتب کیا گیا ہے اور انہی کی حدود میں رہ کر طلباء کی ذہنی سطح کے مطابق ترجمہ کو آسان بھی کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کیوں کہ زبان ہر دور میں بدلتی رہتی ہے اسی لئے ترجمہ کو آسان کیا گیا ہے۔ مزید برآں معروف تفاسیر کو سامنے رکھ کر ہی اساتذہ کے لئے ایسے نوٹس مرتب کیئے گئے ہیں جن پر اکثر علماء کا اتفاق ہے۔ الحمدللہ دی علم فاؤنڈیشن کی لائبریری اور آن لائن موجود تراجم و تفاسیر سے بھی استفادہ کیا جاتا ہے۔

۶۔ اس نصاب کی تیاری میں مصروف لوگ کون ہیں؟

الحمدللہ دی علم فاؤنڈیشن کی وہ ٹیم جو اس نصاب پر کام کررہی ہے وہ بنیادی طور پر چند افراد پر مشتمل ہے اور یہ تمام افراد قرآنِ حکیم کی بنیادی عربی کو سیکھ چکے ہیں۔ ان میں سے کئی ایک مدرسین بھی ہیں، چند ایک جمعہ کے خطیب بھی ہیں اور وہ الحمدللہ ماہ رمضان المبارک میں قرآن کا مکمل ترجمہ اور تشریح بھی بیان کرتے ہیں۔ ان ساتھیوں نے باقاعدہ قرآن فہمی کورسز کیئے ہیں جس میں انہوں نے باقاعدہ یہ سیکھا ہے کہ قرآنِ حکیم کا ترجمہ اور تشریح کیسے کی جائے؟ ان کے علاوہ جیسا کہ پہلے بھی عرض کیا جاچکا ہے کہ علماء کرام یہ پورا نصاب دیکھتے ہیں، اس کا ایک ایک حرف ان کی نظر سے گزرتا ہے۔ مزید برآں یہ نصاب ان علماء کرام کے علاوہ چند دیگر علماء کرام کو بھی دکھایا جاتا ہے اور گاہے بگاہے یہ نصاب اساتذہ کرام اور دیگر اہل علم حضرات کو بھی دکھا کر ان سے رہنمائی لی جاتی ہے۔

۷۔ دی علم فاؤنڈیشن کو کون لوگ چلارہے ہے اور مالی معاونت کس طرح ہورہی ہے؟

دی علم فاؤنڈیشن اصل میں ایک ٹرسٹ ہے جس کے کچھ Trustees ہیں۔ یہ وہ حضرات ہیں جو شہر کراچی کے معروف کاروباری طبقات سے تعلق رکھتے ہیں۔ اللہ ﷻ نے انہیں درد دل بھی عطا فرمایا ہے اور دین کی خدمت کا جذبہ بھی دے رکھا ہے۔ اللہ ﷻ نے ان کو اپنی نعمتوں سے بھی نوازا ہے۔ یہ حضرات چاہتے ہیں کہ کار خیر میں اپنا حصہ ڈالیں اور یہ سارا عمل صدقہ جاریہ بن جائے۔ اس کے سوا ان حضرات یا ادارے کو چلانے والوں کے پیشِ نظر کوئی اور مقصد نہیں ہے۔

۸۔ کتاب کی حفاظت اور ادب کا مسئلہ کیسے حل کیا جائے؟

اس کا بنیادی جواب تو یہ ہے کہ اسکولوں میں طلباء اسلامیات کی کتاب بھی پڑھ رہے ہوتے ہیں جس میں قرآن و حدیث پر مبنی مواد شامل ہوتا ہے۔ جہاں تک نابالغ بچوں کی بات ہے تو ظاہر ہے ان پر شریعت کے احکام لاگو نہیں ہوتے۔ اس لئے وہ گناہ گار تو نہیں ہوتے تاہم ہمیں چاہیئے کہ خواہ اسلامیات کی کتاب ہو یا اردو ہی کی کتاب، جہاں بھی اللہ ﷻ کا نام لکھا ہو ہمیں اِنہیں اس کا ادب سکھانا چاہیئے۔ جیسے اسلامیات کی کتاب اسکولوں میں پڑھائی جاتی ہے ویسے ہی یہ مطالعۂ قرآن حکیم کی کتاب بھی پڑھائی جائے گی۔ مگر ادب ضرور کرنا چاہیئے۔ تاہم علماء کرام یہ فرماتے ہیں کہ جس کتاب میں قرآن کا متن کم ہو اور ترجمہ، تشریح اور دیگر الفاظ کی تعداد زیادہ ہو تو اس کتاب کے مجموعہ کو قرآن نہیں کہا جائے گا۔ مطالعۂ قرآن حکیم کی کتاب پر قرآن کا تو اطلاق نہیں ہو گا مگر بچوں کو شروع ہی سے ادب سکھایا جائے تاکہ وہ ادب کرنا سیکھیں جیسے کہ کہاوت ہے کہ با ادب بانصیب، بے ادب بے نصیب۔ جو استاد اور کتاب کی عزت کرتا ہے وہی خوش نصیب ہے۔

۹۔ اس نصاب کو کون پڑھائے گا؟

ہر اسکول میں اسلامیات کا مضمون تو پڑھایا ہی جاتا ہے اور اسلامیات پڑھانے والے اساتذہ مسلمان ہی ہوا کرتے ہیں۔ تو کم سے کم جس استاد پر یہ اعتماد ہو کہ وہ مسلمان بچوں کو اسلامیات پڑھا لیں گے تو ہمارا خیال ہے کہ ایسے ہی ایک استاد مطالعۂ قرآن حکیم کے نصاب کو بھی پڑھا سکیں گے۔ ان کی تھوڑی سی رہنمائی اور ترغیب و تشویق کی ضرورت ہوگی جو الحمد للہ دی علم فاؤنڈیشن کے پلیٹ فارم سے کی جاتی ہے۔ اساتذہ کے لئے علیحدہ سے تدریسی ہدایات بھی مرتب کی گئی ہیں اور ان کی ویڈیو ریکارڈنگ بھی تیار کی جا چکی ہے۔ جب اساتذہ یہ نصاب پڑھانا شروع کرتے ہیں تو انہیں ابتدائی رہنمائی بھی فراہم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس نصاب کے ہر حصہ کے حوالہ سے اساتذہ کو نوٹس بھی فراہم کیئے جاتے ہیں جو کہ آیت بہ آیت تفسیری نکات پر مشتمل ہیں۔ اس طرح ہر آیت جو نصاب میں پڑھائی جائے گی اس کے تفسیری نکات بھی فراہم کر دیئے جاتے ہیں۔ یوں تدریسی ہدایات، ابتدائی رہنمائی اور آیت بہ آیت تشریحی نکات ان سب کے مجموعہ کے ذریعے اسلامیات کے اساتذہ بھی یہ نصاب موئثر طور پر با آسانی پڑھا سکیں گے، ان شاء اللہ۔

۱۰۔ اس نصاب کو کیسے پڑھایا جائے؟

قرآنِ حکیم دنیا کی سب سے عظیم کتاب ہے۔ اس لئے جو اساتذہ اس نصاب کو پڑھا رہے ہیں وہ اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھیں کہ کتنے عظیم کام کے لئے اللہ ﷻ نے انہیں چن لیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو قرآن سیکھیں اور سکھائیں (صحیح بخاری)۔ سوال یہ ہے کہ کیسے پڑھایا جائے؟ عرض ہے کہ جو اساتذہ اسلامیات پڑھاتے ہیں وہ اسلامیات کے نصاب میں شامل قرآنِ حکیم کا کچھ حصہ بھی پڑھاتے ہیں۔ مگر اس نصاب کی تدریس کے لئے ہم یہ ضرور کہتے ہیں کہ ابتدائی دو حصّوں میں دو طرفہ تدریس کا انداز زیادہ ہو اور تیسری جماعت سے یہ نصاب پڑھایا جائے اور دُہرا دُہرا کر طلباء کے ذہنوں میں بنیادی بات بٹھائی جائے۔ اس حوالے سے ایک ڈیمو کلاس بھی ریکارڈ کرائی گئی ہے۔ اس سے بھی اساتذہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی کسی اسکول میں ضرورت ہو تو دی علم فاؤنڈیشن کی طرف متعلقہ اسکول میں بھی ڈیمو کلاس کا انتظام کیا جا سکتا ہے۔

۱۱۔ کیا اساتذہ کی رہنمائی کے لئے نمونہ کے طور پر ڈیمو کلاس کرائی جاتی ہے؟

اساتذہ کی رہنمائی کے لئے نمونہ کے طور پر ایک ڈیمو کلاس ریکارڈ کرائی گئی ہے۔ اس کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ اساتذہ کے لئے ایک ابتدائی بنیاد سامنے آ جائے کہ کس طرح اس نصاب کی تدریس کی جائے۔ تاہم اساتذہ میں تھوڑا سا جذبہ و ارادہ ہو اور یہ احساس بھی ہو کہ اللہ ﷻ نے ہمیں اس عظیم

کام کے لئے چن لیا تو پھر کسی ڈیمو کلاس کی ضرورت بھی پیش نہیں آتی۔ جب سے اس نصاب کا سلسلہ شروع ہوا ہے ۴۰۰ اسکولوں میں سے صرف دو ہی اسکولوں کی طرف سے ڈیمو کلاس کا تقاضا آیا ہے۔ پھر ڈیمو کلاس کے بعد انہوں نے بھی کہا کہ یہ اتنا آسان ہے کہ شاید ڈیمو کی ضرورت پیش نہ آتی۔ اکثر اسکولوں میں جو اساتذہ ہیں وہ اتنے جذبے والے ہیں کہ انہوں نے خود ہی یہ کام شروع کیا اور الحمدللہ اکثر کو ڈیمو کلاس کی ضرورت بھی پیش نہیں آئی۔ تاہم اگر پھر بھی اس کی ضرورت ہو تو اس حوالہ سے تیار کردہ ویڈیو ریکارڈنگ بھی اس کے لئے استعمال کی جاسکتی ہے اور اگر دی علم فاؤنڈیشن کی جانب سے کسی اسکول میں جانے کی ضرورت ہو اور ممکن ہو تو اس کی بھی کوشش کی جاسکتی ہے۔

۱۲۔ کیا اس نصاب کی آڈیو، ویڈیو ریکارڈنگ موجود ہے؟

جیسا کہ پہلے عرض کیا جاچکا ہے کہ اس نصاب کی تعارفی ویڈیو، ڈیمو کلاس کی ویڈیو، اساتذہ کے لئے تدریسی ہدایات اور عمومی طور پر کیئے جانے والے سوالات (FAQs) کے جوابات پر مبنی ویڈیو ریکارڈنگ بھی موجود ہے۔ آئندہ ہمارا ارادہ ہے کہ اس پورے نصاب کی ویڈیو ریکارڈنگ بھی تیار کر لی جائے۔ اس کا اصل مقصد تو یہ ہے کہ اس نصاب کو آن لائن پیش کیا جاسکے۔ نیز یہ مقصد بھی ہے کہ جن اسکولوں میں اس نصاب کو کسی وجہ سے پڑھانا ممکن نہیں ہے یا وہاں اساتذہ دستیاب نہیں ہیں تو ایسی جگہوں پر اس ویڈیو ریکارڈنگ سے استفادہ کیا جاسکے۔ مزید برآں کچھ اساتذہ اگر اس سے فائدہ اٹھانا چاہیں تو ان کے لئے بھی یہ میسر آسکے۔

۱۳۔ کیا یہ نصاب اسلامیات کا نعم البدل ہے؟

یہ بات واضح ہے کہ اسلامیات کا نصاب جامع (Comprehensive) ہوتا ہے جس میں عقائد، عبادات، ایمانیات، اور اخلاقیات پر بات ہوتی ہے، سیرت النبی ﷺ پر گفتگو ہوتی ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور حقوق العباد پر بھی گفتگو ہوتی ہے۔ لیکن یہ بات بھی ہم جانتے ہیں کہ ہمارے تعلیمی نصاب کی سب سے پتلی کتاب اسلامیات کی ہوتی ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ جتنی اسلامیات پڑھائی جانی چاہیئے وہ نہیں پڑھائی جارہی۔ ہم اس نصاب کو اسلامیات کا نعم البدل تو نہیں کہیں گے لیکن ایک Value Addition ضرور کہیں گے کہ ہمارے طلباء وطالبات کی ذہنی سطح دینی معلومات کے اعتبار سے بلند ہونی چاہیئے۔ آج کے دور میں عموماً لوگ پچاس ساٹھ سال کے ہوجاتے ہیں مگر قرآن ترجمہ کے ساتھ پڑھا ہی نہیں ہوتا۔ (الاماشاءاللہ)۔ تو سوچیئے! کہ آج ایک طالب علم اگر پورے قرآنِ حکیم کا ترجمہ، اسکی تشریح اور اخلاقی ہدایات کے علاوہ بہت بڑے علمی ذخیرے سے گزر جائے گا جو اس مکمل نصاب کی صورت میں دیا جارہا ہے تو سوچیئے! اس کی اسلامیات اور دینی معلومات کا معیار کیا ہوگا۔ بہر حال اس نصاب کی شدید ضرورت تھی جس کو پورا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

۱۴۔ اسلامیات کے نصاب کے ساتھ اس کے لئے وقت کیسے نکالیں؟

انگریزی میں کہا جاتا ہے کہ When there is a will there is a way، اگر نیت صاف ہو تو منزل آسان ہو جاتی ہے۔ الحمدللہ ہزاروں اسکولوں میں اسلامیات کے ساتھ ہی پڑھایا جارہا ہے، ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ان میں سے کسی کو مشکل پیش نہیں آئی۔ سب نے کہا یہ نصاب ہمارے اسکول میں لازماً ہونا چاہیئے۔ قرآنِ حکیم کی تعلیم سے بڑھ کر کون سی تعلیم ہو سکتی ہے۔ کچھ اسکولوں نے اس نصاب کے لئے کچھ کلاسز کا اضافہ کیا ہے۔ دوسرا یہ کہ اسلامیات کے نصاب میں قرآن کا کچھ حصہ (Portion) ہوتا ہے لیکن وہ بہت تھوڑا ہوتا ہے، تو کچھ وہ حصہ تو اس نصاب سے مکمل ہو رہا ہو گا مثلاً ناظرہ، کچھ حفظ، اخلاقیات وغیرہ، کچھ وقت وہاں سے نکال لیا جاتا ہے۔ لیکن اصل بات یہی ہے کہ اب تک کے تجربہ میں وقت

دستیاب نہ ہونے کی شکایت نہیں آئی۔ اس لئے جو بھی دین کا درد رکھنے والے، فکر آخرت رکھنے والے اور قرآنِ حکیم سے محبت رکھنے والے ساتھی ہوں گے وہ خود وقت نکال لیں گے۔ ہمارے پاس اس کے تجربات اسکولوں کی انتظامیہ اساتذہ، والدین اور بچوں کی طرف سے موجود ہیں کہ وہ پڑھنا چاہتے ہیں اور جب سب کی مرضی، خواہش اور تمنا ہو تو راستہ بھی اللہ ﷻ آسان فرما دیتا ہے۔

۱۵۔ کیا نصاب کی تدریس کو جانچنے کا کوئی نظام ہے کہ اسے باقاعدگی سے پڑھایا جارہا ہے یا نہیں؟

اس ضمن میں ایک فارم تیار کیا گیا ہے جو اسکول کو فراہم کیا جاتا ہے اور گزارش ہوتی ہے کہ وہ اسے ماہانہ بنیادوں پر پُر کرکے ڈاک کے ذریعے یا ای میل کے ذریعے بھجوا دیں۔ یوں ہمیں تدریس کے حوالے سے تازہ ترین صورتحال کا علم ہوتا رہتا ہے۔ مزید برآں کوشش کی جاتی ہے کہ ہر مہینے دی علم فاؤنڈیشن کی طرف سے بذریعہ فون اسکول کے بتائے ہوئے وقت کے مطابق جب متعلقہ استاد دستیاب ہوں، رابطہ کرکے فون ہی پر رپورٹ لے لی جائے۔ جسے ہم اپنے ریکارڈ میں محفوظ کرلیتے ہیں۔ یوں ہمیں نصاب کی تکمیل (Coverage) کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ مزید برآں اس رابطہ کے ذریعہ اگر ہمیں اساتذہ کو کوئی مشورہ یا تجویز دینی ہو تو وہ بھی فراہم کر دیتے ہیں۔

۱۶۔ کیا طلباء کی کارگردگی کو جانچنے کا کوئی نظام ہے؟

دی علم فاؤنڈیشن کا براہِ راست رابطہ طلباء و طالبات سے نہیں ہوتا بلکہ یہ رابطہ اساتذہ اور اسکول انتظامیہ کا ہی طلباء و طالبات سے ہوتا ہے۔ ہم نے یہ معاملہ اسکول کی صوابدید پر چھوڑا ہے۔ اسکولز اپنے طور پر اس نصاب کے حوالے سے کوئز پروگرام بھی کراتے ہیں اور ماہانہ، ششماہی اور سالانہ بنیاد پر امتحان بھی لیتے ہیں۔ ہماری معلومات کے مطابق کئی اسکول ایسا کر رہے ہیں۔ البتہ اکتوبر ۲۰۱۲ میں دی علم فاؤنڈیشن نے ایک کوئز پروگرام منعقد کیا تھا جس میں ۱۳ اسکول شریک ہوئے جو حصہ اوّل کی تکمیل کر چکے تھے۔ یہ پروگرام کوئز، آرٹ اور تقریری مقابلے پر مشتمل تھا۔ جس سے یہ محسوس ہوا کہ نہ صرف طلباء و طالبات نے بہت اچھا مطالعہ کیا بلکہ اساتذہ کی طرف سے بھی بھرپور طریقے پر نصاب کی تکمیل کرائی گئی۔ توفی الوقت ہم اس طرح کے مقابلہ جات کا انعقاد کر رہے ہیں مگر آئندہ ہمارا پروگرام ہے کہ ایک مرکزی سوال نامہ دی علم فاؤنڈیشن کی طرف سے بنایا جائے اور پھر اس کے لحاظ سے جانچ پڑتال کی جائے اور اس کی بنیاد پر طلبا و طالبات کو سند اور تحائف بھی دیئے جائیں۔ لیکن یہ آئندہ کا منصوبہ ہے دعا ہے کہ اس پر بھی اللہ ﷻ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

۱۷۔ کیا اس نصاب کی تدریس سے طلباء کے علم و عمل اور کردار میں کوئی تبدیلی پیدا ہوئی ہے؟

عموماً لوگ چاہتے ہیں کہ تبدیلی فوراً نظر آئے مگر جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے کہ دی علم فاؤنڈیشن کا براہ راست رابطہ طلباء و طالبات سے نہیں ہے۔ ہم اسکول سے ہی رابطہ کرسکتے ہیں۔ اساتذہ سے ملنے والی معلومات کے مطابق طلباء نہ صرف اس نصاب میں دلچسپی لیتے ہیں بلکہ جو سرگرمیاں ان سے کرائی جاتی ہیں ان پر بھی بھرپور توجہ دیتے ہیں اور نصاب میں دی جانے والی گھریلو سرگرمیاں گھر والوں کی معاونت سے کرتے ہیں۔ اس طرح گھر والوں کی بھی شمولیت ہو جاتی ہے۔ اساتذہ کے مطابق طلباء میں انبیاء علیہم السلام کے قصوں اور علم و عمل کی باتوں میں اخلاقی اسباق کے ذریعے ان کے کردار و عمل میں بھی تبدیلی دکھائی دیتی ہے۔ ایک مرتبہ کچھ والدین سے بھی اس نصاب کے بارے میں تاثرات فارم بھروائے گئے تو ان کے تاثرات بہت مثبت اور امید افزا تھے۔ باقی اصل کیفیت تو اللہ ﷻ ہی کے علم میں ہے۔ بہرحال جو تاثرات اساتذہ اور والدین کی طرف سے ہم تک پہنچ رہے ہیں، ان کے مطابق اچھے اثرات ہیں جو طلباء میں دکھائی دے رہے ہیں۔

۱۸۔ کیا امتحان لینے کے لئے ماڈل پیپرز تیار کیئے گئے ہیں؟

الحمدللہ دی علم فاؤنڈیشن کی طرف سے اسکولوں کی معاونت کے لئے ماڈل پیپر تیار کیئے گئے ہیں۔ البتہ یہ بات بھی اسکولوں کی صوابدید پر ہے کہ وہ اس ماڈل پیپر کو کس طرح استعمال کریں۔

۱۹۔ کیا تیسری جماعت کے طلباء وطالبات سے اس نصاب کا آغاز کرنا موزوں ہے؟

بعض لوگوں کی طرف سے یہ سوال آتا ہے کہ کیا تیسری جماعت کے طالب علم کو اتنا بھاری نصاب پڑھایا جائے گا؟ اس سلسلے میں یہ گزارش ہے کہ الحمدللہ ہزاروں اسکولوں میں زیادہ تر تیسری جماعت سے ہی یہ نصاب پڑھایا جارہا ہے۔ اب تک کے تجربے سے یہ بات سامنے آچکی ہے کہ Cambridge سسٹم پر چلنے والے اسکول، Matric سسٹم پر چلنے والے اسکول اور وہ اسکول جن میں حفظ وناظرہ کا اہتمام ہوتا ہے، سب میں ہی یہ نصاب تیسری جماعت سے پڑھایا گیا ہے اور پڑھایا جارہا ہے۔ ان اسکولوں کے طلباء نے کوئز پروگرام میں شرکت بھی کی ہے اور یہ طلباء پاس ہوکر تیسری جماعت سے چوتھی جماعت میں بھی جا رہے ہیں۔ یہ خود اس بات کی گواہی ہے کہ اس نصاب کو تیسری جماعت میں پڑھایا جاسکتا ہے۔ تیسری جماعت سے اس نصاب کی تدریس کی تجویز اس لئے بھی ہے کہ عام طور پر جب ایک طالب علم قرآن پڑھ رہا ہو تو تیسری جماعت تک پہنچتے پہنچتے قرآنِ حکیم کے کچھ یا اکثر پارے وہ پڑھ چکا ہوتا ہے اور قرآنِ حکیم کے الفاظ سے مانوس ہو چکا ہوتا ہے نیز اردو پڑھنا بھی کسی درجہ میں اس کے لئے آسان ہو جاتا ہے۔ ان دلائل کی بنیاد پر اس نصاب کو تیسری جماعت سے شروع کرنے کی گزارش کی گئی ہے۔

۲۰۔ رنگوں کے استعمال کا مقصد کیا ہے؟ ہر لفظ کا الگ الگ ترجمہ کیوں نہیں کیا گیا؟

دو رنگ اس لئے استعمال کیئے گئے ہیں تا کہ جتنا قرآنِ حکیم کا متن ایک رنگ میں ہو اسی رنگ میں اس متن کا ترجمہ بھی اس متن کے نیچے آجائے پھر آیت کا دوسرا حصہ دوسرے رنگ میں آئے اور اس کا ترجمہ اسی رنگ میں نیچے آجائے۔ مقصد یہ ہے کے بعض آیات طویل ہوتی ہیں اور ان کا پڑھنا طلباء کے لئے دشوار ہو سکتا ہے، تو اس کو ہم نے چھوٹے حصوں میں تقسیم کیا ہے اور یہ تقسیم رنگوں کے ذریعے سے کی گئی ہے۔ یہ اب ایک معروف طریقہ ہے جو دیگر اداروں نے بھی استعمال کیا ہے۔ لفظی ترجمہ اس لئے نہیں کیا گیا کہ بہت سے لفظی تراجم پہلے سے ہی دستیاب ہیں۔ مقصد یہ تھا کہ اتنا متن اور ترجمہ ایک ہی رنگ میں دیا جائے جو ایک مکمل بات محسوس ہو۔ مزید برآں آیات کی چھوٹے حصوں میں تقسیم کا ایک اور مقصد یہ ہے کہ اساتذہ کو پڑھانے اور طلباء کو پڑھنے میں آسانی ہو جائے۔ پھر ان چھوٹے حصوں کو دہرانا بھی آسان ہوتا ہے۔ یہ چھوٹا حصہ کبھی ایک چھوٹی آیت بھی ہو سکتی ہے جیسے۔۔ الرحمٰن۔۔ اور کبھی آیت کا ٹکڑا بھی ہو سکتا ہے جیسے الحمدللہ الذی۔۔

۲۱۔ مختلف سورتوں کے انتخاب میں کیا حکمت ہے؟

اس نصاب کو سات حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے ("مطالعۂ قرآن حکیم برائے طلباء وطالبات" کے ہر حصے کے آخر میں اس نصاب کی پوری تفصیل موجود ہے)۔ کوشش کی گئی ہے کہ ابتدائی دو تین حصوں میں انبیاء علیہم السلام کے واقعات بالخصوص حضور نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ سے متعلق چند بنیادی اُمور کو پہلے بیان کیا جائے کیوں کہ ان کو سمجھنا آسان ہوتا ہے۔ چھوٹے اور بڑے سب آسانی کے ساتھ قصوں سے باتیں سمجھ لیتے ہیں۔ نیز ان قصوں کے ساتھ چھوٹی مکی سورتوں کو لیا گیا ہے۔ پھر بڑی مکی سورتوں کو شامل کیا گیا اور اس کے بعد آخری حصوں میں مدنی سورتوں کو شامل کیا جائے گا۔ اس طرح

اس نصاب میں سورتوں اور قرآن کے مقامات کا انتخاب کیا گیا ہے۔ یعنی آسان سے مشکل کی طرف گئے ہیں۔ جسے انگریزی میں کہتے ہیں کہ Simple سے Complex کی طرف یا پھر Easy سے Difficult کی طرف جانا۔

۲۲۔ مکی اور مدنی سورتوں کو کس لحاظ سے ترتیب دیا گیا ہے؟

مکی سورتیں قرآن حکیم کا تقریباً دو تہائی حصہ ہیں جبکہ ایک تہائی قرآن مدنی سورتوں پر مشتمل ہے۔ مکی سورتوں کی آیات بھی چھوٹی ہیں اور ان کا سمجھنا بھی آسان ہے۔ ان میں عقائد، اخلاقیات، ایمانیات، واقعات انبیاء علیہم السلام اور فکر آخرت کا بیان ہے۔ مدنی سورتوں میں شریعت کے احکامات اور اوامر و نواہی یعنی Dos اور Don'ts کا بیان ہے۔ اس نصاب کے پہلے پانچ حصے مکی سورتوں پر مشتمل ہیں اور آخری دو حصے مدنی سورتوں پر مشتمل ہیں۔ آخری حصوں کو کلاس ۷، ۸ اور ۹ یا ۱۰ میں پڑھایا جائے گا۔ تاکہ جب طلباء باشعور ہوں تو انہیں مدنی سورتیں پڑھائی جائیں جن میں شریعت کے احکامات آئے ہیں۔ ترتیبِ نزولی کے اعتبار سے یہ بات معروف ہے کہ پہلے مکی سورتیں نازل ہوئیں پھر مدنی سورتیں۔ اس حکمت کو بھی سامنے رکھتے ہوئے مکی اور مدنی سورتوں کی ترتیب کو اس نصاب میں رکھا ہے۔

۲۳۔ عقائد اور عبادات کی تفصیلات بیان نہ کرنے کی کیا وجہ ہے؟

عقائد اور عبادات کی بہت زیادہ تفصیلات میں نہ جانے کی وجہ یہ ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ اسلامیات کی عمومی کتابوں میں بنیادی عقائد (ایمانیات میں سے توحید، رسالت اور آخرت کا بیان شامل ہوتا ہے) اور عبادات (نماز، زکوۃ، روزہ اور حج) کی تفصیل بھی شامل ہوتی ہے۔ اس لئے نصاب کے ابتدائی حصوں میں عقائد اور عبادات کی زیادہ تفصیل بیان نہیں کی گئی ہے۔ جبکہ حصّہ ششم اور حصّہ ہفتم میں زیادہ تفصیلات دی گئیں ہیں۔ جبکہ نصاب کے پہلے پانچ حصوں میں چونکہ مکی سورتیں ہیں اس لئے ان بنیادی عقائد توحید، رسالت اور آخرت پر زیادہ زور دیا گیا ہے جو کہ مکی سورتوں کے بنیادی مضامین ہیں
۔

۲۴۔ کیا مطالعۂ قرآنِ حکیم کے نصاب میں سیرت النبی ﷺ کا ذکر بھی کیا گیا ہے؟

پورا قرآن حکیم دراصل سیرت النبی ﷺ ہی ہے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰن (بخاری) یعنی نبی کریم ﷺ کے اخلاق تو قرآن تھے۔ البتہ جہاں تک تسلسل کے ساتھ سیرت النبی ﷺ کے شروع سے آخر تک بیان کرنے کا معاملہ ہے تو وہ اسلامیات کی کتابوں میں مختصراً موجود ہوتا ہے یعنی ولادتِ مبارکہ سے لے کر وصال تک کے حالات یعنی سیرت النبی ﷺ کا مکّی اور مدنی دور۔ مطالعۂ قرآنِ حکیم کے نصاب میں جب مکی سورتیں پڑھائی جائیں گی تو نبی کریم ﷺ کے مکّی دور کے حالات سامنے آجائیں گے یاد رہے کہ دو تہائی سے زیادہ قرآن مکّی سورتوں پر مشتمل ہے۔ اسی طرح جب مدنی سورتیں پڑھائی جائیں گی تو سورۃ انفال میں غزوۂ بدر، سورۃ آلِ عمران میں غزوۂ اُحد، سورۃ احزاب میں غزوۂ احزاب، سورۃ فتح میں صلح حدیبیہ اور سورۃ توبہ میں غزوۂ تبوک کا بیان بھی آئے گا۔ تاہم مطالعہ قرآنِ حکیم میں شامل تمام سورتوں اور واقعات کی آیت بہ آیت تشریحات میں آپ ﷺ کی سیرتِ مبارکہ کے پہلو اور آپ ﷺ کی احادیث مبارکہ کو بکثرت بیان کیا گیا ہے اور طلبہ پر سیرت النبی ﷺ کی اہمیت واضح کرنے اور اس سے عملی تعلق پیدا کرنے کوشش کی گئی ہے۔ نیز "مطالعۂ قرآنِ حکیم حصّہ اوّل تا حصہ سوم" میں مختصر انداز میں حضور نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ سے متعلق چند بنیادی تاریخی اُمور اور آپ ﷺ کے فضائل و مکارم سے متعلق چیدہ چیدہ آیات واحادیث پر مشتمل مواد بھی فراہم کیا گیا ہے تاکہ اساتذہ اور طلبہ اس بھی استفادہ کر سکیں۔

۲۵۔ کیا اس نصاب میں احادیث مبارکہ کو بھی شامل کیا گیا ہے؟

جی ہاں مطالعہ قرآن حکیم برائے طلباء وطالبات اور "رہنمائے اساتذہ" کے ہر باب میں احادیث مبارکہ کو بیان کیا گیا ہے۔ جو بچوں کی ذہنی سطح اور دستیاب وقت کے مطابق ہے۔ بعد کے حصّوں خصوصاً مدنی سورتوں (جن کی تشریح کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے) کے بیان میں متعلقہ آیات کی تشریح میں احادیث کے مزید حوالے بیان کیئے جائیں گے۔ جیسے جیسے حصّوں کی تعداد آگے بڑھے گی ویسے ویسے متعلقہ احادیث "رہنمائے اساتذہ" میں شامل کی جائیں گی ان شاءاللہ کیوں کہ آیاتِ قرآنی کی تشریح کے لئے قرآنی آیات کے ساتھ اہم ترین ذریعہ آپ ﷺ کی احادیث مبارکہ ہی ہیں۔

۲۶۔ اگر عربی گرائمر پڑھائی جائے تو یہ بات ترجمہ سکھانے کے لئے زیادہ مفید نہیں ہو گی؟

عربی گرائمر ضرور ہونی چاہیئے بلکہ قرآنی عربی گرائمر ہونی چاہیئے کیوں کہ عربی بول چال Spoken Arabic اور قرآنی عربی Quranic Arabic میں خاصا فرق ہے۔ لیکن یہ ایک تکنیکی پہلو Technical Aspect ہے۔ زبان سکھانے کے لئے زیادہ Expertise کی ضرورت ہوتی ہے۔ ناظرہ قرآن اور اسلامیات پڑھانے والے اساتذہ تو بہت دستیاب ہوتے ہیں مگر قرآنی عربی پڑھانے والے اساتذہ بہت کم میسر ہیں۔ اگر کوئی اسکول چھ سات سالوں میں تقریباً ۲۰۰ گھنٹے فارغ کرنے کو تیار ہو تو انہیں قرآنی عربی کا نصاب بھی فراہم کیا جاسکتا ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ ۲۰۰ گھنٹے لائیں کہاں سے؟ مطالعہٗ قرآن حکیم کے نصاب کے لئے ۳۵۰ گھنٹے مانگے گئے ہیں۔ سات سالوں میں یہ وقت نکال کر مختص کر دیا جائے تو یہ نصاب ان شاءاللہ مکمل ہو جائے گا۔ تاہم جہاں کہیں وقت بھی دستیاب ہو اور وہاں قرآنی عربی پڑھانے والے اساتذہ بھی موجود ہوں تو یہ "نورٌ علیٰ نور" والی بات ہو گی۔

۲۷۔ کیا گرمیوں کی چھٹیوں میں اس نصاب کی تدریس ہو سکتی ہے؟

جو اسکول اپنے طلباء وطالبات کو چھٹیوں میں بلاسکتے ہوں اور رضاکارانہ طور پر ان کے پاس اساتذہ بھی موجود ہوں تو ان کے ہاں یہ کام ضرور ہونا چاہیئے۔ دی علم فاؤنڈیشن کی جانب سے اس معاملے میں معاونت بھی فراہم کی جائے گی اور ان طلباء کو اسناد بھی جاری کی جاسکتی ہیں۔ اس کی ایک شکل یہ بھی ہو سکتی ہے کہ ایک سمر کیمپ ان طلباء وطالبات کے لئے منعقد کیا جائے جو اس نصاب کے چند حصے پڑھ چکے ہوں اس طرح ان کے لئے Revision بھی ہو جائے گا اور ان کا قرآن فہمی سے تعلق بھی بڑھے گا۔

۲۸۔ کیا غیر مسلم طلباء وطالبات اس نصاب سے استفادہ کر سکتے ہیں؟

یہ ایک مسلمہ بات ہے کہ ہمارے معاشرے میں غیر مسلم خاندان بھی رہتے ہیں جن کے بچے ہمارے اسکولوں میں زیر تعلیم بھی ہیں۔ یہ بچے دیگر مضامین کی طرح اسلامیات کی کلاس میں بھی شریک ہوتے ہیں۔ دی علم فاؤنڈیشن سے منسلک بعض اسکولوں میں بھی غیر مسلم طلباء وطالبات پڑھتے ہیں اور ان کے والدین کی طرف سے کوئی رکاوٹ کا معاملہ بھی سامنے نہیں آیا ہے۔ اگر کوئی رکاوٹ نہیں ہے تو ان طلباء وطالبات کو بھی یہ نصاب ضرور پڑھایا جائے۔ ویسے بھی بنیادی اخلاقی تعلیمات تو تمام مذاہب میں ایک ہی ہیں تو کیوں نہ ہم ان کو وہ تعلیمات سکھا کر ان کی دل جوئی کریں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کا پیغام ان تک پہنچا دیں تو ہو سکتا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کو اسلام کی طرف رغبت عطا فرما دے۔

۲۹۔ کیا یہ نصاب عمومی طور پر مارکیٹ میں دستیاب ہے؟

ابھی تک دی علم فاؤنڈیشن نے اپنی مطبوعات کو مارکیٹ میں پیش کرنے کا ارادہ نہیں کیا ہے۔ ارادہ یہ ہے کہ ہم ان اسکولوں اور تعلیمی اداروں کو یہ نصاب فراہم کریں جہاں اسے باقاعدہ پڑھایا جائے اور اس کی نگرانی بھی ہو سکے اور ہمارے لئے ان سے رابطہ بھی ممکن ہو۔ فی الحال یہ نصاب مارکیٹ میں دستیاب نہیں ہے۔ تاہم ہماری ویب سائٹ سے اسے Download کیا جا سکتا ہے۔

۳۰۔ اس نصاب کو کیسے حاصل کیا جا سکتا ہے؟

جو ادارے یا اسکول اس نصاب کو حاصل کرنا چاہتے ہوں وہ دی علم فاؤنڈیشن سے ویب سائٹ، ای میل، فون یا خط و کتابت کے ذریعے رابطہ کریں تو ہم ان کو Sample فراہم کر دیں گے۔ پھر اس کے بعد وہ اگر مطمئن ہوں اور اپنے ادارہ یا اسکول میں اس نصاب کو اختیار کرنا چاہیں تو ہمیں اپنے طلباء و طالبات کی تعداد باقاعدہ طور پر بتا دیں ہم ان کو ان شاءاللہ "مطالعۂ قرآنِ حکیم" کی کتابیں اور "رہنمائے اساتذہ" فراہم کر دیں گے۔

۳۱۔ اس نصاب کی وسیع پیمانے پر تشہیر کیوں نہیں کی جا رہی؟

کوشش یہ کی گئی ہے کہ ہم ذہن (Like Minded) اور دین کا درد رکھنے والے لوگوں سے ذاتی طور پر رابطہ کیا جائے۔ نیز جن اسکولوں میں یہ نصاب جاری ہے ان کے اساتذہ یا طلباء کے والدین نے کسی کو بتایا تو ہم نے ان کو بھی یہ نصاب فراہم کیا۔ اسی طرح یہ کام الحمدللہ ذاتی رابطہ سے آگے بڑھ رہا ہے۔ اسی وجہ سے تشہیر کی اب تک کوئی خاص ضرورت پیش نہیں آئی۔ اللہ ﷻ ہم سب کو اخلاص نیت عطا فرمائے۔ آمین! الحمدللہ ہمیں پُر خلوص لوگ ملتے جا رہے ہیں اور یہ کام تیزی سے آگے بڑھ رہا ہے۔

۳۲۔ اس نصاب کا ہدیہ کیا ہے؟

اس نصاب کا کوئی ہدیہ نہیں رکھا گیا ہے اور الحمدللہ اب تک کی پالیسی کے مطابق یہ کتابیں اسکولوں اور تعلیمی اداروں کو بغیر کسی ہدیہ کے فراہم کی جا رہی ہیں۔ بنیادی مقصد قرآنِ حکیم اور مخلوقِ خدا کی خدمت ہے۔ تاہم کوئی اسکول یا ادارہ اس حوالہ سے دی علم فاؤنڈیشن سے تعاون کرنا چاہے تو ایسا ممکن ہے۔

۳۳۔ اگر کوئی اس کارِ خیر میں تعاون کرنا چاہے تو اس کا کیا طریقہ کار ہے؟

بہت سے افراد جو ہماری قرآنی خدمات سے اتفاق کرتے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ اس کارِ خیر میں اپنا حصہ ڈالیں۔ اگر کسی کا ایسا ارادہ ہو تو ہم سے رابطہ کیا جا سکتا ہے۔ ان کے اطمینان پر ہم ان کو اپنا اکاؤنٹ نمبر بھی دے سکتے ہیں کہ وہ خود اپنا مالی تعاون جمع کرا دیں اور رسید ہم سے حاصل کر لیں۔ مگر یہ سب اس وقت ہے کہ جب کوئی رضاکارانہ طور پر ایسا کرنا چاہے ورنہ چندہ جمع کرنا ہمارے پیش نظر نہیں ہے۔

۳۴۔ کیا یہ نصاب آن لائن موجود ہے؟

ہماری ویب سائٹ www.tif.edu.pk پر اس نصاب کے جو حصے شائع ہو چکے ہیں وہ "رہنمائے اساتذہ" کے ساتھ موجود ہیں اور اس کے علاوہ اس نصاب کی تعارفی ویڈیو، قرآن کوئز، آرٹ اور تقریری مقابلہ برائے حصہ اول پر مبنی ویڈیو، اساتذہ کے لئے ہدایات پر مبنی ویڈیو، ڈیمو کلاس اور عمومی طور پر پوچھے جانے سوالات (FAQs) پر مبنی ویڈیو بھی موجود ہے۔ یہ سب کچھ Download کر کے استفادہ کے لئے دستیاب ہے۔

۳۵۔ اگر کوئی ادارہ اس نصاب کو شائع کرنا چاہے تو کیا یہ ممکن ہے؟

اگر کوئی ادارہ اپنے طلباء وطالبات کے لئے اس نصاب کو شائع کرنا چاہے تو یہ ممکن ہے۔ اگر طلباء کی تعداد کم ہو تو وہ ادارہ سے ہی یہ نصاب حاصل کر لیں۔ اگر بہت بڑے پیمانے پر شائع کرانا چاہتے ہیں تو وہ ادارے کی تحریری اجازت اور باہمی مشاورت کے بعد اسے شائع کر سکتے ہیں۔ تاہم ہمارے شائع شدہ نصاب میں کوئی تبدیلی نہ کریں۔ ادارے کا کوئی تجارتی مقصد نہیں ہے اس لئے ہم چاہیں گے کہ کوئی اور ادارہ بھی اس نصاب کی اشاعت سے تجارتی نفع حاصل نہ کرے۔

۳۶۔ کیا جماعت دہم (X) کی اسلامیات کے نصاب کے لئے کوئی کتاب شائع کی گئی ہے؟

چونکہ دسویں جماعت کی اسلامیات کی کتاب میں کچھ مدنی سورتیں شامل ہیں۔ کچھ اسکولوں کی طرف سے یہ تقاضا آیا ہے کہ آئندہ دی علم فاؤنڈیشن کی طرف سے اسلامیات کی کتاب بھی شائع کی جائے۔ ان شاء اللہ مستقبل میں اس کام کا ارادہ ہے۔ تاہم اس وقت ہماری تمام تر توجہ مطالعۂ قرآن حکیم کے نصاب کی تکمیل پر ہے۔ جو طلباء و طالبات اس نصاب کو مکمل طور پر پڑھ کر دسویں جماعت میں پہنچیں گے وہ ان متعین مدنی سورتوں کا مطالعہ کر چکے ہوں گے۔ ان شاء اللہ۔

۳۷۔ "دی علم فاؤنڈیشن" کی اور کیا خدمات ہیں؟

"دی علم فاؤنڈیشن" کی ایک اہم خدمت تو مطالعۂ قرآن حکیم برائے طلباء وطالبات کے نصاب کی تیاری ہے۔ اس نصاب اور سیرت النبی ﷺ کے حوالے سے دی علم فاؤنڈیشن سے منسلک اسکولوں کے درمیان مختلف نوعیت کے مقابلہ جات بھی کرائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ اساتذہ کی عمومی اور پیشہ ورانہ تربیت کا بھی ایک پورا نظام بھی موجود ہے۔ دی علم فاؤنڈیشن کی طرف سے مختلف مواقع پر مثلاً رمضان المبارک، ربیع الاول میں سیرت النبی ﷺ، عیدالاضحیٰ کے موقع پر حج اور قربانی کے حوالہ سے کچھ کتابچے (Booklets) وقتاً فوقتاً شائع کیئے گئے۔ ادارہ سے منسلک اسکولوں کے اساتذہ کے لئے تدریس سے متعلق مختلف مدتوں اور نوعیتوں کے کورسز اور ورک شاپس کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اسکولوں کی ضروریات کے مطابق ان کے ہاں جا کر بھی اساتذہ کے لئے مختلف تربیتی پروگرام نیز طلباء وطالبات اور والدین کے لئے بھی لیکچرز کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

۳۸۔ "دی علم فاؤنڈیشن" کا دفتر کہاں ہے اور کس سے رابطہ کیا جائے؟

"دی علم فاؤنڈیشن" کا مکمل ایڈریس، فون نمبر اور ای میل ایڈریس مطالعۂ قرآنِ حکیم کی ہر کتاب پر موجود ہے۔ اس نصاب اور دی علم فاؤنڈیشن کے بارے میں کوئی بھی تجویز اور مشورہ دینا ہو یا کوئی اور سوال پوچھنا ہو تو اتوار کے علاوہ صبح ۹ بجے سے شام ۵ بجے تک فون، ای میل، اسکائپ، فیس بک کے ذریعے رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

THE ILM FOUNDATION (TIF)

245-1/I, Block 6, P.E.C.H. Society, Karachi-75400 (Pakistan)
Phone: (92-21) 3430 4450–51, **Mobile:** 0335-3399929
Website: www.tif.edu.pk, **Email:** info@tif.edu.pk, tif1430@gmail.com
Facebook: TheILMFoundationTIF

مجوّزہ ماڈل پیپر برائے مطالعۂ قرآن حکیم (حصہ اوّل)

برائے سالانہ امتحان

سوال نمبر ۱۔ ذیل میں دیئے گئے سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں۔ (کوئی دس) (۲۰)

1) قرآن حکیم کی سب سے پہلی سورت کا نام کیا ہے؟
2) رب کے معنی کیا ہیں؟
3) سب سے پہلے نبی علیہ السلام کا کیا نام ہے؟
4) انسانوں سے پہلے زمین پر کون سی مخلوق آباد تھی؟
5) اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کا ذکر کس کے سامنے فرمایا تھا؟
6) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں کا انجام کس سورت میں بیان ہوا ہے؟
7) حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کہاں آباد تھی؟
8) شیطان کے حملوں سے بچنے کے لئے کیا کرنا چاہیئے؟
9) قوم ثمود کی طرف کس رسول کو بھیجا گیا؟
10) حضرت یونس علیہ السلام کو کس قوم کی طرف بھیجا گیا؟
11) کس نبی علیہ السلام کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اونٹنی کا معجزہ عطا فرمایا؟
12) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعلق کس قبیلہ سے تھا؟
13) حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو کتنے سال دعوت دی؟
14) "اصحاب الأیکہ" کس قوم کو کہا جاتا ہے؟
15) اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ابرہہ کے لشکر کو تباہ کرنے کے لئے کس کو بھیجا؟
16) سُورۃُ الکوثر میں کس کے بے نام ونشان ہونے کی خبر دی گئی ہے؟
17) سُورَۃُ الماعُون میں کن لوگوں کا بُرا کردار بیان کیا گیا ہے؟
18) قریش کے لوگ کس کی اولاد میں سے ہیں؟
19) یہودیوں اور عیسائیوں نے کس کس کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا بیٹا قرار دیا؟
20) مُعَوِّذَتَینِ کن سورتوں کو کہا جاتا ہے؟

سوال نمبر ۲۔ ذیل میں دیئے گئے جملوں کو ان الفاظ کی مدد سے پُر کریں۔ (جودی، حضرت ھود علیہ السلام، علم، حضرت صالح علیہ السلام، مٹی) (۵)

1۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ------ کے لحاظ سے فضیلت دی۔
2۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ----- سے حضرت آدم علیہ السلام کا جسم بنایا۔
3۔ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی پہاڑ کی چوٹی ---- پر جا رکی۔
4۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قومِ عاد کی طرف ------- کو رسول بنا کر بھیجا۔
5۔ قوم ثمود کی طرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے -------- کو رسول بنا کر بھیجا۔

سوال نمبر ۳۔ ذیل میں دی گئی آیت کا ترجمہ دیکھ کر بتایئے کہ یہ کس نبی کا قول ہے؟ نیز ان نبی کے متعلق کوئی تین باتیں لکھیں۔ (۱۰)

وَ قَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَ مُرْسٰىهَا ؕ اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۴۱﴾

اور اُنہوں نے فرمایا کہ تم سب اِس (کشتی) میں سوار ہو جاؤ اللہ کے نام کے ساتھ اس (کشتی) کا چلنا ہے اور اس کا ٹھہرنا ہے بے شک میرا رب یقیناً بہت بخشنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے۔ (سورۃ ھود ۱۱: آیت: ۴۱)

سوال نمبر ۴۔ کالم (الف) کے ہر جملہ کو کالم (ب) کے درست جملہ سے لائن لگا کر ملائیں: (۵)

الف	ب
حضرت یونس علیہ السلام نے	حضرت یونس علیہ السلام کے لقب ہیں۔
حضرت یونس علیہ السلام کی قوم نے	ایک بیل دار درخت اُگا دیا۔
مچھلی نے حضرت یونس علیہ السلام کو	قوم کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا۔
اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کے لئے	عذابِ الٰہی کے آثار دیکھ کر توبہ کرلی۔
"ذُوالنُّوْن" اور "صَاحِبُ الْحُوْت"	حفاظت سے اپنے پیٹ میں رکھ لیا۔

سوال نمبر ۵۔ خالی جگہیں پُر کریں۔ (۱۰)

۱۔ صمد کے معنی ۔۔۔۔ ہیں۔
۲۔ قرآن حکیم کی سب سے بڑی سورت ۔۔۔۔۔۔۔ ہے۔
۳۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کی عبادت کرنے کو ۔۔۔۔ کہتے ہیں۔
۴۔ انبیاء کرام علیہم السلام کو بُرا کہنے والوں کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ ۔۔۔۔ دیتا ہے۔
۵۔ شیطان ۔۔۔۔ میں سے ہے اور وہ آگ سے بنا ہے۔

سوال نمبر ۶۔ مندرجہ ذیل جملوں پر صحیح (✓) یا غلط (×) کے نشان لگائیں۔ (۵)

نمبر شمار	جملے	صحیح	غلط
۱۔	گرجاگھر کی تعمیر پر اہلِ مکہ اور دیگر عرب قبائل بہت خوش تھے۔		
۲۔	عربوں میں سے ایک شخص نے ابرہہ کے گرجاگھر میں گندگی پھیلادی۔		
۳۔	ملاقات پر جناب عبد المطلب کو دیکھ کر ابرہہ بہت غصہ ہوا۔		
۴۔	ابرہہ نے ایک بڑی فوج جمع کی جس میں ہاتھی بھی تھے۔		
۵۔	ابرہہ کا لشکر وادی محسر پہنچ کر آگے نہ بڑھ سکا۔		

سوال نمبر ۷۔ نیچے دیئے گئے جملوں کے ساتھ بنے ہوئے خانوں میں قصے کی ترتیب کے لحاظ سے نمبر ڈالیئے: (۱۰)

- ایک بڑی مچھلی نے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے حکم سے حضرت یونس علیہ السلام کو بغیر نقصان پہنچائے نگل لیا۔
- اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کو دوبارہ اہلِ نینویٰ کی طرف جانے کا حکم فرمایا۔
- حضرت یونس علیہ السلام نے کئی سال تک نینویٰ کے لوگوں کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا پیغام پہنچایا۔
- نینویٰ والے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے حضور اپنے گناہوں کا اعتراف کر کے عذاب سے پناہ مانگنے لگے۔

- نینویٰ کے لوگ اپنے رسول علیہ السلام کا انکار اور ان کی مخالفت کرتے رہے۔
- حضرت یونس علیہ السلام کے چلے جانے کے بعد عذاب کے آثار نظر آنے لگے۔
- مچھلی کے پیٹ میں آپ علیہ السلام اللہ ﷻ کی تسبیح اور استغفار کرتے رہے۔
- حضرت یونس علیہ السلام کو عراق کے شہر نینویٰ کے مشرک لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا۔
- حضرت یونس علیہ السلام عذاب کے مقام سے دور رہنے کے ارادہ سے ایک بھری ہوئی کشتی میں سوار ہوئے۔
- حضرت یونس علیہ السلام اپنی قوم کے کفر پر ان سے ناراض ہو کر نینویٰ شہر سے دور چلے گئے۔

سوال نمبر ۸ مندرجہ ذیل جملوں کے بارے میں بتایئے کہ وہ کس کا قول ہے: (۵)

نمبر شمار	جملے	اللہ سبحانہ وتعالیٰ	رسول علیہ السلام	قوم	شیطان
۱۔	یقیناً ہم نے ہی تمہیں پیدا کیا اور ہم نے ہی تمہاری صورتیں بنائیں۔				
۲۔	تمہیں ہمارے معبودوں نے کسی بُرائی میں مبتلا کر دیا ہے۔				
۳۔	تم اس اونٹنی کو نقصان نہ پہنچانا ورنہ تم پر عذاب آجائے گا۔				
۴۔	مجھے آگ سے بنایا گیا اور آدم (علیہ السلام) کو مٹی سے بنایا گیا۔				
۵۔	ہم ان کی عبادت کریں گے جن کی عبادت ہمارے باپ دادا کرتے تھے۔				

حصہ زبانی: (کوئی دو سورتوں کا ترجمہ سنائیں) (۲۰)

سورۃُ الکوثر کا ترجمہ سنائیں۔ یا سورۃ الفاتحہ کا ترجمہ سنائیں۔

سورۃُ الاخلاص کا ترجمہ سنائیں۔ یا سورۃ النصر کا ترجمہ سنائیں۔

سرگرمی: (۲۰)

کسی ایک سرگرمی پر ایک خوبصورت چارٹ گھر سے بنا کر لائیں۔

۱۔ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کے کھنڈرات کی چند تصاویر تلاش کر کے چارٹ پر لگائیں

۲۔ زلزلہ کی تباہ کاریوں پر چند تصویریں جمع کر کے چارٹ پر لگائیں۔

۳۔ قوم عاد کے کھنڈرات کی چند تصویریں جمع کر کے چارٹ پر لگائیں۔

۴۔ ایک کشتی کا خاکہ بنائیں۔